الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

سیرت حضرت سائیں کرم الٰہیؒ

المعروف کانواں والی سرکار

کرامات و سوانح عمری

شریف فیاض وزیر آبادی

چشتی کتب خانہ ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور 0300-7681230

سیرت حضرت سائیں کرم الٰہیؒ

المعروف

کانواں والی سرکار

با اجازت:

جناب محترم قبلہ سائیں سرور سرکار مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز: جناب محترم نعیم سرکار مدظلہ العالی

راقم:

شریف فیاض وزیر آبادی

چشتی کتب خانہ

دربار مارکیٹ لاہور جھنگ بازار فیصل آباد

03007681230 03006674752

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

- کشمیر بک ڈپو نزد فوارا چوک گجرات
- سلطان بک پیلس چوک پاکستان گجرات
- کمال بک ڈپو کمیٹی مارکیٹ گجرات
- صائم چشتی لائبریری احمد نگر روڈ وزیر آباد
- ارشد بک ڈپو مین بازار وزیر آباد
- خُرم بک ڈپو اندرون ہوری گیٹ وزیر آباد

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۔	پیش لفظ	12
۲۔	حمد باری تعالیٰ	15
۳۔	سلام	16
۴۔	نعت	17
۵۔	منقبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	18
۶۔	منقبت (از: خواجہ معین الدین چشتیؒ)	19
۷۔	دعا	20
۸۔	نعت	21
۹۔	میلے تے آئیاں گھڑولیاں	22
۱۰۔	حضور کرم الٰہی عرف کانواں والی سرکار دے حضور	24
۱۱۔	منقبت	25
۱۲۔	طالبانِ حق کے لیے (چند ضروری امور)	26
۱۳۔	توبہ اور توبہ سے متعلق امور	28
۱۴۔	ارادت	29
۱۵۔	مرید کون	30
۱۶۔	مرید اور مراد	31
۱۷۔	مرید اور رضائے الٰہی، اپنے شیخ کی اطاعت کرنا، مرید کے لیے آدابِ شیخ	32
۱۸۔	مرید کے لیے چند ضروری امور	37
۱۹۔	تذکرہ صحابہ و اہلِ بیتِ نبی ﷺ	45
۲۰۔	حضرت سیدنا امام حسنؓ	46
۲۱۔	حضرت سیدنا امام حسینؓ	47
۲۲۔	سیدنا علی بن الحسین (امام زین العابدینؒ)	48
۲۳۔	حضرت امام باقر بن علیؒ	49
۲۴۔	حضرت امام جعفر صادقؒ	50
۲۵۔	حضرت امام موسیٰ بن جعفر صادقؒ	51

۲۶۔	حضرت محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر (امام علی رضاؒ)	52
۲۷۔	شیخ معروف کرخی	53
۲۸۔	سیدنا سری سقطی	54
۲۹۔	شیخ جنید بغدادی	55
۳۰۔	ابوبکر شبلی	56
۳۱۔	ابوسعید مخزومی مرشد غوثِ اعظم	56
۳۲۔	شیخ عبدالقادر جیلانی	57
۳۳۔	قوم آرائیں کا مختصر تعارف	59
۳۴۔	شجرہ جدِ امد شیخ حبیب الراعی	61
۳۵۔	باباجی کے حضور ہدیۂ عقیدت	62
۳۶۔	حضرت ابوحلیم بن سلیم الراعی	63
۳۷۔	شجرۂ طریقت قادریہ رزاقیہ حضرت سائیں کرم الٰہی (کانواں والی سرکار)	65
۳۸۔	ماہیے سرکار دے	67
۳۹۔	مختصر تعارف	68
۴۰۔	نام و نسبت	72
۴۱۔	ولادت باسعادت، تعلیم و تربیت، آپ کا پیدائشی ولی ہونا	73
۴۲۔	جستجو مرشد اور بیعت	76
۴۳۔	دہلی روانگی، آپ کے معمولات	77
۴۴۔	مہرِ ولایت، لباس، خوراک	79
۴۵۔	شادی، وفات	81
۴۶۔	عرس مبارک	82
۴۷۔	کرامات حضرت سائیں کرم الٰہی (کانواں والی سرکار)	84
۴۸۔	بنجار زمین کا آباد ہونا	85
۴۹۔	سوداگر کا جہاز کنارے لگانا	86
۵۰۔	سانپوں کی حاضری	87
۵۱۔	باباجی کا حج کرنا	88
۵۲۔	سائیں باتاں والی سرکار کا قصہ	89
۵۳۔	حاجی حاکم علی کو سرکار کا فیض دینا	93
۵۴۔	دو نمبر پہلی اینٹیں ایک نمبر پر	95

۵۵۔	طاعون کی بیماری اور سرکار کی نظر	95
۵۶۔	میں ربّ	97
۵۷۔	سائیں نواب کا قتل سے بری کرنا	97
۵۸۔	پیر سید بگھے شاہ کا حقہ بچانا	98
۵۹۔	بچے کا سرکار کی دعا سے پیدا ہونا اور اس کا ایس۔ڈی۔او لگنا	99
۶۰۔	آنے والے واقعہ کی پیشگی اطلاع دینا	100
۶۱۔	دو سر والا بچہ	101
۶۲۔	سکھ کی فریاد پوری کرنا	101
۶۳۔	ڈی سی کا ڈھول بجانے سے روکنا اور سرکار کی ناراضی	102
۶۴۔	کنویں کا پانی دودھ بن گیا	103
۶۵۔	لڑکے کا بخار اترنا	104
۶۶۔	محمود شاہ کا پٹواری لگنا	105
۶۷۔	سانسی کا مسلمان ہونا	106
۶۸۔	مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنا	107
۶۹۔	سرکار کا چڑیل نکالنا	108
۷۰۔	مال کی حفاظت کرنا	109
۷۱۔	تربوز اور خربوزہ سے بیٹا بیٹی عطا کرنا	110
۷۲۔	جن نکالنے کا انوکھا طریقہ	111
۷۳۔	لاہور کے طلبا کا امتحان میں کامیاب ہونا، حفاظت کرنے کا انوکھا طریقہ	112
۷۴۔	پیر جماعت علی شاہ کا دعا کے لیے حاضر ہونا، لڑکے کا جج بننا	113
۷۵۔	سرکار کا بھانجا اور چوروں کا واقعہ	114
۷۶۔	قاتل نظر نہ آنا، بیل کا فریاد کرنا	115
۷۷۔	زمین کا فیصلہ حق میں ہونا	116
۷۸۔	شیر اور سانپ کی آمد، سیالکوٹ کے جادوگر کا آنا	117
۷۹۔	پھانسی کی سزا ہونا اور بندے کا بچ جانا	118
۸۰۔	تربوز کی طلب اور سرکار کا عطا کرنا	120
۸۱۔	پیر ولایت شاہ کی پشت پناہی	121
۸۲۔	بھینسوں کی کثرت	122
۸۳۔	دودھ کے گھڑوں کی کثرت	123

۸۴۔	سامان کی حفاظت	123
۸۵۔	رحیم پہلوان کا کشتی جیتنا	124
۸۶۔	پہلوان کو فیض عطا کرنا	124
۸۷۔	بیل کا کام نہ کرنا	125
۸۸۔	موت کا فرشتہ دکھائی دینا	126
۸۹۔	پانچ سنگترے	127
۹۰۔	بھینس کا بچہ پیدا نہ کرنا	128
۹۱۔	گورداس پور کے سید صاحب	128
۹۲۔	پھانسی سے بچنا	129
۹۳۔	کووں کا لنگر نہ کھانا	129
۹۴۔	دورانِ حج ٹکٹ چوری ہونا اور باباجی کی امداد ملنا	130
۹۵۔	بھینسوں کا کنارے لگنا	131
۹۶۔	گل گھوٹو بیماری کا علاج	132
۹۷۔	غریب کو امیر کرنا پھر غریب کر دینا	132
۹۸۔	جلالپور کا عیسائی پادری	133
۹۹۔	سرکار کا کدو شریف عطا کرنا اور بیٹے کی پیدائش	133
۱۰۰۔	سائیں اللہ رکھا کو فیض عطا کرنا	135
۱۰۱۔	باباجی سانپ کے بھیس میں	136
۱۰۲۔	پاکستان بننے کی پیش گوئی کرنا	136
۱۰۳۔	مشرق مغرب میں ایک وقت میں موجود ہونا	137
۱۰۴۔	سرکار کا پتھر پھینکنا	137
۱۰۵۔	اپنے ابدال ہونے کی پیش گوئی	137
۱۰۶۔	دلاور پور کے چودھری کو ذیل دار بنانا	138
۱۰۷۔	مسجد اور کنواں بنانے کا حکم	139
۱۰۸۔	زمین ملنے کی پیش گوئی	140
۱۰۹۔	امام عالی مقام کا احترام	140
۱۱۰۔	لڑکے کی بشارت دینا	140
۱۱۱۔	سائیں صاحب کا انصاف	141
۱۱۲۔	باطن کا آپ پر آشکار ہونا	141

۱۱۳۔	مقدمہ سے رہائی	142
۱۱۴۔	سولہ روپے عطا کرنا	142
۱۱۵۔	دیور سے شادی کا حکم	143
۱۱۶۔	خاک لگانے کا حکم	144
۱۱۷۔	ملازمت کی بحالی کے لیے دعا	145
۱۱۸۔	حضرت پیر سچ یار کے پاس حاضری دینا	147
۱۱۹۔	حضرت پیر سچ یار عرف کمبل پوش	148
۱۲۰۔	تلاش مرشد	149
۱۲۱۔	آپ کے معمولات	150
۱۲۲۔	وفات	150
۱۲۳۔	پیر سید ولایت شاہ	151
۱۲۴۔	تعلیم و تربیت	151
۱۲۵۔	بیعت	152
۱۲۶۔	باباجی سے فیض ملنا	152
۱۲۷۔	وفات	152
۱۲۸۔	حضرت پیر سید امام شاہ صاحب	153
۱۲۹۔	ونجھلی رانجھن دی	155
۱۳۰۔	حضرت قبلہ کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار	157
۱۳۱۔	مفتی احمد یار نعیمی کے حج کا واقعہ	159
۱۳۲۔	تلخ مزاجی	159
۱۳۳۔	معمولات عالم حالت	161
۱۳۴۔	کنووں سے پیار	162
۱۳۵۔	خوراک	163
۱۳۶۔	عرس پاک کے تہوار	163
۱۳۷۔	کرامات سائیں رانجھا صاحب	164
۱۳۸۔	گردہ کے درد کو آرام آنا	164
۱۳۹۔	لنگر کا منہ مانگا مل جانا	165
۱۴۰۔	سائیں رانجھا کے سمجھانے کا طریقہ	165
۱۴۱۔	مرگی کا ٹھیک ہونا	166

۱۴۲۔	پرنٹنگ پریس کا ڈکلیریشن ملنا	167
۱۴۳۔	آپ کی دعا سے روٹا مشین کا ملنا	168
۱۴۴۔	بے جی کا بیٹوں کے لیے دعا کرنا	170
۱۴۵۔	شجرہ سلسلہ قادریہ رزاقیہ (منظوم)	171
۱۴۶۔	قصیدہ حضور کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار	176
۱۴۷۔	سرکاری ماہیے	181
۱۴۸۔	سید کا احترام	182
۱۴۹۔	سائیں رانجھا سرکار کی حج پر روانگی	182
۱۵۰۔	حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار	183
۱۵۱	راقم کا واقعہ: بیمار ہو کر بچ جانا اور مرید ہونا	188
۱۵۲۔	حق کے سفیر	189
۱۵۳۔	نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے	192
۱۵۴۔	اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں	196
۱۵۵۔	ولادت باسعادت سائیں رانجھا سرکار	198
۱۵۶۔	شبیہ	199
۱۵۷۔	روحانیت ــــ لباس ــــ خوراک	199
۱۵۸۔	ولادت سائیں سرور سرکار	200
۱۵۹۔	تعلیم روحانی	200
۱۶۰۔	لباس	200
۱۶۱۔	ڈبل شاہ سے بچانا	200
۱۶۲۔	خواجہ نعیم سرکار ــــ پیدائش	201
۱۶۳۔	روحانی تعلیم	201
۱۶۴۔	گڑ سے کنڈا نکلنے والا ہے	201
۱۶۵۔	جو میری جوہ سے گزر جائے بہشتی ہے	202
۱۶۶۔	شرق پور شریف کا آدمی	202
۱۶۷۔	لائل پور کے آدمی کو حکیم بنانا	203
۱۶۸۔	گندم کا ڈھیر بڑھ گیا	203
۱۶۹۔	رزق غیبی	204
۱۷۰۔	کشف کا واقعہ	205

۱۷۱۔	موت کی خبر	206
۱۷۲۔	مولا دہی باہمتی کا واقعہ	207
۱۷۳۔	کرامت ملک پیر بخش	208
۱۷۴۔	کرامت امتحان پاس	208
۱۷۵۔	کرامت بچے کا نشان	209
۱۷۶۔	کرامت مستری فضل کریم	209
۱۷۷۔	کرامت چار سکھ بری	210
۱۷۸۔	کرامت زمین کا مل جانا	210
۱۷۹۔	کرامت مائی نور بیگم	210
۱۸۰۔	معراج کا واقعہ سمجھانا	211
۱۸۱۔	ولی کے لیے زمین ڈھائی قدم	212
۱۸۲۔	کانواں والی سرکارتوں جاں صدقے	213
۱۸۳۔	تیریاں دیوانیاں دی خیر کانواں والیا	214
۱۸۴۔	وسے گجرات تیرا شہر کانواں والیا	214
۱۸۵۔	منقبت حضرت کانواں والی سرکار	216
۱۸۶۔	منقبت حضرت کانواں والی سرکار	217
۱۸۷۔	کانواں والی سرکار دے حضور نذرانہ	218
۱۸۸۔	رباعیاں کرم الٰہی عرف کانواں والی سرکار	220
۱۸۹۔	چاچا بوڑھا	222
۱۹۰۔	مجذوب	224
۱۹۱۔	حضرت سائیں کانواں والی سرکار	226

انتساب

یہ ادنیٰ کوشش قبلہ حضرت پیران پیر رہبر شریعت قطب الاقطاب امیر کاروانِ ولایت سائیں رانجھا صاحبؒ کی ذات گرامی قدر سجادہ نشین دربار شریف آستانہ عالیہ منبع فیوض و برکات قبلہ حضرت کانواں والی سرکارؒ سے معنون کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عزو شرف

اعتراف

کتاب ہذا کی تدوین اور تالیف میں جن جن دوستوں نے میری مدد فرمائی ہے میں ان تمام حضرات کا دل کی گہرائیوں سے ممنون ہوں مواد کی فراہمی ترتیب اور اصلاح میں جو سائیں سلیم صاحب نے سعی بلیغ اور کاوش فرمائی ہے وہ نا قابل فراموش ہے۔

اس کے علاوہ ترتیب و اصلاح کے سلسلہ میں میں سید فہد عباس شاہ صاحب کا بھی دلی ممنون ہوں اور جس کا ذکر نہ کرنا انصاف کے خلاف ہوگا چوہدری مالک صاحب نے جو میری مدد فرمائی اس کا میں دل سے ممنون ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر یہ حضرات میری مدد نہ فرماتے تو یہ کتاب معرض وجود میں نہیں آسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات پر اپنی خصوصی رحمت فرمائے۔ (آمین)

فقیر قیصر علی چشتی قادری سہروردی

(سگ در حضرت کانواں .. والی سرکار

خادم : درگاہ حضرت حسین بی بی سرکار

پیش لفظ

باباجی کانواں والی سرکارؒ کے پردہ فرمانے کے بعد جو کرامات مریدین و معتقدین نے دیکھیں ان کی دیرینہ خواہش تھی، اور ہے کہ یہ سب کتاب کی شکل دھارلیں۔ اللہ کریم کی تائید وعنایت اور حضرت کانواں والی سرکارؒ کی نظر کرم سے یہ کتاب تمام محبت رکھنے والوں کی تمنا پوری کر دے گی۔
نیز لوگوں کے دل میں اگر کوئی شبہ ہے تو دور ہو سکے گا۔

راقم کے مرید ہونے کے بعد 1980 سے2002 تک سائیں رانجھاؒ صاحب سے جتنی کرامات کے بارے جانکاری ملی اس کتاب کی تیاری میں حاجی عبدالغنی صاحب کی دیرینہ خواہش جو عرصے سے ان کے دل میں تھی۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مکمل ہو رہی ہے۔ اس کتاب کے راوی حاجی عبدالغنی صاحب ہیں۔ یہ جو کچھ آپ لوگ پڑھ رہے ہیں یہ حاجی عبدالغنی نے بیان کی ہیں۔ ان کے بڑے بھائی فضل دین نے خود دیکھیں انہوں نے حاجی عبدالغنی صاحب کو بتائیں۔ کیونکہ اصل عبدالغنی باباجی کانواں والی سرکارؒ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ فضل بی بی کے لڑکے غلام قادر باباجی سرکار کے بھانجے ہیں۔ کچھ کرامتیں عبدالغنی

صاحب نے اپنے والد غلام قادر سے سنی تھیں اور کچھ فضل دین سے اور کچھ
سائیں رانجھا صاحبؒ سرکار سے سنی۔ سائیں رانجھا آپ کے بہنوئی تھے۔
مصنف حاجی عبدالغنی سے ہم ٹیپ پر ریکارڈ کر لیتے تھے اور آ کر لکھ لیتے تھے۔
کیونکہ مہر فضل دین باباجی سرکارؒ کے پردہ کرنے کے بعد تقریباً 20 سال تک
زندہ رہے۔ باباجی کی عمر تقریباً 90 سال تھی۔ اور ان کی خدمت کرتے رہے
ان سے جو کرامتیں سنتے یاد رکھتے تھے اور یہ کرامتیں حقیقت ہیں اور ان کے
بتانے سے ہمارے پاس پہنچیں۔

باباجی کی باتیں تو پنجابی میں ہوتی تھیں۔ لیکن ہم اردو میں لکھ رہے ہیں تا کہ
آسانی سے تمام لوگ پڑھ سکیں۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پڑھنے والے لوگوں کیلئے باباجی سرکار کیلئے
عقیدت رکھیں اور روحانی فیض پائیں کیوں کہ

"بے ادب بے نصیب باادب بانصیب"

والسلام

شریف فیاض وزیر آبادی

راقم کے لیے دعا کرنا :

یہ جو کچھ بھی میں نے لکھا ہے یہ باباجی سرکار کی کرامات یہ حاجی عبدالغنی سے تصدیق شدہ ہیں انہوں نے لکھوائی ہیں۔ایک ایک کرامت کی تصدیق شدہ ہیں جنہوں نے خود باباجی کانواں والی سرکار کو دیکھا ہے۔شریف فیاض وزیر آبادی صاحب نے یہ تمام کرامات حاجی عبدالغنی صاحب سے تصدیق شدہ ہیں میں نے جو جو کچھ لکھا ہے کوشش کی ہے کہ سچی کرامات ہو بہت زیادہ ہیں جو مجھے بتائی گئیں حاجی صاحب سے اور کہیں سے کوشش کی ہے۔

جو سائیں رانجھا صاحب نے بتائیں وہ بھی درج ہیں۔

حمد باری تعالیٰ

اے ربّ دو جہاں مجھے غم سے بچایئے
اب راہِ مستقیم پر مجھ کو چلایئے
یہ روح کس قدر ہوئی آلودہ گناہ
مولا گناہوں سے مجھے ہر دم بچایئے
در در کی ٹھوکروں میں یہ گزری ہے زندگی
صدقہ رسول ﷺ پاک کا منزل دکھایئے
وہم وگماں کی راہ پہ حیران ہوں کھڑا
میرے خدا میں جاؤں کہاں یہ بتایئے
کعبے کی بار بار زیارت کا حکم ہو
عصیاں شکار ہوں مجھے پھر سے بلایئے
اے کاش حمد و نعت سنیں سُنکے وہ کہیں
یہ حمد و ثناء مجھے پھر سے سنایئے
لب پہ دُعا ہے ابتک رواں ماروی کے ہیں
مجھ پہ اے میرے خالق حق رحم کھایئے

......☆☆☆......

سلام

السلام اے فخرِ انسان السّلام
نازشِ نازِ رسولاں السّلام
السلام اے چارۂ بے چارگاں
اے سکونِ درد منداں السّلام
رحمتِ عالم شفیعِ عاصیاں
دستِ امت نگہباں السّلام
السلام اے آفتاب لم یزل
السلام اے ماہتاب بے بدل
السلام اے زینتِ عرشِ بریں
السلام اے رونقِ فرشِ زمیں
السلام اے یار غارِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
السلام اے راز دار مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
کن نظر یا رحمۃ اللعالمین
صدقہء شاہ شہیداں السلام

......☆☆☆......

نعت شریف

نہیں ہے کوئی دنیا میں ہمارا یا رسول اللہ ﷺ
فقط ہے آپ ہی کا اک سہارا یا رسول اللہ ﷺ

حقیقت میں بہت بڑھ کے ہے عرشِ معلیٰ سے
زمیں جس پر ہو نقشِ پا تمہارا یا رسول اللہ ﷺ

طلاطم خیز ہے دریا بھنور میں ہے مری کشتی
نظر آتا نہیں کوئی کنارا یا رسول اللہ ﷺ

تڑپتا ہے میرا دل اور ترستی ہیں بہت آنکھیں
بلا لو پھر مدینے میں دوبارا یا رسول اللہ ﷺ

فقط اعمال کے بدلے نہ پائے گا کوئی جنت
نہ ہوگا آپ کا جب تک اشارا یا رسول اللہ ﷺ

یہ آخر ذرا مشتاق پر اتنا کرم کرنا
کہ اس کے لب پہ ہو کلمہ تمہارا یا رسول اللہ ﷺ

......☆☆☆......

منقبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

شہِ جیلاں کا اک گدا ہوں میں
دونوں عالم سے ماورا ہوں میں
اے مبارک وہ بے خودی جس میں
تیری چوکھٹ کو چومتا ہوں میں
ہائے ان کی وہ پیاری پیاری شکل
یاد کر کر کے رو رہا ہوں میں
دست گیری کرو شہِ جیلاں
اب تو قدموں میں آ پڑا ہوں میں
حور و غلماں سے کیا غرض مجھ کو
چاہنے والا آپ کا ہوں میں
چشم کم سے نہ دیکھ اے زاہد
مظہر ذاتِ کبریا ہوں میں
خود بھی مشتاق میں نہیں سمجھا
کون سے ساز کی صدا ہوں میں

......☆☆☆......

منقبت

کلام: خواجہ معین الدین چشتیؒ

شاہ اَست حسینؑ بادشاہ اَست حسینؑ
دین اَست حسینؑ دیں پناہ اَست حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقّا کہ بنائے لاالٰہ اَست حسینؑ

دعا

لگے مجھ کو ہر اک بشر تو ہی تو ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
یہ ہے فخر سب سے گنہگار ہوں میں
کہ رحمت تری کا طلبگار ہوں میں
مجھے نفس کا اپنے دشمن بنا دے
میرے دل میں الفت کی شمع جلا دے
ترا خوف دل میں گناہوں کا ڈر ہو
سدا رونے سے دامن اشکوں سے تر ہو
میرا دل منور زباں سیف کر دے
میں باطن میں دیکھوں تو ایسی نظر کر دے
پکاروں نہ میں غیر کو ایسا کر دے
تیری سمت دیکھوں تو ایسی نظر دے
مجھے فیض سے اپنے فیاضؔ کر دے
شجر کو میرے ایسے برگ و ثمر دے

......☆☆☆......

نعت

جب بھی دل چاہے میلاد منا لیتے ہیں
ان کی محفل میں انہیں نعت سنا لیتے ہیں

درِ اقدس پہ جو سر اپنا جھکا لیتے ہیں
اپنے گریہ سے وہ ہر بات منا لیتے ہیں

لَن ترانی ہوا حکم اُدھر موسیٰ کو
اور اِدھر عرش پر احمد کو بلا لیتے ہیں

جب بھی آتا ہے سدا نامِ محمد ﷺ لب پہ
مل کے آپس میں میرے ہونٹ مزا لیتے ہیں

اُن کو اَسرارِ دو عالم کا مرقع سمجھو
اپنا مسکن جو مدینے میں بنا لیتے ہیں

کوڑا کرکٹ جو سدا پھینکے سر اقدس پر
کیا بلند خلق ہے اس کا بھی پتہ لیتے ہیں

اس کے آلام جہاں پاس نہ آئیں کبھی بھی
جس کو فیاضؔ وہ کملی میں چھپا لیتے ہیں

......☆☆☆......

میلے اُتے آئیاں گھڑولیاں

بابے دے میلے اُتے آئیاں گھڑولیاں
لوکاں نیں سراں اُتے چایئاں گھڑولیاں

ہوئیاں نیں جنہاں دیاں منتاں پوریاں
پایئاں نیں اوہناں فیر کانواں نوں چوریاں
کئیاں نیں رنگیاں رنگائیاں گھڑولیاں
بابے دے میلے اُتے آئیاں گھڑولیاں
لوکاں نیں سراں اُتے چایئاں گھڑولیاں

یاراں گھڑولیاں تے کاگ بٹھائے نیں
گل وچ سوہنے پٹکے پائے نیں
آپوں منگوائیاں نیں ایہہ سائیاں گھڑولیاں
بابے دے میلے اُتے آئیاں گھڑولیاں
لوکاں نیں سراں اُتے چایئاں گھڑولیاں

جنہاں دے پُت بابے بری کرائے نیں
اوہناں دے گھر سوہنے بوٹے لوائے نیں
آوندے نیں اوہ لے لے سجائیاں گھڑولیاں

بابے دے میلے اُتے آئیاں گھڑولیاں
لوکاں نیں سراں اُتے چائیاں گھڑولیاں

بابے دی نگاہ پانی دودھ بنایا سی
دوروں دوروں جگ پین آیا سی
نچے نیں لوکی آپ نچائیاں گھڑولیاں

بابے دے میلے اُتے آئیاں گھڑولیاں
لوکاں نیں سراں اُتے چائیاں گھڑولیاں

کرم الٰہی بابے کرم کمایا سی
جہڑا وی گیا جھولی بھر کے لیا سی
فیاضؔ دے کولوں لکھوائیاں گھڑولیاں

......☆☆☆......

حضور کرم الٰہی

کانواں والی سرکار دے حضور

پیر امامؑ شاہ سچی سرکار ہوراں — کرم الٰہی تے کرم کما چھڈیا
کانواں والی سرکار تے نظر کر کے — کامل ولی نے ولی بنا چھڈیا
بوٹا شہر گجرات دے عین پربت — گھڑتی چھاں وی دے کے لا چھڈیا
کرم الٰہی تے کرم سرکارؒ کیتا — رب شاخ نوں شجر بنا چھڈیا
ہویا فیض عام جہان اُتے — انج ولیؒ تے رنگ چڑھا چھڈیا
کرم الٰہی سرکار دے رانجھنے نوں — فیض دے کے تخت بٹھا چھڈیا
پنجتن پاک دی کرم نوازیاں نے — بخشش والے پنگھوڑے بٹھا چھڈیا
علیؓ شیر خدا دی مہر ہوئی — کھوہ پانی دا دُدھ بنا چھڈیا
تار ولی دی نجف تے جا ملیدی — ولی اوہ جس روگ بھلا چھڈیا
کِسے بوہے دا اوہ نہیں ہو سکدا — جنوں ولی نے بوہیوں اُٹھا چھڈیا
نعرے کرم دے مارے فیاضؔ دنیا — سائیں سرورنوں گدی بٹھا چھڈیا

منقبت

کرم الٰہی کر کرم تو بس کرم کا آسر ہے
کر خطا تو معاف میری امام شاہ کے واسطے

کرکرم کروا کرم دونوں جہاں میں رکھ شرم
میرے مرشد سائیں رانجھےؒ اولیا واسطے

مشکلات بے عدد دار یم ما
کرم الٰہی کر کرم اے پیر ما

قبلہء حاجات حضرت سائیں سرور کے طفیل
ہو دعا مقبول مرشد راہنما کے واسطے

رنگ بھر دے حُب کا فیاضؔ پر پرور دگار
سائیں رانجھےؒ نعیم سرور اولیاء کے واسطے

......☆☆☆......

طالبان حق کیلئے

﴿چند ضروری امور﴾

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "نعم العبد انه اداب"

ترجمہ: بہت اچھا ہے وہ بندہ جو اللہ کی طرف بہت رجوع کرے

بس ساتھیو توبہ گناہ کبیرہ سے اللہ کی فرمانبرداری میں دست بردار ہونا ہے۔ انابت گناہ کبیرہ سے اللہ کی جانب اس کی محبت میں اس کی طرف رجوع کرنا ہے ادبت اپنے آپ سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اصل توبہ اللہ پاک کی تسبیحات ہیں۔ خواب غفلت سے دل کی بیداری ہے اور اپنے عیبوں پر نظر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جب انسان اپنے بُرے افعال پر نظر کرتا ہے تو ان سے نجات کا متمنی ہوتا ہے۔ تو اللہ پاک اس کے لیے اسباب توبہ آسان بنا دیتے ہیں اور اسے گناہوں کی سیاہی سے بچا کر اطاعت کی روشنی سے آشنا کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو بھی سچی توبہ کی ہمت عطاء فرما کر اپنی اطاعت فرمانبرداری کی روشنی سے ہمکنار فرما دیں اور جو گناہ کی سیاہی ہمارے دلوں پر جم چکی ہے اسے دور فرما دیں۔ آمین

ارشاد فرمایا "ندامت پشیمانی اور آپ نے یہ جو فرمایا کہ گناہ دوستان حق کو

نقصان نہیں پہنچا تا تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا اس کے ایمان میں کوئی خلا واقع نہیں ہوتا ایسا نقصان جس کا انجام نجات ہو حقیقت میں نقصان نہیں ہوتا۔توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا، تائب یعنی اس نے رجوع کیا نہی سے یعنی اس چیز سے جسے کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا محض حق تعالیٰ کے خوف سے باز آ جانا اصل میں توبہ کی حقیقت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "فعل بد سے پشیمانی توبہ ہے"

توبہ کی تین شرائط ہیں۔

نمبر۱۔ عذاب کا خوف دل پر طاری ہو جائے بُرے افعال کی وجہ سے دل مزموم ہو جائے اور اسطرح ندامت کا احساس پیدا ہو جائے۔

نمبر۲۔ نعمت کی خواہش ہو اور یہ احساس ہو کہ برے افعال اور نافرمانی سے نعمت حاصل نہیں ہوگی۔لہٰذا اس کا نتیجہ ندامت پیدا ہو جائے۔

نمبر۳۔ روز قیامت شرمندگی اور رسوائی کا ڈر ہو اور اسی خوف کی وجہ سے بندہ نادیم ہو جائے۔

پہلی صورت میں بندہ توبہ کرنے والا تائب کہلاتا ہے دوسری میں منیب اور تیسری مین اداب کہلاتا ہے۔اسی طرح توبہ کے تین مقام ہوتے ہیں۔(1) توبہ (2) انابت (3) ادبت

توبہ خوف عذاب سے انابت طلب ثواب سے اور ادبت تعظیم فرمان تھا سے وابستہ ہوتی ہے۔

......☆☆☆......

توبہ اور توبہ سے متعلق امور

سالکان حق کا پہلا قدم توبہ ہے جیسے داعیان عمل کا پہلا قدم عمارت ہوتا ہے۔
چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایھالذین آمنو توبو الی اللہ توبۃ انصوحا

ترجمہ: اے ایمانوالوحق تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرو

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والوسب اللہ کے حضور توبہ کروتا کہ بہبود پاؤ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

مامن شئی احب الی اللہ من شاب تائب

ترجمہ: توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو

پھر مزید فرمایا۔ **اذا احب اللہ عبدالم یضرہ ذنب**

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی کو دوست رکھتا ہے تو گناہ سے اس کو نقصان نہیں ہوتا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا توبہ کی کیا علامت ہے۔ نفسانی خواہشات اور گمراہ کرنے والی تمناؤں سے پاک اور رزیہ عادات سے محفوظ صحابہ کرامؓ واہل بیت کے طریقے کو اپنانے والے ہی حقیقی فقراء ہیں یہ سب ابدال اور اولیاء کرام کے زمرہ میں آتے ہیں ان کے دل خوف خدا اور اس کے ڈر سے معمور ہیں یہ حضرات اسی لیے بہت کم عرصہ میں ہی فیض یاب ہو جاتے ہیں۔

ارادت:

اپنی عادات کو ترک کر دینا ارادت ہے اس کی مزید وضاحت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طلب میں دل کو ترک ماسوا کیلئے مستعد بنا لینا ارادت ہے۔ دنیا آخرت کی لذتیں کھلانے والی عادتیں جب انسان چھوڑ دے تو اس کی ارادت کامل ارادت ہو گئی۔ یہی ارادت ہر معاملہ میں سب سے مقدم ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے کہ

ترجمہ: ''تم ان لوگوں کو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا کے طالب ہیں نہ دھتکارو''

اسی طرح دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ سے ارشاد فرماتے ہیں

ترجمہ: ''اے محمد ﷺ اپنے نفس کو صبر کی عادت ڈالیے ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہیں تا کہ اس کی رضا حاصل کریں اور آپ ان سے اپنی آنکھیں نہ پھیریں اسی نیت سے کہ آپ ان سے دنیوی زندگی کی رونق چاہیں''

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوبؐ کو ان کے ساتھ رابطہ رکھنے اور صبر کرنے کا حکم دیا اور صحابہ کرام کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی کہ یہ لوگ اللہ کی رضا کے طالب ہیں۔ اس سے یہ بات صاف واضح ہوگئی کہ طریقت کی حقیقت اللہ کی رضا طلبی ہے اور یہی سلوک کی ابتدائی منزل ہے جس کیلئے ہر مرید کو کوشش کرنی چاہیے۔ دنیا اور آخرت کی زینت کے مقابلے میں اللہ کی صحبت کافی ہے۔

مرید کون:

اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب کو مرید کہتے ہیں یعنی اس میں درج ذیل کمالات موجود ہونے چاہئیں۔

۱۔ ہمیشہ اللہ پاک اور اس کی اطاعت کی طرف متوجہ رہے۔

۲۔ اللہ کے سوا ہر چیز سے اسے بیزاری ہو۔

۳۔ وہ اللہ کے سوا کسی بھی چیز کو قبول کرنے سے نفرت کرے۔

۴۔ وہ رب کی سنے اور کتاب وسنت کے احکام پر عمل کرے۔

۵۔ غیر اللہ کی طرف ایسے رہے جیسے بہرہ ہو گیا ہے یعنی کسی بات پر کان نہ دھرے۔

۶۔ وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہو۔

۷۔ اللہ کو اپنی ذات میں اور اپنے سمیت تمام مخلوق میں اللہ کا فعل ہی مشاہدہ کرتا ہو۔

۸۔ غیر اللہ کی طرف سے اندھا ہو جائے۔

لہٰذا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے ویران کر دیتے ہیں اور اس بستی کے صاحب عزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں''

یہاں معلوم ہوا کہ دل ایک بستی کی مانند ہے اور مشیت الٰہی کی چنگاری اس بستی کی ہر چیز آرزو اور خواہش کو جلا ڈالتی ہے۔

مرید اور مراد:

بزرگان دین میں سے کسی نے کہا کہ مرید اور مراد کا اصل معنی یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی شخص کو مرید نہ بنانا ہوتا تو وہ ہرگز مرید نہ ہوتا۔ وہی ہے جسے اللہ چاہتا ہے۔ اس شخص کو اپنا بنا لیتا ہے۔ وہ جب بھی کسی کو کوئی خصوصیت عطا کرنا چاہتا ہے تو اسے ارادت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ بعض کا خیال ہے مرید ہونا ابتدائی مراحل اور مراد ہونا انتہائی مراحل ہے۔ مرید وہ ہے جسے مشقت و مصیبت سے دوچار کیا جاتا ہے جبکہ مراد وہ ہے جو مشقت اُٹھائے بغیر منزل پر پہنچ جائے۔ مریدوں کو رنج دیا جاتا ہے، مجاہدات کی مشقت میں مبتلا کیا جاتا ہے، پھر حق تعالیٰ انہیں خود تک پہنچا دیتا ہے اور ان کے بوجھ ہٹا دیتا ہے۔ فرائض و سنت کی ادائیگی کے علاوہ دیگر امور پر بھی فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں دلوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ پھر انکا ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔ پھر ان کی زبانیں اس کے بندوں کو نصیحت کیلئے مصنف ہو جاتی ہیں اور باطن الٰہی امانندہ کی حفاظت کیلئے وقف ہو جاتے ہیں اسی سلسلہ میں حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ

مرید وہ ہے جس کی سرپرستی علمی تدبیر کرتی ہے جبکہ مراد کی سرپرستی رعایت خداوندی کرتی ہے۔ مرید چلتا ہے جبکہ مراد اُڑتا ہے ظاہر ہے چلنے والا اور اڑنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ فرق حضرت موسیٰ علیہ السلام اور نبی پاک ؐ کی مثال سے واضح ہو جاتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ مرید تھے ان کی سیر کوہ طور تک تھی، نبی پاک ﷺ مراد تھی ان کی سیر حد عرش اور لوح محفوظ تک تھی۔ پس مرید طالب ہے اور مراد مطلوب۔

مریداوررضائے الٰہی

مرید کیلئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ گزشتہ گناہوں کی معافی طلب کرے، آئندہ گناہوں سے حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ کا درخواست گزار ہو۔ اللہ تعالیٰ کی پسند کے موافق اطاعت الٰہی اور اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والی عبادت توفیق کے سوا کسی اور مقصد کے پورا ہونے کا منتظر نہ رہے۔

مشائخ اولیاء اور ابدال کی نگاہوں میں مخلوب ومقبول ہوجانے کو پسند کرے۔ کوئی عقل اور ذی فہم دوستوں کے گروہ میں داخل ہونے کا یہی ذریعہ ہے۔ مرید کا دل جب تک تمام خواہشات واعراض سے خالی نہیں ہوگا مرید کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

اپنے شیخ کی اطاعت کرنا

مرید پر لازم ہے کہ ظاہر عمل میں کبھی اپنے پیر اپنے شیخ کی مخالفت نہ کرے۔ ظاہر میں شیخ کی نافرمانی کرنے والا حقیقت میں گستاخ وبے ادب ہے اور باطن میں اس پر اعتراض کرنے والا اپنی تباہی اور ہلاکت کا چاہنے والا ہے۔ مرید کو چاہیے اپنے شیخ طریقت کی طرف داری میں ہر پل نفس کو مصروف رکھے۔ ظاہر باطن میں اپنے نفس کو شیخ کی مخالفت سے باز رکھے۔ نفس کی اس خواہش پر اسے ملامت کرے۔

شیخ سے اگر کوئی خلاف شرع کام ہوتا دیکھے تو اشارے کنائے سے دریافت کرے۔ شیخ میں اگر کوئی عیب نظر آئے تو پردہ پوشی کرے اس کی شرعی تاویل نہ نکالے۔ مرید کو چاہیے پیر کے معصوم ہونے کا عقیدہ نہ رکھے اس کے عیب سے کسی دوسرے کو خبر

نہ کرے۔ جب دوسری بار شیخ کی خدمت میں جائے تو یہ خیال لے کر جائے کہ شیخ کا پہلا عیب ختم ہو چکا ہوگا اور شیخ ترقی کر کے بلند درجہ پر پہنچ چکا ہوگا۔ شیخ اگر ناراض ہو جائے یا کسی قسم کی بے التفاتی اس سے ظاہر ہو تو مرید شیخ سے کنارہ کشی اختیار نہ کرے۔

شیخ کے حکم کی ہمیشہ اطاعت کرے۔ شیخ کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ذریعہ اور سبب سمجھے۔ اس لیے اس سے پہلے ان چیزوں سے آگاہی ہونی چاہیے ورنہ ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ ہر نئے آنے والے پر ہیبت اور دہشت طاری ہوتی ہے۔ لہٰذا اسے ایسا راہنما ھادی چاہیے جو آداب کی یاددہانی کراتا رہے اور ازرہ مہربانی اسے اس کے لائق مرتبہ کی جگہ بٹھادے یا اشارے سے اس کے مناسب حال مقام کا بتادے۔

مرید کیلئے آداب شیخ

1۔ بے ضرورت شیخ کے حضور بات نہ کرے نہ شیخ کے سامنے اپنی کوئی خوبی بیان کرے۔

2۔ نماز کے علاوہ کسی اور وقت شیخ کے آگے اپنا مصلیٰ نہ بچھائے جب فارغ نماز ہو جائے اپنا مصلیٰ لپیٹ دے۔

3۔ اپنے شیخ کے علاوہ ان لوگوں کی خدمت میں چُست رہے جو شیخ کے ساتھ اس کے سجادہ پر متمکن ہوں۔

4۔ شیخ کے سامنے اگر کوئی مسئلہ آجائے اور اس کا مرید کو پتہ بھی ہو تب بھی خاموش رہے۔

5۔ شیخ کی زبان سے جو سنے اسے غنیمت سمجھے۔

6۔ شیخ کے فیصلے کو مانے اور اس پر عمل کرے۔

7۔ مرید اگر شیخ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہے تو اسے اپنے شیخ پر پختہ کامل یقین ہونا چاہیے اسی طرح اسے فائدہ ہوگا۔

8۔ مرید کو چاہیے کسی حال میں بھی شیخ کی مخالفت نہ کرے، مخالفت شیخ مریدوں کیلئے زہر قاتل ہے۔

9۔ مرید کو چاہیے کہ اپنا کوئی راز اور کوئی حالت شیخ سے پوشیدہ نہ رکھے۔

شیخ کیلئے ضروری امور

1۔ شیخ کیلئے ضروری ہے محض اللہ تعالیٰ کیلئے مرید کو قبول کرے۔

2۔ مرید کے ساتھ اُٹھے بیٹھے اسے محبت سے دیکھے۔

3۔ مرید سے اگر دوران سلوک ریاضت برداشت نہ ہو تو نرمی سے پیش آئے اور تربیت ایسے کرے جیسے ماں بچے کی کرتی ہے۔

4۔ آغاز سلوک میں اسے حکم دے کہ دل کی خواہشوں سے کنارہ کش ہو جائے۔

5۔ جن امور کی شرع نے اجازت دی ہے وہ امور بجالائے تاکہ نفس کی قید سے آزاد ہو کر شرع کی قید میں آجائے۔

6۔ اگر شیخ طریقت کو شروع میں ہی مرید کے صدق اور عزم کی پختگی کا علم ہو جائے تو ایسے مرید کیلئے درگزر سے کام نہ لے بلکہ اسے ایسی ریاضتوں میں مشغول

کرے کہ اس کی قوت ارادی میں کمی نہ واقع ہو جائے۔

7۔ ایسے مرید کیلئے آسانی اس کیلئے خیانت ہے۔

8۔ مرید سے فائدہ اُٹھانا شیخ کیلئے جائز نہیں نہ مال سے نہ خدمت سے۔

9۔ اس کی تربیت محض حکم خداوندی اور انعام الٰہی سمجھ کر کرے۔

10۔ مرید کا شیخ کی خدمت میں حاضر ہونا نہ ہونا شیخ کے اختیار میں نہیں بلکہ وہ خدا کا تحفہ سمجھ کر مرید کی تربیت کرے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس بھیجا ہے۔

11۔ صرف اس صورت میں مرید کا حال یا کوئی دوسری چیز قبول کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کیلئے آگاہ کر دیا ہو اور اسے پیشکش قبول کرنے کی خبر دے دی ہو۔

12۔ مرید کے انتخاب کے سلسلہ میں شیخ کو احتیاط کرنا چاہیے۔

13۔ ہر کسی کو مرید نہ کرے بلکہ اس امر میں حکم خدا اور تق[illegible]ی کا منتظر رہے۔ اللہ تعالیٰ جس کی رہنمائی فرما کر اسے شیخ کی خدمت میں بھیجے شیخ کے کمال یا ظاہری حالت کا اس میں دخل نہ ہو اسے مرید کرے۔

14۔ شیخ کیلئے ضروری ہے اپنی پوری کوشش مرید کی تربیت کیلئے صرف کرے۔

15۔ اگر مرید سے اطاعت الٰہی میں سستی ہو رہی ہے تو تنہائی میں توبہ کرائے اور مرید خود اس کیلئے معافی مانگے۔

16۔ شیخ اگر مرید میں کوئی شرعی امور میں سے غلطی دیکھے تو تنہائی میں نصیحت کرے۔ مرید کو غرور تکبر خود پسندی سے بچنے کی تاکید کرے۔

17۔ انفرادی تربیت کی بجائے اجتماعی ضرورت محسوس کرنے تو سب کے سامنے

سب مریدوں کو جمع کر کے بلا تخصیص کئے کسی فرد کی تخصیص و یقین نہ کرے۔ جس میں جو غلطی ہو گئی وہ خود ہی اشارے سے سمجھ جائے گا۔

18۔ اگر شیخ ان پر کھلم کھلا نکتہ چینی کرے گا دوسروں سے ان کی برائیاں بیان کرے گا تو اس عمل سے مریدوں کے دلوں میں شیخ کی محبت کی جگہ نفرت آ جائے گی۔ اگر ایسا کرنا شیخ کے بس کی بات نہ ہو تو مرتبہ ارشاد اور مسند طریقت سے الگ ہو جائے اور اپنے نفس کو مجاہدہ اور مشقت میں مشغول کرے اور خود کسی شیخ کی جستجو کرے تا کہ وہ اسے مؤدب مہذب اور صحیح الحال بنا دے۔

کہا تو اور بھی بہت کچھ جا سکتا ہے لیکن اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان امور کو مرید اور پیر پیشِ نظر رکھیں گے۔ مرید کو چاہیے ہر حال میں اپنے مرشد کی اطاعت کرے اور مرشد پر لازم ہے کہ ہر حال میں اپنے مرید کی تربیت کرے تا کہ جس مقصد کیلئے مرید اپنے مرشد کے پاس آیا ہے وہ مقصد کما حقہ پورا ہو سکے وہ اپنے مرید کو دنیاوی آلائشوں سے پاک کر کے خدا رسیدہ بنا دے۔

......☆☆☆......

مرید کے لیے چند ضروری امور:

قرآن وسنت کی پابندی

اوامر ونواہی اصول اور فروع دونوں میں قرآن پاک اور حدیث مبارک کی پابندی ہر لحہ ضروری ہے۔ اللہ تک رسائی کیلئے ان دونوں کو ہی بازو بنانا چاہیے اس کے بعد جو چیز آتی ہے وہ ہے مرید کا صدق اور اس کی سعی کیونکہ راہ سلوک میں توقف اور کاہلی ہر آدمی کے سرشت میں داخل ہے۔ ہموار وساوس گمراہ کرنے والی چیزیں ہیں۔ نفس بڑا عیبی ہے۔ لذتیں اور خواہشیں ہر وقت ہیجانی میں رہتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ”جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم اپنے راستے خود انہیں دیتے ہیں"

ایک بزرگ فرماتے ہیں جو شخص طلب اور سعی کرتا ہے اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ لہٰذا راہ سلوک میں ہر پل قرآن وحدیث کو ہی مدِّ نظر رکھنا چاہیے تا کہ کام بن سکے“۔

مرید کن سے میل ملاپ نہ رکھے

مرید کیلئے از حد ضروری ہے کہ گناہ والی جگہوں پر نہ جائے ہر ممکن خود کو بچائے۔ ان لوگوں سے میل ملاپ نہ رکھے جو اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں کہیں عمل میں کوتاہی کرتے ہیں وہ نامراد ہیں محض باتیں کرتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے لوگو! اگر تم اے ایمان والے ہو تو جو بات تم خود نہیں کرتے اس کیلئے دوسروں کو کیوں کہتے ہو کیونکہ یہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے کہ جو بات تم خود نہیں کرتے دوسروں کو اس کی دعوت نہ دو''۔ (الصّف ۲)

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''کیا تم دوسروں کو نیکی کا مشورہ دیتے ہو اور اپنی جانوں کو فراموش کر دیتے ہو حالانکہ تم اللہ کی کتاب پڑھتے ہو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے''۔

راہِ خدا میں خرچ کرنا

مرید کیلئے ضروری ہے کہ جو کچھ بھی میسر آئے راہِ خدا میں خرچ کرے اور اس خیال سے بخل نہ کرے کہ اگر خرچ کروں گا تو سحر و افطاری کے وقت کیا کھاؤں گا اور اپنے دل میں یقین رکھے کہ گزرے وقت میں کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس نے راہِ خدا میں خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا ہو۔

عاجزی انکساری اختیار کرنا

مرید کیلئے انتہائی ضروری ہے کہ ہمیشہ عاجزی اپنائے۔ بھوک اور گمنامی پسند کرے لوگ مذمت کریں تو خوش ہو۔ اس کے معاصرین کو عزت بخشی اور علماء مشائخ کی مجلس میں قرب کے لحاظ سے اس پر ترجیح دی جائے تو رنج و غم نہ کرے خود بھوکا رہے مگر دوسروں کو کھلائے، خود تکالیف برداشت کرے مگر دوسروں کو آسانیاں فراہم کرے اگر مریدان امور پر راضی نہیں اور نفس کو ان حالات میں مطمئن نہیں رکھ سکتا تو معرفت کا دروازہ کھلنا ممکن نہیں۔

رضائے الٰہی:

مرید کو چاہیے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی طلب کرے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے درخواست گزار ہو اللہ کی پسند کے موافق اطاعت الٰہی اور اللہ کو پہچاننے والی عبادت کو توفیق کے سوا کسی اور مقصد کے پورا ہونے کا منتظر نہ رہے تمام حرکات وسکنات میں راضی رہتا ہو اور اولیاء ومشائخ اور ابدال کی نگاہوں میں مقبول ہونے کو پسند کرے یہی حق کا راستہ ہے یہی معرفت کا دروازہ ہے یہی کامیابی کی کنجی ہے۔

یہ جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے سب مرید کے احوال کے متعلق ہے۔ مرید کا دل جب تک خواہشات اور اغراض سے خالی نہیں ہوگا مذکورہ بالا مقصد کے حصول کے علاوہ دوسرے مطالب ومقاصد کے حصول کی آرزو سے پاک نہیں ہوجاتا مرید کہلوانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرید صادق کے درجہ کی شناسائی سے روشناس فرمائے تاکہ مذکورہ بالا مقصد حاصل ہو سکے جس کے لیے مرید اپنے مرشد کی بیعت کرتے ہیں اور جس کا مقصد قرب خداوندی کا حصول ہے۔

......☆☆☆......

چند اور امور جن کا جاننا مرید کیلئے ضروری ہے

بھوک اور آداب طعام:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے بھوکا پیٹ والا حق تعالیٰ کے نزدیک ستر غافل عبادت گزاروں سے زیادہ محبوب ہے۔ پس بھوکا رہنے کا بہت مقام ہے اور تمام امتوں میں پسندیدہ ہے۔ بھوکے انسان کا دل و دماغ بہت تیز ہوتا ہے۔ اور اس کی طبیعت صحت مند ہوتی ہے۔ بھوک انسان کو انکساری اور عجز سکھاتی ہے۔۔ قوت نفس بھوک سے کمزور ہوتی ہے۔ نبی کریم کا ارشاد ہے شکم کو خالی رکھو اور جگر کو پیاسا اور جسم کو غیر ضروری لباس آزاد تا کہ تمہارے دل دنیا میں دید حق سے فیض یاب ہوں۔ غذا انسان کیلئے لازمی ہے۔ طبیعتوں کا سکون کھانے پینے سے برقرار رہتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس میں مبالغے سے کام نہ لیا جائے اور آدمی روز و شب صرف فکر خورد و نوشی میں ہی غرق نہ رہے۔

آداب طعام میں ہے کہ تنہا کھانا نہ کھائے اور کھاتے وقت ایک دوسرے کیلئے ایثار کریں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا آدمی وہ ہے جو تنہا کھانے اور غلام کو پینے اور بخشش کرنے سے پہلو تہی کرے۔ دستر خوان پر بیٹھے تو بسم اللہ سے شروع کرے۔ چیزوں کو الٹ پلٹ کر نہ دیکھے تا کہ دوسروں کو کراہت محسوس نہ ہو۔ پہلے نمکین لقمہ اُٹھائے۔

آدابِ سفر :

اگر اقامت چھوڑ کر سفر اختیار کرنا پڑ جائے تو آداب ملحوظ خاطر رکھے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ سفر فی سبیل اللہ ہونا چاہیے۔ نفس کی تابعدار سے رُوگرداں ہو کر ظاہر کی طرح باطن کا سفر بھی کرے۔ یعنی کہ نفسانی خواہشات کو پیچھے چھوڑ دے۔ ہمیشہ باوضو رہے اور ورد وظائف پورا کرتے رہنا چاہیے۔ اگر دن کو نہ پڑھ سکے تو رات کو پڑھ لے۔ لیکن پڑھے ضرور سفر کا مقصد ہونا چاہیے یعنی حج بیت اللہ، جہاد یا کسی مقدس مقام کی زیارت، تلاش علم یا کسی بزرگ کے مزار کی زیارت اگر ایسا کوئی مقصد نہیں تو سفر بیکار ہے۔ سفر میں حرقہ مصلیٰ لوٹا رسی جوتا اور عصا ساتھ رکھے تاکہ حرقہ سے بدن ڈھانپ سکے۔ مصلیٰ پر نماز اور لوٹے سے وضو کر سکے عصا کی مدد سے نقصان پہنچانے والی چیزوں سے بچا جا سکے۔ حالت وضو میں جوتا پہنے رہیں تاکہ مصلے پر آسکے کچھ درویش اقتدائے سنت میں کچھ اور چیزیں بھی ساتھ رکھتے ہیں۔ جیسے کنگھی، ناخن تراش، سوئی، سرمہ اگر یہ بھی ساتھ ہو تو کوئی حرج نہیں اگر درویش استقامت کے مقام پر فائز ہے۔ یعنی ثابت قدم ہے اور اسے نفسانی خواہشات پر کلی اختیار ہے تو اسے سب سامان رکھنا ضروری ہے۔

چلنے پھرنے کے آداب :

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عجز وانکساری سے چلتے ہیں''

طالب حق کو چاہیے کہ چلتے وقت سوچے کہ وہ اپنا قدم کس کیلئے اُٹھا رہا ہے۔ نفی خواہش کیلئے یا خوشنودی مولا کیلئے گر خواہش نفی کیلئے ہے تو توبہ کرے اور اگر خوشنودی مولا کیلئے ہے تو اور کوشش کرے تاکہ کام بن جائے۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی نے دوا پی لی لوگوں نے کہا صحن میں ٹہل لیں تاکہ دوا اپنا اثر کرے آپ نے فرمایا شرمسار ہوں کہ قیامت کے روز مجھ سے سوال ہو گا کہ اتنے قدم تو نے نفس کی خاطر کیوں اُٹھائے۔ بھائی اگر اس طرح چلا جائے تو تب مرید کا کام بنتا ہے ورنہ سب بیکار ہے۔

بیداری کے عالم میں سر مراقبہ میں جھکا کر چلے اپنے برابر اور راستے کے سوا کسی طرف نہ دیکھے۔ کسی کے ساتھ چلنا ہو تو آگے نہ بڑھے کیونکہ زیادتی کی طلب تکّبر ہے پیچھے چلنے کا قصد نہ کرے حد سے زیادہ تواضع کا مظاہرہ نہ کرنے یہ بھی تکّبر ہے۔ دن کے وقت جوتے کو ناپاکی سے پاک رکھے۔ تاکہ رات کو خدا اس کے کپڑے کو نجاست سے بچائے۔ جماعت یا درویش ساتھ ہوں تو راستے میں کسی سے بات کرنے کیلئے ٹھہرنا نہیں چاہیے۔ یہ نہ ہو دوسرے انتظار کریں۔ البتہ چلے درمیانی چال جلد بازی نہ کرے۔ اتنا تیز بھی نہ چلے کہ تکّبر غرور ظاہر ہو۔ چال ایسی ہو کہ اگر کوئی پوچھے کہاں جا

رہے ہو تو کہے بلاشبہ اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ وہ جلد میری رہنمائی فرمائے گا۔ اگر چلنا اسطرح نہیں تو چال بیکار ہے۔ صحیح قدم صحیح قلبی سکون کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جس کے خیالات حق کیلئے ہوں۔ اس کے قدم خیال کے تابع ہوں گے۔ تب کام بنتا ہے۔ بھائی لہٰذا اپنے آپ پر غور کرو کہ آپ کہاں کھڑے ہو؟ اب بھی وقت ہے غفلت سے نکلو اور اپنے رب کی طرف چلو تا کہ وہ تمہارا کام بنا دے۔

سونے کے آداب:

اس موضع پر مشائخ میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک جماعت کا خیال ہے سونا اس وقت چاہیے جب نیند کا غلبہ ہو جائے اور انسان سوئے بغیر نہ رہ سکتا ہو۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے نیند اور موت میں برادری ہے۔ زندگی نعمت اور موت بلا، ہر صورت نعمت بلا سے بلند مرتبہ رکھتی ہے۔ دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ مالک اپنے اختیار سے بھی سو سکتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں پر احکام جاری نہیں ہوتے ایک سونے والے پر، سوتے لڑکے پر جب تک جوان نہ ہو تیسرے دیوانے پر جب تک ہوش میں نہ آئے۔ سویا آدمی احکام سے بری ہوتا ہے۔ وہ خلق کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ نفسانی خواہشات دور ہوتا ہے۔ جھوٹ غیبت میں مبتلا نہیں ہوتا۔ خود بنی اور ریا سے پاک ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ ''شیطان کے لیے گنہگار کی نیند سے زیادہ گراں کوئی چیز نہیں گنہگار سوتا ہے تو شیطان کہتا ہے کب بیدار ہوگا اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا''۔

بندے کو جب وہ مقام حاصل ہو جائے جہاں اس کا اپنا اختیار ختم ہو جائے۔ ہر چیز اس کی دسترس سے باہر ہو جائے وہ غیر کا متحمل نہ ہو تو پھر سوئے یا جاگے ہر صورت صاحب توقیر ہے۔

مرید کیلئے شرط خواب یہ ہے کہ یہ ابتدائے خواب کو اپنی عمر کا آخری وقت سمجھے۔ گناہوں سے توبہ کرے، مخالف اور رنجیدہ لوگوں کو خوش کرے۔ اسی طرح طہارت کرے، دائیں ہاتھ قبلہ رو لائے، عہد کرے، کم بیدار ہو کہ حق تعالٰی کی نافرمانی نہیں کرے گا جو بیداری میں اپنا کام ٹھیک کرے اسے نیند یا موت سے کوئی خوف نہیں ہو سکتا۔ مرید کو چاہیے جب نیند کا غلبہ ہو سوئے بیدار ہو کر پھر نہ سوئے کیونکہ دوسری دفعہ سونا بیکاری ہے اور یہ مریدان حق پر حرام ہے اس موضوع پر اور بھی لکھا اور کہا جا سکتا ہے اور اللہ بہترین جاننے والا ہے۔

تذکرہ

اصحاب واہل بیت نبی ﷺ

اور چند اولیاء کرام سلسلہ قادریہ رزاقیہ

کے بزرگانِ دین کا تعارف

حضرت سیدنا علی المرتضیٰؑ

بن عمرانؑ ابوطالبؓ

برادر مصطفیٰ شہنشاہ ولایت واولیاء اور رفقاء کے پیشوا آپ کا اسم گرامی علی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے آپ اسداللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کو نقوف میں شان عظیم اور بلندترین مرتبہ حاصل ہے۔آپ کے والد کا نام ابوطالبؓ اور والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشمؓ تھا۔آپ کو رسالت مآبؐ سے نسبت حاصل تھی۔ ماں اور باپ دونوں جانب سے آپ ہاشمی ہیں۔

آپ کے والد محترم کا حقیقی نام عمران تھا۔لیکن نسبت ابوطالب غالب آگئی اور آپ اسی سے مشہور ہوئے۔آپ کو داماد رسول ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔خلیفہ راشدین میں آپ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔آپ کی ولادت 13 رجب المرجب کو خانہ کعبہ میں ہوئی۔آپ کا وصال 21 رمضان المبارک کو ہوا۔سن 40 ہجری کو ہوا اور آپ نجف اشرف عراق میں دفن ہوئے۔آپ نے 9 نکاح فرمائے

حضرت سیدنا امام حسن ابن علی المرتضیٰؓ

آپ کا اسم گرامی حسنؑ وکنیت ابو محمد لقب تقی زکی سید مجتبیٰ شبیر الرسول تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام علی مرتضیٰؑ اور والدہ حضرت فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ کو سبط الرسول بھی کہا جاتا ہے۔ امام حسن پاک 1 رمضان المبارک کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ سال ولادت 3 ہجری ہے۔ حضورُ پُر نور شافع محشر نے آپ کا نام حسنؑ رکھا۔ نبی کریمؐ نے آپ کے کان میں آذان پڑھی اور ساتویں روز عقیقہ کیا۔ ساتویں روز ہی آپ کا ختنہ بھی کیا گیا۔ پانچواں حلیفہ راشد ہیں۔ آپ خلافت راشدہ کے خاتم ٹھہرے چند ماہ آپ منصب خلافت پر بھی فائز رہے۔ آپ کی دس ازواج مطہرات سے آپ کی اولاد چلی ہے۔

......☆☆☆......

حضرت سیدنا امام حسین ابن علی المرتضیٰؑ

آپ کا اسم گرامی حسین کنیت ابو عبداللہ اور لقب سبط الرسول اور ریحانۃ الرسول تھا۔آپ کے والد گرامی کا نام حضرت علی مرتضیٰؑ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔آپ چراغ امت وارث نبوت امام مرحوم عابدوں کے سرتاج اور اوتاد کے رہنما ہیں۔آپ شعبان کی 5 تاریخ 5 ھ ہجری کو پیدا ہوئے آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔

آپ جناب کی ازواج کی تعداد 5 تھی جن سے آپ کی اولاد 6 پیدا ہوئیں

آپ 10 محرم الحرام کو میدان کربلا میں اپنے رفقاء کے ساتھ شہید ہوئے۔

آپ کا مزار مبارک کربلا معلیٰ عراق میں واقع ہے۔کروڑوں درود و سلام آپ پر۔

......☆☆☆......

سیدنا علی بن الحسین (امام زین العابدین)

آپ چوتھے امام ہیں۔کنیت ابومحمد ابوالحسن ابوبکر ہے۔لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔آپ 25 جمادی الاول 28ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔آپ کی والدہ ماجدہ کا نام شہربانو تھا۔آپ کی ولادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ظاہر زندگی میں ہی ہوئی۔آپ کے مناقب اتنے ہیں کہ احاطہ تحریر میں نہیں لائے جاسکتے۔واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر مبارک 23 سال تھی۔آپ کا وصال 25 محرم الحرام 95ھ ہجری کو ہوا۔اس وقت آپ کی عمر مبارک 67 سال تھی۔انتقال بوجہ زہر ہوا۔جو ولید بن عبدالملک نے دیا۔
آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

......☆☆☆......

حضرت امام باقر بن علی بن حسین بن علی

دلیل غالب حجت ظاہرہ اولاد نبی میں امام اور نسل علی میں برگزیدہ آپ پانچویں امام ہیں۔کنیت ابو جعفر لقب باقرؑ آپ کی ولادت یکم رجب المرجب 57ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔آپ کی والدہ ماجدہ اُمّ عبداللہ بنت امام حسن ہیں۔سیدنا امام باقر 58 برس کی عمر 114ھ ہجری کو شہید ہوئے آپ کو ہشام بن عبدالملک نے زہر دلوایا۔ مدینہ منورہ میں اپنے والد گرامی کے قریب دفن ہوئے۔

......☆☆☆......

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

آپ چھٹے امام ہیں۔کنیت ابوعبداللہ اور صادق کے لقب سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔والدہ کا نام اُمّ فروہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق ہے۔اُمّ فروہ کی ماں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر صدیقؓ ہیں۔یوسف سنت جمال طریقت خواص معرفت اور زینت تصوف ابومحمد جعفر صادق بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بلندحال نیک سیرت تھے۔ان کا ظاہر آراستہ اور باطن مرصع تھا۔مجلّہ علوم میں حسین ارشادات چھوڑے ہیں۔مشائخ میں کلام دقیق اور وقوف معانی کیلئے مشہور ہیں۔تصوف پر آپ کی نادر تصانیف ہیں۔حکایت میں ہے کہ داؤد طائی امام صاحب کے پاس آئے اور کہا اے فرزند رسول مجھے نصیحت فرمائیے میرا دل سیاہ ہو گیا ہے اس پر فرزند رسولؐ نے فرمایا آپ اپنے زمانے کے زاہد ہیں۔آپ کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے۔اس پر داؤد طائی نے کہا آپ فرزند رسول ہیں اللہ نے آپ کو سب پر فضیلت دی ہے۔امام صاحب نے کہا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ حشر کے دن میرے دادا مجھے گرفت نہ کریں کہ میں نے حق مطابعت ادا نہیں کیا۔نسب سے یہ چیز درست نہیں ہوتی اس کیلئے معاملات حسنہ کی ضرورت ہے۔داؤد طائی یہ سن کر رو پڑے اور بولے جس کی فطرت میں نبوت کا اثر ہو جس کی طبیعت میں اصول دلائل ہوں جس کے دادا رسول ﷺ ہوں جس کی والدہ ماجدہ بتولؑ ہوں اس کے سامنے داؤد کا کیا مقام۔آپ 17 ربیع الاول 83ھ ہجری کو اس جہان فانی میں تشریف لائے اور دوشنبہ 18 رجب المرجب کو آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں واقع ہے۔کروڑوں درود وسلام آپ پر۔

......☆☆☆......

حضرت امام موسیٰؑ بن جعفر الصادق
المعروف امام موسیٰ کاظم

آپ ساتویں امام ہیں۔آپ کی کنیت کاظم ہے۔آپ کی والدہ اُمّ حمیدہ بربرلہ تھیں۔آپ کی ولادت مقام ابوا مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان واقع ہوئی۔ اتوار کا دن تھا صفر المظفر کی 9 راتیں گزر چکی تھیں۔ 126ھ ہجری ہے۔

آپ 22 رجب کو اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔آپ کا مزار مبارک کاظمین (عراق) میں مرجع گاہ خلائق ہے۔

......☆☆☆......

حضرت محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر المعروف امام علی رضاؑ :

آپ آٹھویں امام پاک ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور آپ کے والد گرامی کی کنیت کاظم ہے۔ آپ کا لقب رضا ہے۔ جس کی وجہ سے دنیا عالم میں مشہور ہیں۔ آپ کی پیدائش مبارک مدینہ منورہ میں بروز 5 شعبہ 11 ربیع الاول 153ھ ہجری کو ہوئی۔ آپ کی پیداش آپ کے دادا امام جعفر صادقؓ کی وفات کے 35 برس بعد ہوئی۔ آپ کی والدہ کا نام اُمّ ہیاس کے علاوہ وہ اُروی نجمہ شہانہ اُمّ البنین کے لقب سے بھی جانی جاتی ہیں۔

آپ کا وصال مبارک بروز جمعہ رمضان 202ھ ہجری کو مقام طوسی سناباد کے گاؤں میں ہوا۔ آپ کا روضہ مبارک ہارون الرشید کی قبر کے مغرب کی جانب ہے۔ جسے سرائے حمیہ بن مجطۃ الطاقی کہتے ہیں۔

......☆☆☆......

حضرت سیدنا شیخ معروف کرخیؒ

آپ کی نسبت فیضی امام موسیٰ رضا اور خواجہ حسن بصری کے ساتھ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریقت و حقیقت کے مقتداء و پیشوا ہیں۔ آپؒ کے والد نصرانی تھے۔ آپؒ نے حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایک دفعہ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مجمع و سرور و مئے نوشی میں مصروف مل گیا۔ آپ کیساتھ موجود لوگوں نے بددعا کیلئے کہا تو آپ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے اللہ جس طرح تو نے ان کو آج عیش دے رکھا ہے آئندہ اس سے بھی بہتر عیش عطا فرما۔ آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر حاضرِ خدمت ہوئے اور بیعت کی سعادت حاصل کی"

آپ کا وصال 20 محرم الحرام 200ھ ہجری کو ہوا اور آپ کا مزار مبارک بغداد شریف میں واقع ہے۔

......☆☆☆......

حضرت سیدنا سری سقطیؒ

آپ حضرت جنید کے ماموں اور تمام علوم میں کامل تھے۔منفرد حیثیت رکھتے تھے۔مقامات کے یقین اور باطنی احوال کی وسعت پر غور کرنیوالوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔عراق کے بہت سے مشائخ آپ کے مرید تھے۔انہوں نے حبیب الراعی سے ملاقات کی اور ان کے مصاحب بھی رہے۔معروف کرخی کے مرید تھے۔خوانچہ فروشی کا کام کرتے تھے۔آپ کا قول ہے اے خدا مجھے جو بھی عذاب دے مجھے قبول ہے مگر حجاب کے عذاب میں مبتلا نہ کر کیونکہ حجاب نہیں تو ہر عذاب برداشت کرنا تیرے ذکر اور مشاہدہ سے آسان ہے اور اگر حجاب ہے تو تیرا کرم بھی عذاب سے کم نہیں اور عذاب جہنم کا شدید ترین پہلو بھی خریدار خدا سے محروم ہونا بھی ہے۔آپ کا وصال 3 رمضان المبارک 253ھ ہجری کو ہوا۔آپ کا مزار مبارک بغداد شریف عراق میں واقع ہے۔

......☆☆☆......

حضرت سیدنا سید الطائف ابو القاسم شیخ جنید بغدادیؒ

اصل ظاہر اور اصل باطن دونوں میں یکساں مقبول تھے۔ فنون علم اصول فروع اور معاملات میں کامل تھے۔ ابوسفیان ثوری کے مصاحبوں میں شامل تھے۔ عالی کلام اور بلند احوال تھے۔ تمام سلاسل تصوف آپ کو امام طریقت مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ اور کسی مدعی یا متصوف کو آپ پر اعتراض نہیں۔ سری سقطی کے بھانجے تھے اور مرید بھی کسی نے سری سے پوچھا کیا کبھی مرید کا مقام پیر سے بڑا ہو سکتا ہے فرمایا ہاں ہو سکتا ہے۔ جنید میرے مرید ہے مگر اونچا مقام رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں لوگوں نے سری سقطیؒ کی زندگی میں آپ کو وعظ کا کہا تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا میرے شیخ طریقت زندہ ہیں۔ میں کلام نہیں کر سکتا۔ ایک رات حضور پاک ﷺ کو حالت خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا جنید لوگوں کو اپنا کلام سناؤ بیدار ہوئے۔ خیال آیا شاید اب میرا مقام شیخ سے بلند ہو گیا۔ کیونکہ حضور پاک ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ صبح ہوئی تو سری نے ایک مرید کو بھیجا اور کہا جنید جب نماز سے فارغ ہوں تو کہنا مریدوں کے کہنے پر وعظ نہ کیا۔ مشائخ بغداد کی سفارش رد کر دی میں نے کہا نہیں مانے۔ اب حضور پاک ﷺ نے کہا ہے تو حکم بجالاؤ یہ سن کر حضرت جنید کی آنکھیں کھل گئیں اور معلوم ہو گیا۔ میرے شیخ میرے کل احوال ظاہر و باطن سے کماحقہ واقف ہیں ان کا درجہ بلند تر ہے۔ کیونکہ وہ جنید کے اسرار سے واقف ہیں اور جنید ان کے حال سے بے خبر ہے۔

آپ کا وصال 16 رجب 297ھ ہجری یا 302ھ ہجری کو ہوا آپ کا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر شبلیؒ:

اپنے وقت کے مشہور بزرگ اور مشائخ عظام میں شمار ہوتے ہیں۔ عنایت حق سے مہذب اور پاک وقت پایا۔ لطیف اشارات نہایت درجہ قابل تعریف ہیں۔ چنانچہ کسی نے کہا تین چیزیں عجیب ہیں۔ شبلی کے اشارات مرتعش کے نکات اور جعفر کی حکایات قوم کے سردار اور اہل طریقت کے پیش رو تھے۔ خیر النساج کی مجلس میں توبہ کی اور تعلق ارادت حضرت جنید سے کیا۔ بہت سے مشائخ سے ملاقات کی۔ آپ 255ھ ہجری کو اس عالم دنیا میں تشریف لائے آپ کا وصال 7 ذی الحجہ کو 343ھ ہجری کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک بغداد شریف عراق میں واقع ہے۔

حضرت ابوسعید مخزومی مرشد حضور غوث اعظم

القاضی ابوسعید مبارک بن علی المخزومی الحسینی آپ اپنے زمانے کے شیخ طریقت اور حضور غوث پاک کے استاد اور آپ کے مرشد پاک بھی ہیں۔ مذہب حنبلی کے فقیہہ اور معروف صوفی تھے۔ آپ نے ان سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ 528ھ ہجری حضور غوث پاک کے مرشد گرامی نے اپنا قائم کردہ مدرسہ حضور غوث پاک کے سپرد کر دیا۔ جس میں انہوں نے 13 علوم وفنون کی تدریس کا کام سنبھالا۔ جن میں تفسیر حدیث، فقہ حنبلی، اختلاف المذاہب، اصول فقہ اور نحو قابل ذکر ہیں۔

آپ نے 561ھ ہجری میں اس جہانِ کو الوداع کہا۔

حضرت سید پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

المعروف حضور غوث اعظمؒ

عظیم صوفی قطب ربانی ہیکل صمدانی صاحب الفیض الربانی پیران پیر میراں حضور غوث الاعظم دستگیر حضور سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کی ولادت 470ھ ہجری یکم رمضان المبارک کو ہوئی۔

آپ کے کئی القاب مبارک ہیں جن میں محی الدین، شیخ الاسلام اور تاج العارفین قابل ذکر ہیں۔

آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ سوانح نگاروں نے آپ کا پدری سلسلہ نسب حضرت امام حسن پاک اور مادری سلسلہ نسب حضرت امام حسین پاک سے جا ملتا ہے۔ تقریباً 70 مصنفین اور محققین کے مطابق آپ کو حسنی الحسینی سیّد ہیں۔

آپ کے والد ماجد کا نام ابو صالح جنگی دوست اور والدہ کا نام اُمّ الخیر اُمۃ الجبار فاطمہ تھا آپ کے نانا کا نام حضرت عبداللہ معصومی تھا جو مشہور صوفی بزرگ تھے۔

آپ کے مشہور اساتذہ کے اسم گرامی درج ذیل ہیں۔

(1) ابوذکریا یحییٰ بن علی الخطیب ال تبریزی (متوفی 502ھ ہجری) (2) ابوالوفا علی بن عقیل البغدادی المظفریؒ (متوفی 513ھ ہجری) (3) ابوبکر احمد بن المظفرؒ (4) ابوطالب محمد بن الحسن الباقدانیؒ (5) الشیخ حماد الریاسؒ (متوفی 525ھ ہجری) (6) القاضی ابوسعید مبارک مخزومیؒ (متوفی 561ھ ہجری) آپ حضور غوث پاکؒ کے مرشد بھی ہیں

آپ کا شجرہ طریقت

(1) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (2) القاضی ابوسعید مبارک مخزومیؒ (3) ابوالحسن عبدالواحد بن محمد القرشیؒ (4) ابوالفرخ مظفر طرطوسیؒ (5) ابوالفضل عبدالواحد التمیمیؒ (6) ابوبکر شبلیؒ (7) ابوالقاسم خواجہ جنید بغدادیؒ (8) شیخ سری سقطیؒ (9) خواجہ معروف کرخیؒ (10) داؤد طائیؒ (11) حبیب عجمیؒ (12) حضرت حسن بصریؒ (13) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خداؓ

......☆☆☆......

جن مشہور شخصیات نے آپ سے علوم دینی سیکھے

1۔ ابوسعد السماعانیؒ 2۔ عمر بن علی القرشیؒ
3۔ الحافظ عبدالغنیؒ 4۔ شیخ الموفقؒ
5۔ عبدالرزاق بن عبدالقادرؒ 6۔ موسیٰ بن عبدالقادرؒ

......☆☆☆......

قوم آرائیں کا مختصر تعارف:

ملتان محمد بن قاسم کی آخری قابل ذکر فتح تھی اس کے بعد اس نے کچھ سرحدی قلعے فتح کیے اور انتظام سلطنت کو منظم اور مستحکم کیا۔ چونکہ اس کے پاس ایک قابلِ اعتماد اور جاں نثار فوج تھی جو عربی النسل علاقہ عراق اور شام کے فوجیوں پر مشتمل تھی۔ بالخصوص اریحا کے جوانوں پر مشتمل تھی جب حجاج بن یوسف اگرچہ فوت ہو چکا تھا لیکن خلیفہ سلیمان بن عبدالملک اس کے رشتہ داروں سے اچھا سلوک نہ کرتا تھا اس نے محمد بن قاسم کو بھی جس نے نہایت مہارت اور بہادری سے سندھ اور ملتان فتح کیا واپس بلا لیا اس کے لشکر کے وہ جوان جو زیادہ تر اریحائی افراد پر مشتمل تھے۔ وہ یہیں جم رہے کیونکہ بطور فتح ان کی یہاں بڑی قدر و منزلت اور عزت تھی اور وہ اریحائی نام رفتہ رفتہ بگڑتے بگڑتے کچھ سندھی کچھ پنجابی لہجہ اس میں شامل ہوتے ہوتے یہ لفظ اریحائی سے آخرکار آرائیں پر ختم ہوا۔

جب محمود غزنوی نے پنجاب فتح کر کے اسے غزنی کا حصہ بنایا تو ان اریحاؤں نے دریائے سرستی بیاس ستلج اور راوی چناب کے کنارے پنجاب کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اب اریحاؤں کو اس علاقے میں تقریباً 300 سال گزر چکے تھے۔ لہٰذا یہ عربی کم اور ہندی زیادہ لگتے تھے ان 300 سالوں میں انہوں نے ہندی لباس

ہندی زبان اور دیگر رسم ورواج سیکھ لیے تھے اور پنجابی لہجہ میں اریحائی کی بجائے آرائیں کہلاتے تھے۔

ان آرائیوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ آج بھی ان کے آباؤ اجداد کے کارناموں کی وجہ سے ان کا نام زندہ اور درخشندہ ہے اور ان کے ذکر خیر سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ ان کے عربی النسل ہونے پر کسی کو شک وشبہ نہیں۔ یہی اریحائی موجودہ ارائیں نہیں ہیں اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ رسول عظیم ترین حضرت محمد ﷺ کے اصحابہ میں ایک بزرگ شیخ سلیم الراعی بھی شامل تھے جو شیخ نظیر کے فرزند تھے جو اریحا سے نقل مکانی کر کے دریائے فرات کے کنارے مقیم ہو گئے تھے۔ یہی شیخ سلیم جدّ امجد آرائیاں پاک مسند ہیں آج بھی جو آرائیں اپنے نام کے ساتھ سلیمی لکھتے ہیں وہ بھی شیخ سلیم الراعی کی نسبت سے ہی استفادہ کرتے ہیں ان کا عربی النسل ہونا مسلم ہے۔

......☆☆☆......

شجرہ جدامجد شیخ حبیب الراعی

مالک فہر المقلب قریش، غالب ،لوی ،کعب
عدی جدامجد عمر فاروق مرہ
کلاب، تمیم، جدامجد حضرت ابوبکر صدیق قصی
عبدالدار عبدالمناف عبدالعزی
عبدالشمس ہاشم عبدالمطلب
عباس ابوطالب عبداللہ
عثمان عبدالمناف ہاشم
عمیر شرجیل شریح ،مصعب علمبردار نبوی
ابی طلحہ عبدالعزی جدامجد سیدہ آمنہ والدہ نبی کریمؐ
طلحہ سید عثمان
عثمان سافع دکلاب حلاس
حارث شیخ نظیر شیخ سلیم الراعی شیخ حبیب الراعی

باباجی کے حضور ہدیہ عقیدت

دامن درگاہ میں ہر اہل صحبت کے لیے
ہر گھڑی ہر کام ہے موجود سامانِ بہار
قبلۂ اہلِ ارادت بہ عقیدت گاہ شوق
ہر در و دیوار ہے اخلاص کی آئینہ دار

......☆☆☆......

مرا چاہنا دیکھو کیا چاہتا ہوں
فقط تجھ کو جانِ وفا چاہتا ہوں
ترے پیار کی پیاری دنیا میں کھو کر
ترے پیار کا آسرا چاہتا ہوں

......☆☆☆......

جو ہیں وابستہ تیرے دامن سے
ان کی قسمت سعید ہوتی ہے
جتنا مشتاق ہوں بُرا اتنی
اس کی رحمت مزید ہوتی ہے

......☆☆☆......

حضرت ابوحلیم حبیب بن سلیم الراعی

فقیر الفقراء امیر اولیاء ابوحلیم حبیب بن سلیم الراعی آپ منبع تابعین میں عظیم المرتبہ مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے آیات و براہین بیشمار ہیں۔ آپ جناب حضرت سلمان فارسیؓ کے مصاحب تھے۔ وہ حضور شافع محشر ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے زیادہ اچھی ہے۔ حبیب سلیم الراعی جناب کے بکریوں کے ریوڑ چراتے تھے۔ آپ فرات کے کنارے رہتے تھے۔ گوشہ نشین آدمی تھے۔ روایت ہے کہ ایک شیخ کا ادھر سے گزر ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ بھیڑیا ان کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے اور وہ نماز ادا کر رہے ہیں۔ شرف قدم بوسی کیلئے حاضر خدمت ہوئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو شیخ نے سلام کیا بولے بیٹا کیسے آنا ہوا۔ عرض کی جناب زیارت کیلئے آیا ہوں۔ یہ سن کر فرمایا اللہ تجھے نیکی دے۔ شیخ نے کہا جناب یہ کیا ماجرا ہے کہ بھیڑیا بکریوں کی رکھوالی کر رہا ہے۔ فرمایا بیٹا بات یہ ہے کہ ان بھیڑ بکریوں کا گڈریا حق تعالیٰ کا تابع فرمان ہے یہ کہا اور ایک لکڑی کا پیالہ پتھر کے نیچے رکھا۔ پتھر سے دو چشمے جاری ہو گئے ایک دودھ اور ایک شہد کا شیخ نے پوچھا آپ کو یہ درجہ کیسے ملا۔ فرمایا بیٹا نبی کریم ﷺ کی متابعت سے حضرت موسیٰ کی قوم ان کی مخالفت کر رہی تھی۔

سخت چٹان سے بنی اسرائیل کیلئے چشمے جاری ہوئے۔ جناب رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کا مقام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت بلند ہے کیا ان کی مطابعت کرنے والے کیلئے دودھ اور شہد بھی جاری نہ ہو۔

شیخ نے یہ سن کر کہا جناب مجھے نصیحت فرمایئے۔ فرمایا دل کو حریص اور پیٹ کو جائے حرام نہ بنا۔ خلقت کی ہلاکت حرص وحرام سے واقع ہوتی ہے اور نجات ان دونوں سے پرہیز کرنے سے ملتی ہے۔ لہٰذا راہ سلوک کے مسافر کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ لقمہ حرام سے ہر پل بچے اور حرص و طمع کو دل سے نکال پھینکے ورنہ اس کا سفر بیکار ہے۔

......☆☆☆......

شجرہ طریقت قادریہ رزاقیہ:

حضرت سائیں کرم الٰہیؒ المعروف کانواں والی سرکار

1۔ جناب رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 2۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
3۔ حضرت امام حسنؑ 4۔ حضرت امام حسینؑ
5۔ حضرت امام زین العابدینؑ 6۔ حضرت امام محمد باقرؑ
7۔ حضرت امام جعفر الصادقؑ 8۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ
9۔ حضرت امام علی رضاؒ 10۔ حضرت امام خواجہ معرف کرخیؒ
11۔ حضرت خواجہ سری سقطیؒ 12۔ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ
13۔ حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ 14۔ حضرت خواجہ عبدالعزیزؒ
15۔ حضرت خواجہ عبدالواحد 16۔ حضرت خواجہ ابوالفرح مظفر طرطوسیؒ
17۔ حضرت خواجہ ابوالحسن ہنکاریؒ 18۔ حضرت خواجہ ابوسعید مبارکؒ
19۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ 20۔ حضرت خواجہ عبدالرزاقؒ
21۔ حضرت خواجہ شمس الدین صالح محمدؒ 22۔ حضرت خواجہ شہاب الدینؒ
23۔ حضرت خواجہ شرف الدینؒ 24۔ جضرت خواجہ علاء الدینؒ
25۔ حضرت خواجہ شیخ بدرالدینؒ 26۔ حضرت خواجہ شہاب الدین

27۔ حضرت خواجہ شیخ عبدالباسطؒ
28۔ حضرت خواجہ شیخ محمد قاسمؒ
29۔ حضرت شیخ شہاب الدینؒ
30۔ حضرت خواجہ شمس الدینؒ
31۔ حضرت خواجہ شیخ عبداللہؒ
32۔ حضرت خواجہ شہاب الدین
33۔ حضرت خواجہ جلال الدینؒ
34۔ حضرت خواجہ شرف الدین بغدادیؒ
35۔ حضرت خواجہ عبدالعزیزؒ
36۔ حضرت خواجہ ابراہیمؒ
37۔ حضرت خواجہ علیؒ
38۔ حضرت خواجہ یٰسین بغدادیؒ
39۔ حضرت خواجہ عبدالقادر پیر کوٹویؒ
40۔ حضرت خواجہ ابراہیمؒ
41۔ حضرت خواجہ حسین شاہؒ
42۔ حضرت خواجہ پیر امام شاہؒ
43۔ حضرت خواجہ کرم الٰہیؒ المعروف کانواں والی سرکار
44۔ حضرت خواجہ سائیں رانجھا صاحب سرکارؒ
45۔ حضرت خواجہ سائیں سرور سرکارؒ
46۔ حضرت خواجہ سائیں محمد نعیم سرکار

......☆☆☆......

ماہیے سرکارؒ دے

کانواں والی سرکار جوڑا کانواں دا
کرم کرو جے تُسی دھمالاں پاواں دا

کانواں والی سرکار میلہ ساون دا
کیتا اے مَیں وی وعدہ میلے آون دا

کانواں والی سرکار بوٹا برنے دا
کیتا اے میں تہیہ گھڑولی بھرنے دا

کانواں والی سرکار جوڑا کانواں دا
کانواں نوں چوری کٹ کے روز میں پاواں دا

کانواں والی سرکار گھڑولیاں آئیاں نیں
نچ نچ آساں وی خوب دھمالاں پائیاں نیں

کانواں والی سرکار جوڑا پکھیاں دا
خاک تیرے دربار دی سرمہ اکھیاں دا

کانواں والی سرکار پھُل گلاباں دے
تیرے در تے سائل ویکھے پُت نواباں دے

کانواں والی سرکار بوٹا کاہی دا
چاکر ہاں فیاضؔ میں کرم الٰہی دا

مختصر تعارف

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اسلام مسلمانوں نے بزور شمشیر دنیا کے مختلف کونوں میں پھیلایا۔ حالانکہ اگر حقیقت کو وسیع النظری سے دیکھا جائے تو یہ بات سراسر جھوٹ ہے۔

آپ برصغیر و پاک و ہند کی تاریخ ہی اُٹھا کر دیکھ لیجئے تو یہ بات روز روشن کیطرح عیاں ہو جاتی ہے کہ برصغیر کے کونے کونے میں اسلام کو پہنچانے کیلئے جن ہستیوں نے دن رات کام کیا ان کا تلوار سے دور دور کا بھی رشتہ نظر نہیں آتا۔ کہیں ہمیں سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ نظر آتے ہیں تو کہیں خواجہ معین الدین چشتیؒ، کہیں بابا فرید گنج دین شکرؒ، کہیں مجدد الف ثانی، کہیں سید عبداللہ شاہ غازیؒ، کہیں شاہ عبدالطیفؒ بٹائی، کہیں پیر سید مہر علی شاہؒ، کہیں سخی لال شہباز قلندرؒ، کہیں سید شاہ دولہ دریائیؒ نظر آئیں گئے۔ ایسے ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں اولیاء کرام نے دن رات اسلام کی شمع روشن رکھنے کیلئے اپنا تن من دھن اسلام کیلئے قربان کیا۔ ایسے ہی اولیائے کرام میں ایک ہستی قطب الاقطاب تاجدار اولیاء حضرت کرم الٰہی المعروف حضرت کانواں والی سرکار بھی ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام غلام محمدؒ تھا۔

آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں مختلف آرا ہیں۔لیکن مستند روایات کے مطابق آپ سن پیدائش 13 اپریل 1838ء ہے۔آپ کے والد بزرگوار ایک نیک سیرت ولی کامل تھے۔انہوں نے جمعرات کے دن اپنی بیوی بھولاں بی بی اور بیٹے نظام دین کو بلایا اور فرمایا کہ ہم نے اتوار کو اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔لہٰذا ہمارے بعد آپ کرم الٰہی کو درس میں درس وتدریس حصول علم کیلئے داخل کروا دینا۔ حسب وصیت آپ کو درس میں داخل کروا دیا گیا۔اس وقت حضرت کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار کی عمر مبارک 5 سال تھی۔وہ درس جس میں آپ سرکار کو داخل کروایا گیا وہ محلّہ بیگم پورہ میں واقع تھا۔بیگم پورہ کی درس گاہ اس زمانے کی مشہور درس گاہ تھی۔محلّہ بیگم پورہ اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی کے نام پر واقع ہے۔جو مرید تھیں۔ حضرت شاہدولہ دریائی کی حسب وصیت اسے حضرت شاہدولہ دریائی کے قدموں کے قریب ہی دفن کیا گیا اور وہاں ایک بڑی درس گاہ تعمیر کی گئی۔وہیں آپ سرکار نے اپنے والد کی وصیت کے مطابق تعلیم حاصل کی۔عرصہ 12 سال درس میں رہ کر حضرت کرم الٰہی سرکار نے پہلے قرآن مجید ناظرہ پھر حفظ کیا اور دیگر علوم شریعہ حاصل کیے اور سند حاصل کی جب آپ ظاہری علوم سے فارغ ہوئے تو دل میں روحانی علوم کا شوق پیدا ہوا۔اس وقت چنڈالہ شریف میں پیر سید امام شاہ سرکار کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔اور دور دراز سے لوگ اپنی روحانی تسکین کیلئے چنڈالہ شریف کا رخ کر رہے تھے۔

آپ بھی چنڈالہ شریف حاضر ہوئے اور مرشد کے دست حق پر بیعت کر لی۔

12 سال مرشد خانے لگاتار حاضری دیتے رہے۔ پھر حکم مرشد سے حضرت پیر سچیارؒ کے روضہ اقدس پر حاضری دی۔ حضرت پیر سچیار حضرت نوشہ گنج بخشؒ قادری (رَنمل شریف) کے محبوب خلیفہ تھے۔ یہاں بھی آپ نے 12 سال حاضری دی اس کے علاوہ بٹالہ شریف میں حضرت دوگنا شاہ ولی کی خانقاہ میں بھی حاضر ہوئے۔ یہ حاضری عرصہ 6 سال پر محیط ہے۔ پھر باحکم مرشد دہلی جانے کا حکم ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک 47 سال تھی۔ 4 سال دہلی میں رہے وہاں حضرت نظام الدین اولیاء اور دیگر اولیاء کرام کی درگاہ پر حاضر ہوتے رہے۔ 51 سال کی عمر میں فقر کی مختلف ریاضتوں اور مجاہدوں کو طے کرنے کے بعد مرشد کے حکم سے واپس تشریف لے آئے۔

آپ کا لباس بہت سادہ قسم کا تھا۔ بچپن میں تہبند چادر اور سر پر صافہ رکھتے تھے۔ مقام ولایت پر فائز ہونے کے بعد پاؤں میں جوتی بھی پہننا چھوڑ دی تھی۔ لباس کی طرح آپ کی خوراک بھی انتہائی سادہ تھی۔ بعض اوقات پانی میں آٹا گھول کر پی لیتے۔

آپ کی شادی اپنے ماموں کے ہاں طے ہوئی تھی۔ لیکن آپ نے شادی نہیں کی اور کہا کہ ہماری شادی پیر امام شاہ کیساتھ ہوگئی ہے اسطرح آپ ساری زندگی مجرد رہے۔

90 سال کی عمر میں حضرت کرم الٰہی المعروف حضرت کانواں والی سرکار نے اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ کشف و کرامات والے بزرگ تھے۔ آپ کی بے شمار کرامات زبان زد و عام ہیں اور بے شمار بزرگ آپ کی تربیت میں رہ کر ولایت

بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔

ہوئے نصیب نبیؐ دا کلمہ دین قبول محمدؐ

لا اِلٰہ الااللہ سچ رسول محمدؐ

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو

ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

......☆☆☆......

نام ونسب:

نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

آپ کا نام سائیں کرم الٰہی تھا آپ کے والد کا نام غلام محمد اور والدہ کا نام بھولاں بی بی ہے۔آپ کے والد ایک درویش منش انسان تھے۔آپ کا تعلق قوم آرائیں سے ہے۔ یہ وہی قوم آرائیں ہے جو پہلے اریحا کے نام سے مشہور تھی۔جن کی قوم کے لوگ محمد بن قاسم کی فوج میں موجود تھے۔جنہوں نے ملتان اور سندھ کی فتح میں اہم کردار ادا کیا۔اریحا شام کے علاقہ میں واقع تھا۔یہ شہر آج بھی موجود ہے۔اس قوم کے ایک فرد جن کا نام شیخ الراعی تھا جو نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے اور شیخ نظیر کے صاجبزادے تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے موجودہ آرائیوں کا شجرہ نسب انہی سے بیان کیا جاتا ہے۔اور جو آرائیں سلیمی کہلاتے ہیں وہ بھی انہی شیخ سلیم الراعی کی نسبت سے ہی ہیں۔

......☆☆☆......

ولادت باسعادت :

سائیں کرم الٰہی المعروف حضرت کانواں والی سرکار 13 اپریل 1838 کو اندرون محلّہ کانیاں والی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام غلام محمد اور ماں کا نام بھولاں بی بی تھا۔ آپ کی ولادت سے پہلے ایک درویش آپ کی والدہ کو دعا دے گیا تھا کہ اس مرتبہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ اللہ کے محبوب اور پیارے انسانوں میں ہوگا۔

آپ کے والد کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے اور دو بیٹیوں سے نوازا جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) مہر نظام دین (2) مہر فضل دین (3) سائیں کرم الٰہی
(4) فضل بی بی (5) کرم بی بی

تعلیم وتربیت:

سائیں کرم الٰہی سرکار کی جب عمر مبارک 5 سال ہوئی تو ایک دن آپ کے والد مہر غلام محمد نے اپنی بیوی بھولاں بی بی کو جمعرات کے دن اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ہمارا وقت آ گیا ہے لہٰذا ہمارے دنیا سے جانے کے بعد آپ لوگ کرم الٰہی کو درس میں داخل کروا دینا۔ یوں آپ کے والد اتوار کے دن اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔

ۮالد صاحب کی وفات کے بعد آپ کے بڑے بھائی نظام دین آپ کو درس میں داخل کروا آنے۔ ں وقت سائیں کرم الٰہی سرکار کی عمر مبارک 5 سال تھی۔ جس

درس میں سائیں کرم الٰہی سرکار کو داخل کروایا گیا وہ محلّہ بیگم پورہ کی مشہور درسگاہ تھی۔ بیگم پورہ مشہور مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی کے نام پر ہے۔ جو آج بھی موجود ہے۔ اورنگ زیب کی بیوی مشہور بزرگ حضرت شاہ دولہ دریائی کی مرید تھیں اور اس نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے حضرت شاہ دولہ دریائی کے قدموں میں دفن کیا جائے۔ جسے حسب وصیت پورا کیا گیا۔ اور وہاں ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا گیا۔ جس کا رقبہ 25 بیگھے (12 ایکڑ) تھا۔ اس درس گاہ میں سائیں کرم الٰہی سرکار کو داخل کروایا گیا۔ 5 سال کی عمر میں سائیں کرم الٰہی سرکار کو درس میں داخل کروا دیا گیا۔ درس میں سائیں کرم الٰہی سرکار نے پہلے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ پھر قرآن مجید حفظ کیا اور دیگر علوم شریعہ کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم و تربیت کا یہ عرصہ 12 سال پر محیط رہا۔ جب عمر مبارک 17 سال ہوئی تو آپ مروجہ علوم کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سند حاصل کر چکے تھے۔ یوں آپ کے اساتذہ نے آپ کو گھر جانیکی اجازت دیدی۔

آپ کا پیدائشی ولی ہونا:

جب آپ کے بڑے بھائی آپ کو درس میں داخل کروا آئے تو کچھ عرصہ بعد آپ کا پتہ کرنے گئے کہ آپ کی تعلیم کے بارے پتہ کریں کہ آپ کی تعلیم کیسی جا رہی ہے۔ آج انہوں نے آپ کے اساتذہ سے آپ کے بارے پوچھا کہ ہمارے بچے کو کچھ آتا بھی ہے یا نہیں تو آپ کے اساتذہ نے آپ کے بھائی کو کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا اور کہا کچھ دیر ٹھہر جائیں پھر پتہ چل جائے گا۔

درس گاہ میں آپ کا معمول تھا کہ آپ کے ساتھی جب رات کو سو جاتے تو

آپ رات کو نماز تہجد اور دیگر اذکار کرتے رہتے اور رات کا کافی حصہ شب بیدار رہتے۔آپ کے اساتذہ آپ کے یہ معمولات دیکھ رہے تھے اور انہیں پتہ چل رہا تھا کہ یہ بچہ کوئی عام بچہ نہیں بلکہ آگے چل کر یہ ایک ایسی سند پر فائز ہونے والا ہے جہاں بڑے بڑے سلطان اپنے سر جھکا لیں گئے۔

کچھ عرصہ بعد آپ کے بھائی پھر درس گاہ گئے اور سائیں کرم الٰہی سرکار کے بارے دریافت فرمایا تو آپ کے اساتذہ نے آپ کے معمولات کا ذکر ان سے کیا اور کہا کہ آپ کے بھائی کوئی عام انسان نہیں بلکہ یہ پیدائشی ولی ہیں۔یوں یہ پہلی گواہی ہے جو آپ کے اساتذہ نے دی جو آگے چل کر لفظ بہ لفظ سچ ثابت ہوئی۔

......☆☆☆......

جستجو مرشد اور بیعت:x

جن دنوں آپ درس گاہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے ان ہی دنوں آپ کو مرشد کی جستجو ہوئی۔ ان دنوں گجرات سے دس میل کے فاصلہ پر موضع چنڈالہ شریف میں حضرت امام شاہ سرکار کی ذات اقدس موجود تھی اور ان کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور عاشقان اور روحانی کیلئے جوق در جوق داخل ہو کر اپنی روح کی تسکین کر رہے تھے۔ یوں آپ نے بھی حضرت امام شاہ سرکار کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ تقریباً12 سال حضرت کرم الٰہی سرکار اپنے مرشد کی حاضری دیتے رہے۔ ایک دن آپ کے مرشد نے کہا کہ کرم الٰہی پیر سچیارؒ کی حاضری دو۔ پیر سچیار حضرت نوشہ گنج بخش نوشاہیؒ (رنمل شریف) کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کا مزار جلالپور جٹاں میں نوشہرہ میانہ میں واقع ہے۔ یوں آپ مرشد کامل کے حکم کے مطابق دربار پیر سچیارؒ حاضر ہوئے اور بارہ سال یہ حاضری بھی لگا تار جاری رہی۔

اس حاضری کے دوران ہی آپ نے حضرت مونگا شاہ ولی کے آستانہ پر بھی حاضری دی جو عرصہ چھ سال پر محیط ہے۔ حضرت مونگا شاہ ولی کا مزار بٹالہ شریف نزد برنالہ کا علاقہ ہے۔ اسی حاضری کے دوران مرشد پاک نے حکم دیا کہ کرم الٰہی دہلی کا سفر کرو جس وقت آپ دہلی روانہ ہوئے آپ کی عمر مبارک 47 سال تھی۔

......☆☆☆......

دھلی روانگی:

مرشد پاک کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے 47 سال کی عمر میں سائیں کرم الٰہی سرکار دہلی تشریف لے گئے اور وہاں حضرت نظام الدین اولیاء اور دیگر اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیتے رہے یہ عرصہ کم وبیش 4 سال پر محیط ہے۔

اس دوران آپ کی والدہ ماجدہ آپ کی جدائی میں بے قرار ہو رہی تھیں۔ یہ جدائی دن بدن شدت اختیار کرتی گئی اور وہ آپ کے مرشد حضرت پیر امام شاہ سرکار کے پاس گئیں اور انہیں عرض کیا اب آپ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی لہٰذا آپ کرم الٰہی کو واپس بلائیں۔ مرشد پاک نے فرمایا وہ جس مقصد کیلئے گئے تھے وہ کام ہو گیا ہے دو دن میں آ جائیں گے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے کہا اب وہ آئیں تو پھر کہیں نہ دوبارہ جائیں۔ یوں 51 سال کی عمر میں آپ واپس تشریف لائے اور حکم مرشد کے مطابق مختلف ریاضتیں مجاہدے کرتے کرتے مقام ولایت پر فائز ہوئے وہ منزل پا لی جس کا اشارہ آپ کے اساتذہ نے آپ کے بھائی سے دوران تعلیم کیا تھا۔

......☆☆☆......

آپ کے معمولات:

جب آپ تعلیم سے فارغ ہو کر گھر آ گئے اس وقت آپ کی عمر مبارک 17 سال تھی۔ قد مبارک تقریباً 7 فٹ تھا دیگر بھائیوں کے قد بھی 7 فٹ کے قریب تھے۔ گھر آنے کے بعد بھائیوں نے کہا اب آپ کاشتکاری کیا کریں۔

گھر آنے کے بعد آپ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آپ لوہاروں کی دوکان پر چلے جاتے۔ ساری رات وہاں کام کرتے۔ لوہا کوٹتے، بھٹی دھکاتے اور اگر لکڑیاں ختم ہو جاتیں تو وہ جا کر لاتے۔ تہجد کے وقت کام چھوڑ کر نماز تہجد ادا کرتے پھر صبح کی نماز پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ تقریباً روزانہ ایک رکوع پڑھتے اور یہ سلسلہ روزانہ باقاعدگی سے جاری رہتا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی وہ عمل بہت پسند کیا ہے جو روزانہ باقاعدگی سے کیا جائے۔

یوں آپ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ہل چلاتے اور فارغ ہونے کے بعد اپنے مرشد کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ کم و بیش 12 سال یہ معمول اسی طرح جاری رہا۔

......☆☆☆......

مُہر ولایت:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ گھر سے دہلی روانہ ہوئے تو جسم مبارک بالکل صاف تھا۔ مگر جب چار سال بعد آپ واپس تشریف لائے تو آپ کے دائیں کندھے کے قریب ایک ابھری ہوئی سطح تھی جیسے کوئی رسولی وغیرہ ہوتی ہے۔ اصل میں یہ مہر ولایت تھی۔ یہ مہر ولایت اس بات کی تصدیق تھی کہ آپ اللہ کے برحق ولی تھے۔ واپس آنے کے بعد آپ اپنی جھگی میں بیٹھ گئے جو آج بھی دربار شریف کے قریب موجود ہے اور باقی ساری زندگی یہیں بسر کی اور مخلوق خدا کو فیض یاب کیا۔

لباس:

آپ کا لباس بہت ہی سادہ تھا کسی قسم کی بناوٹ آپ کی طبیعت میں موجود نہ تھی۔ بچپن میں آپ تہمند چادر اور سر پر صافہ رکھتے جب آپ درس سے واپس آئے تو جوتی آپ نے اتار دی اور قمیض بھی آپ نے پہننا چھوڑ دی تھی۔ وہ لباس جو آپ کی والدہ نے آپ کو دیا تھا جب پرانا ہو گیا اور پھٹنا شروع ہو گیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے کپاس کاشت کی (کپاس جسے روئی کہتے ہیں) یہ واقعہ دہلی سے آنے کے بعد کا ہے۔ اس دوران آپ کی والدہ وفات پا گئی تھیں۔ کپاس سے روئی حاصل کر کے اپنے ہاتھ سے آپ نے چرخہ چلا کر روئی سے دھاگہ بنایا اور اس دھاگے سے کھڈی پر کپڑا تیار کیا اور اسی کپڑے کو پھر آپ نے ساری زندگی استعمال کیا۔

......☆☆☆......

خوراک:

جس طرح آپ کا لباس انتہائی سادہ تھا اسی طرح آپ نے خوراک بھی نہایت سادہ استعمال فرمائی ہے۔ آپ کے پاس آٹا رکھا ہوتا تھا جسے آپ بوقت ضرورت غذا کے طور پر استعمال کر لیتے اور اوپر سے پانی پی لیتے۔

جو بھی لوگ آتے وہ مٹھائیاں حلوہ یا دیگر جو بھی تبرکات اپنے ساتھ لاتے وہ آپ کوؤں کے آگے ڈال دیتے۔ آپ کے پاس ایک پانی کا برتن بھرا رہتا جسے پنجابی میں چاٹی کہتے ہیں اس سے آپ پانی پیتے اور یہ پانی کسی کو بھی نہیں پینے دیتے تھے حتیٰ کہ اپنے بھائیوں کو بھی نہیں اور بھائیوں کو کہتے کہ کھوہ کا پانی پیو۔ اک دفعہ بڑا بھائی پانی پینے لگا تو منع کر دیا اور فرمایا کاشتکاری بھی کسی نے کرنی ہے یا سب نے ولی بننا ہے۔ اصل میں یہ عام پانی نہیں تھا بلکہ معرفت الٰہی کا پانی تھا جسے عام لوگ پینے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اصل میں بغیر عبادت و ریاضت کے ایسا پانی پینے سے عام بندے اپنے ہوش وحواس کھو سکتے ہیں اسی لیے آپ منع کر دیا کرتے تھے۔

......☆☆☆......

شادی

آپ کی شادی بچپن سے ہی اپنے ماموں کے گھر طے تھی جب آپ جوان ہوئے تو گھر والوں نے شادی کا تقاضا کیا مگر آپ نے شادی کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا میرا نکاح پیر امام شاہ کیساتھ ہو چکا ہے لہٰذا اب مجھے شادی کی حاجت نہیں۔ مرشد سے آپ کی عقیدت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس قدر آپ کو مرشد سے محبت تھی۔ لہٰذا آپ نے اپنے ماموں کو صاف کہہ دیا کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کہیں اور کر دیں وہ شادی نہیں کر سکتے۔

......☆☆☆......

وفات:

بالآخر ایک دن وہ وقت آ گیا جب ہر انسان کو اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے محبوب کی جانب جانا ہوتا ہے۔ وفات سے کچھ دن پہلے آپ کو پیچش لگ گئے یہ تکلیف آپ کو دن رات جاری رہی اور اسی تکلیف میں آپ نے اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وفات آپ کی عمر مبارک تقریباً 90 سال کے لگ بھگ تھی۔ وفات کی تاریخ میں بھی کچھ اختلاف پایا جاتا ہے لیکن 18 جولائی 1929ء پر زیادہ اتفاق پایا جاتا ہے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کا عالیشان مزار تعمیر کروایا گیا اور آپ کا مزار زیارت گاہ عام و خاص زائرین ہے۔ اصل حاجات یہاں آپ کے وسیلے سے مانگتے ہیں اور دلی مرادیں پاتے ہیں۔

بقول مولانا جامی:

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آئم بجان گر تو آئی بہ تن
مداں خالے از ہم نشینی مرا
کہ بینم تیرا گر نہ بینی مرا
درکوئے تو عاشقان چناں جاں بدِ ہند
کانجا ملک الموت نگنجہ ہر گز

عرس مبارک:

روحانیت میں عرس کا مطلب ربّ کے ساتھ ملاقات کرنے کو کہتے ہیں۔اسی نسبت سے آپ سرکار کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔لوگ مختلف قسم کی گھڑولیاں نکالتے ہیں اس کے علاوہ ڈھول ڈھمکے اور بھنگڑے ڈالتے ہیں۔آپ کا عرس تین دن جاری رہتا ہے۔

مقیم کوئے آں شاہم کہ اعلیٰ آستاں دارد
ملوکش جملہ مغتون وملائک پاسباں دارد
مثال عشق ماباں شہ خوبانِ طبرانی
چو آن زالے کہ درد ستے پندہ ریسماں دارد

حضرت باباجی کرم الٰہی سرکار کی قبر مبارک پر شاندار روضہ مبارک تعمیر کیا گیا ہے

جو وسعت اور بلندی کے اعتبار سے گجرات کا سب سے بڑا مزار مبارک ہے۔ یہ خوشنما مزار مبارک زمین سے تقریباً 40 فٹ کے قریب بلند ہے اور دور سے ہی چمکتا نظر آتا ہے۔ مزار مبارک کے اندر خوبصورت شیشہ کاری کا کام کیا گیا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ مزار مبارک کو دیکھ کر ہی لوگ آپ کی روحانی عظمت کے قائل ہو جاتے ہیں۔

اگر فردوس برروئے زمیں است
ہمیں است وہم است وہمیں است

......☆☆☆......

کرامات

حضرت باباجی کرم الٰہیؒ

المعروف

کانواں والی سرکارؒ

گجرات شریف

کرامات:

بنجر زمین کا آباد ہونا:

آپ کے والد صاحب کی 16 ایکڑ زمین تھی جو بنجر تھی جہاں آج آپ کا دربار شریف واقع ہے۔کوئی فصل ٹھیک نہ ہوتی جب بھی فصل پکنے پہ آتی تو خشک ہو جاتی۔ آپ کے بھائیوں نے آپ سے اس کے متعلق بات کی تو آپ نے فرمایا کئی لے کر آؤ جب کئی آ گئی تو آپ اسے لے کر زمین کے درمیان تشریف لائے اور زمین کو کھودا جہاں سے آپ سرکار نے زمین کھودی وہاں سے ایک کھوپڑی برآمد ہوئی۔ جو خوبصورت ریشمی کپڑوں میں لپٹی تھی اور اس کے آر پار کئی کیلیں گڑی تھیں۔جنہیں آپ نے نکال دیا۔یوں آپ کی کرامت سے وہ جادو کا اثر جو زمین پر تھا ختم ہو گیا اور زمین سرسبز شاداب ہو گئی اور پھر کبھی فصل خراب نہیں ہوئی۔

پنجتن پاک کی سواری کا جھگی میں آنا

پیر سید ولایت شاہ صاحب جو پہلے حضرت بابا جی کرم الٰہی کے سخت خلاف تھے اور بعد میں بڑے معتقد ہو گئے تھے۔ایک دفعہ قصبہ رانیوال سے واپس آ رہے تھے راستے میں کچھ دیر ہو گئی جب بولے بند کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے نور نمودار ہوا ہے جو نیچے سائیں کرم الٰہی سرکار کی جھگی میں چلا گیا ہے۔ بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے بعد میں حقیقت حال معلوم ہوا کہ وہ پنجتن کی سواری تھی جو سائیں کرم الٰہی سرکار کے حجرے میں اُتری تھی وہ حضرت بابا جی کو فیض عطا کرنے

آئے تھے یوں آپ کو باباجی کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوا کہ آپ اللہ کے سچے کامل ولی اللہ ہیں۔

سوداگر کا جہاز کنارے لگانا

حضرت باباجی کرم الٰہی سرکار کے زمانے میں ایک تاجر تھا جو اپنی تجارت سمندر کے راستے کرتا تھا ایک دفعہ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کا سامان سے بھرا جہاز سمندری ریت میں پھنس گیا اس نے باباجی کرم الٰہی سرکار بارے سن رکھا تھا لہٰذا دعا کی اگر میرا جہاز کنارے لگا تو 300 روپے باباجی کے نذر کروں گا۔ اور دعا کی خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جہاز ریتلے علاقہ سے نکل آیا جب جہاز کنارے لگا تو اس نے بندرگاہ پہ اعلان کروایا کہ اگر کوئی آدمی گجرات جانے والا ہو تو اسے ملے۔ اتفاق سے وہاں ایک آدمی جو قوم کا نائی تھا اور موضع گھمن جراں کا رہنے والا تھا اسے ملا اس نے 300 روپے اسے دیئے اور کہا یہ باباجی کی نذر کرنا جب گجرات پہنچو تو اتفاق سے 300 روپے اس نے خود محنت مزدوری کر کے جوڑ رکھے تھے لہٰذا اس کی نیت میں فتور آ گیا اور اس نے ان روپوں میں سے 100 روپے مزید اپنے روپوں میں رکھ لیے اور کہا باباجی دیکھ تو نہیں رہے جب وہ گجرات باباجی کو ملنے آیا تو اسے دور سے دیکھتے ہی باباجی پکار اُٹھے وہ بے ایمان امانت میں خیانت کرنے والا آ رہا ہے۔

جب آیا اور سلام کیا اور 200 روپے باباجی کی نذر کیے تو آپ نے بے ساختہ فرمایا میرے 300 روپے ہیں وہ کہنے لگا 200، آپ نے پھر فرمایا میرے 300 روپے

ہیں لیکن وہ نہ مانا پھر سرکار نے کہا اچھا میرے ساتھ آ اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے اور اسے کہا ہم حاجت سے فارغ ہو کر آتے ہیں اور کہا مٹی کا ڈھیلا لاؤ وہ جس مٹی کے ڈھیلے کو اُٹھاتا وہ سونا بن جاتی۔ آخر جتنا اُٹھانا ہے پھر اپنی پشت دکھائی جس پر زنجیروں کے نشان بنے تھے آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا۔

سانپوں کی حاضری:

حضرت باباجی کرم الٰہی سرکار کے بھائی نظام دین جن کی شادی چودھوال ہوئی تھی۔ ان کے تین سالے تھے جن کے نام علم دین، اللہ جوایا اور شادی تھا۔ شادی ایک رات باباجی کرم الٰہی سرکار کے پاس آتا ہے۔ شادی مالی اعتبار سے غریب تھا جب وہ باباجی کے پاس آتا ہے تو کیا دیکھتا ہے سرکار کے اس پاس سانپ بیٹھے ہیں اور ایک شیش ناگ سرکار کے سر کے اوپر بیٹھا ہے۔ ساتھ ہی آگ روشن ہے جس کے شعلے تقریباً 5 فٹ اونچے تھے اور ایک طرف دولت کا ڈھیر پڑا ہے وہ خاموشی سے دیکھتا رہا چونکہ اردگرد بیری کے درخت کے پتے بکھرے ہوئے تھے ان پر جب پیر آتا ہے تو پتوں کی آواز سے کچھ آواز آئی تو سرکار باباجی کو محسوس ہوا کہ کوئی آدمی ہے انہوں نے اپنے بدن کو کچھ ہلایا تو تمام اشیاء غائب ہو گئیں۔

شادی کو سرکار فرماتے ہیں شادی رات کو فقیر کے پاس نہیں آتے۔ اب اگر آ گئے ہو تو جو دیکھا ہے اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ شادی بہن کے گھر چلا گیا اور تمام ماجرا بہن سے بیان کر دیا۔ بہن نے کہا اگر باباجی نے منع فرمایا تھا تو کیوں ذکر کیا۔

جب شادی گھر آیا تو اس کا دماغ خراب ہو گیا اور اسے دولت کا ڈھیر گھر میں

نظر آنے لگا اور اس نے گھر میں کھدائی شروع کر دی۔ گھر والوں نے اسے ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا اس طرح دن کو وہ درخت کے ساتھ باندھتے اور رات کو چارپائی کے ساتھ باندھ دیتے۔ یہ حالت اس پر ایک مہینہ جاری رہی۔ جب اس کی بہن کو پتہ چلا تو اس نے کہا شادی کو باباجی کے پاس لے کے آؤ جب شادی باباجی کے پاس آیا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تجھے منع کیا تھا پھر تم نے کیوں ہمارا پردہ ظاہر کیا جواب 6 مہینے تمہاری زبان بند کر دی ہے۔ اسطرح وہ چھ مہینے خاموش رہا اور اشاروں سے باتیں کرتا، چھ مہینے کے بعد ٹھیک ہو گیا۔

باباجی کا حج کرنا:

پیر ولایت شاہ صاحب جو سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے جن کا مزار گجرات شریف میں ہے۔ ایک دفعہ حج پر تشریف لے گئے اور دو مہینے وہاں رہے جب واپس آئے تو فرمایا باباجی کرم الٰہی سرکار دو مہینے میرے ساتھ وہاں تھے جب یہ بات لوگوں نے سنی تو کہا شاہ جی باباجی تو یہاں سے کہیں گئے ہی نہیں۔ یہ بات سن کے بہت پریشان ہوئے کہ باباجی میرے ساتھ حج پر تھے اور آپ نے وہاں حج کیا ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں باباجی یہاں سے کہیں گئے ہی نہیں۔ یہ کرامت دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ باباجی اللہ کے کامل ولی ہیں اور اللہ کے ولیوں کو یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ ایک پل میں جہاں چاہیں آجا سکتے ہیں۔

سائیں باتاں والی سرکار کا قصہ

سرکار کے بہت زیادہ ملنگ تھے ایک ملنگ کا نام سائیں باتاں تھا۔ اُس کا نام سرکار نے رکھا تھا۔ سرکار نے اس کو حکم دیا کہ کھوئیاں والے گاؤں چلا جائے ادھر ایک سوکھا ہوا آم کا درخت ہے۔ وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔ سرکار کے حکم کے مطابق وہ سوکھے ہوئے آم کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اس گاؤں میں جوگیوں نے بھی ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ تقریباً 50 گاؤں کے لوگ وہاں جا کر چڑوا چڑھاتے تھے۔ سائیں باتاں نے سرکار کے حکم کے مطابق وہاں ڈیرہ لگا لیا۔ گاؤں والے لوگ اپنی بھینسوں کا دودھ جوگیوں کو لا کر دیتے تھے۔ جس گھر سے بھینس کا دودھ نہیں آتا تھا اس گھر کی بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنا شروع ہو جاتا تھا۔ جوگیوں کے تقریباً چھ یا سات گھر تھے جو آپس میں چڑاوا بھانٹ لیتے تھے۔ وہ آم کا سوکھا ہوا درخت بھی ان جوگیوں کے گھروں کے پاس تھا۔ جس کے نیچے ملنگ نے ڈیرہ لگایا تھا۔ جیسے ہی ملنگ نے ڈیرہ جمایا کچھ ہی دنوں بعد آم کا درخت ہرا ابھرا ہو گیا اور کوّا ے بھی آنے لگے۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت دودھ لے کر گزر رہی تھی سائیں باتاں نے اس عورت سے دودھ مانگا عورت نے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگی اگر میں نے جوگیوں کو دودھ نہ دیا تو میری بھینس دودھ کی بجائے خون دینے لگے گی۔ سائیں باتاں نے کہا دودھ دے جاؤ آپ کی بھینس دودھ دوگنا دیا کرے گی۔ اس عورت نے دودھ دے دیا اور بالکل ایسا ہی ہوا بھینس نے دودھ دوگنا دینا شروع کر دیا۔ پورے علاقہ میں ملنگ کا

شور مچ گیا جس طرح کانواں والی سرکار کے پاس رونق ہوتی تھی۔ لوگ جوق در جوق ملنگ کے ڈیرہ پر آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی رونق ہو گئی۔ جوگی بھو کے مرنے لگے اور جگہ جگہ پھرنے لگے۔ موسم بہار آنے پر آم کے سوکھے ہوئے درخت پر آم بھی لگنے لگے۔

وہ تمام جوگی مل ایک سکھ کڑیانوالہ رہتا تھا جو ایک تھانیدار تھا اس کے پاس گئے۔ جوگیوں نے کہا کہ ایک ملنگ آیا ہے جس کے آنے کی وجہ سے لوگ اس کے پاس جانے لگے ہیں اور تمام چڑھاوے بھی اس کے پاس جانے لگے ہیں جس کی وجہ سے ہم بھوکے مرنے لگے ہیں۔ آپ ہمارا کچھ کریں۔ سکھ نے ان کو کہا اپنے مکان گرا دو سامان کپڑے برتن باہر پھینک دو اور یہ دیکھ کر میں اس کو پکڑ لوں گا۔ جوگیوں نے ایسا ہی کیا ساتھ ہی شور مچا دیا کہ ہمارا یہ نقصان سائیں باتاں نے کیا ہے اور پرچہ ملنگ سائیں باتاں پر کرا دیا۔ تھانیدار نے اپنا گھوڑا تیار کیا سائیں کو پکڑنے کیلئے تیاری مکمل کر لی۔ اتنی ہی دیر میں فضل علی نواب زادہ آ گیا۔ وہ تین بھائی تھے۔ بڑے بھائی کا نام محمد خاں تھا وہ ذیلدار تھا چھوٹے بھائی کا نام خان ملک تھا سب سے چھوٹے بھائی کا نام فضل علی نواب تھا۔ جب وہ تھانیدار ملنگ کو گرفتار کرنے کیلئے تیار ہوا تو ذیلدار محمد خان نے کہا تھانیدار صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اس تھانیدار نے کہا کہ جوگیوں نے ایک ملنگ کے بارے مین رپورٹ درج کرائی ہے کہ اس نے ان کے گھر کا سامان باہر پھینک دیا ہے اس لیے اس کو گرفتار کرنے کیلئے جا رہا ہوں۔ ذیلدار نے تھانیدار کو کہا تم ملنگ کو گرفتار نہیں کرو گے۔ وہ تو بابا جی کانواں والی سرکار کا بٹھایا ہوا ہے۔ میں نے

باباجی کو آزمایا ہوا ہے۔ میرے گھر اولاد نہیں ہوتی تھی۔ میں باباجی کانواں والی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے ملنگوں نے ساگ پکایا ہوا تھا۔ چمچہ ابھی ساگ والی ہانڈی میں تھا میں گیا اور سرکار نے فرمایا ساگ والا برتن اُٹھا کر لے آئیں لے آیا۔ اتنی دیر میں سرکار نے آواز لگائی کہ چمچہ نہ نکالنا ورنہ لڑکی پیدا ہوگی۔ لیکن میں بات نہ سن سکا۔ لڑکی پیدا ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد میں پھر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکار نے ایک سیب دیا اور میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام عطاء اللہ رکھا۔ ذیلدار نے کہا آپ نے ادھر نہیں جانا۔ کیونکہ وہ مردِ کامل بیٹھا ہوا ہے۔ جوگی گاؤں چھوڑ کر چلے گئے۔

سائیں باتاں والے کے پاس اتنی دنیا جانے لگی کہ سرکار سے بھی زیادہ آدمی ادھر ہوتے تھے۔ اور وہاں مرد عورتیں، بوڑھے، جوان سبھی ڈھول اور چڑھاوے لے کر وہاں حاضر ہوا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کوّے بھی بڑی تعداد میں جمع ہونے لگے۔ سائیں باتاں والے کے دل میں خودی آ گئی۔ اتنا کچھ دیکھا نفس پھسل گیا خودی آ گئی۔ مرشد سے میرا ڈیرہ زیادہ چلنے لگا ہے۔ رات کو اس کے دل میں خودی آئی۔ صبح جمعرات کا دن تھا۔ کوئی بندہ نہ آیا اور نہ ہی کوّے آئے۔ آٹھ دن بیٹھا رہا کوئی شئے نہ آئی۔ آخر کچھ ہی دنوں بعد گھر آ گیا اور دروازے پر ایک ملنگ بیٹھا دیا اس کو کہا کہ کوئی بندہ اندر نہ آئے۔ جس وقت سائیں رانجھا صاحب نے یہ بات سنی اس کے پاس گئے اس ملنگ نے آگے نہ جانے دیا۔ کہا کہ آگے جانے کا حکم نہیں ہے۔ سائیں صاحب نے کہا کہ جا کر کہو کہ سائیں رانجھا صاحب آئے ہیں۔ جب اس ملنگ نے نام بتایا تو سائیں باتاں نے کہا

ان کو آنے دو۔ سائیں رانجھا صاحب اندر گئے اور پوچھا کہ کیا ہوگیا سائیں باتاں جی۔ سائیں باتاں نے کہا کہ میرے اندر خودی آ گئی تھی۔ اتنی رونق دیکھ کر رات کو خودی آئی اور صبح ہوئی تو کوئی چیز نہ ڈھول نہ کوّے کچھ بھی نہ آیا۔ سائیں رانجھا صاحب نے فرمایا۔ آپ نے مرشد خانے جا کر سرکار سے معافی مانگ لینی تھی۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں رہی میری عقل خراب ہوگئی تھی۔ اتنا بھی عقل کام نہ کیا۔ کہ میں معافی مانگ لوں۔ میں شرم کا مارا اندر آ کر بیٹھ گیا۔ باباجی کانواں والی سرکار کے پاس نہ آسکا۔ سائیں باتاں کا مزار گجرات کے محلے فیروز آباد بنایا گیا ہے۔ آج بھی ویران نظر آ رہا ہے۔

راقم کو ایک دن سرکار سائیں رانجھا صاحب نے فرمایا بیٹا میاں صاحب نے خوب فرمایا ہے۔

ولی اللہ تے تک کے بھانڈا پاندے خیر حضوروں
جے کر ہووے پاک غروروں تے پُر کر دیندے نوروں

......☆☆☆......

حاجی حاکم علی کو سرکار کا فیض دینا:

حاجی حاکم علی گورالہ کا نمبر دار تھا۔ وہ حاجی عبدالغنی کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان سے عربی لوگ جان پہچان رکھتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے پہلے حج کیا ہوا تھا۔ اس لیے وہ مجھے سارا دن زیارتیں کرواتے رہتے۔ عربی لوگ ان کی بہت دعوت کرتے تھے۔ وہ جس جگہ دعوت کھانے جاتے وہ مجھے بھی ساتھ رکھتے تھے۔ وہاں کے لوگ حاجی حاکم سے فرمائش کرتے تھے کہ آپ قرآن سنائیں۔ مکہ شریف اور مدینہ شریف میں عربی دعوت کرتے اور قرآن پاک کی تلاوت سنتے۔ جب آپ تلاوت فرماتے تو وہ لوگ بہت خوش ہوتے۔

حاجی عبدالغنی صاحب ان کی روز ٹانگیں دباتے اور پوچھتے تھے کہ عربی لوگ خود عربی پڑھنا بھی جانتے ہیں تو یہ آپ کو قرآن پاک سنانے کیلئے کیوں کہتے ہیں۔ حاجی حاکم علی صاحب یہ کہہ کر مجھے ٹال دیتے کہ حاجی صاحب اس بات سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہو۔ مجھے خدمت کرتے کرتے تقریباً دو ماہ گزر گئے میں نے اس بات کو پھر دوہرایا۔ میں نے کہا حاجی صاحب دو ماہ ہو گئے ہیں میں صرف ایک بات پوچھ رہا ہوں۔ مجھے اس بات کا جواب یا مزدوری دے دو۔ میں حاجی صاحب آپ کو دیکھتا تھا آپ تو گاتے رہتے تھے۔ پھر انہوں نے سچی بات بتائی کہ ہم پانچ بھائی تھے۔ چار بھائی کاشتکاری کرتے تھے۔ میں گانا گاتا تھا۔ کمہاروں نے زمین لینی تھی انہوں نے کہا نمبر دار صاحب آپ نے ہمارے ساتھ جانا ہے۔ کیونکہ ہم نے رجسٹری کرانی ہے۔

جب پیر ولایت شاہ کی مسجد سے گزر کر کچہری کی طرف جا رہے تھے اور مسجد میں بچے حافظ اپنا سبق یاد کر رہے تھے اور کچھ سنا رہے تھے۔ حاجی حاکم علی صاحب کہتے ہیں رجسٹری کروا کے پیر ولایت شاہ کے پاس آ گئے کہتے ہیں شاہ جی مجھے بھی قرآن پاک پڑھاؤ۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں اللہ کے بندے ہم نے قرآن پاک پڑھانے کیلئے مدرسہ کھولا ہوا ہے جس کا جی چاہے پڑھ لے، شاہ صاحب فرماتے ہیں صبح نہا کر صاف کپڑے پہن کر آ جانا۔ حاکم علی صاحب بتاتے ہیں میں صبح گیا اور ایک سال تک پڑھتا رہا۔ لیکن ایک پاؤ بھی نہ پڑھ سکا۔ حاکم علی صاحب بتاتے ہیں آخر کار شاہ جی نے ہاتھ جوڑے اور کہا نہ میرا دماغ کھا نہ اپنا وقت ضائع کر۔ میں رونا شروع ہو گیا۔ آدھا گھنٹہ روتا رہا، شاہ صاحب مجھے چپ کرانے لگے میں چپ ہو گیا۔ پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں بابا جی کانواں والی سرکار کے پاس جائیں۔ شاہ جی نے فرمایا جاتے وقت دل میں یہ سوچتے جانا میرے لیے دعا کرو۔ میں قرآن پاک پڑھ جاؤں۔ حاجی حاکم علی فرماتے ہیں میں نے سائیکل لیا اور سرکار کے پاس پہنچ گیا۔ سرکار بابا جی کے سامنے ایک لڑکا کھڑا تھا جس کے کندھے پر ایک تولیہ تھا۔ سرکار نے فرمایا پیچھے ہو جاؤ۔ حافظ آ رہا ہے۔ وہ لڑکا پیچھے ہو گیا۔ جس وقت میں سامنے آیا سرکار نے فرمایا جا چلا جا تجھے حافظ بنا دیا ہے۔ میں جاتے جاتے اسی وقت واپس آ گیا۔ شاہ جی نے مجھے دیکھا اور کہنے لگے بیٹا تم ابھی تک گئے نہیں ہو۔ میں نے شاہ جی سے کہا کہ میں گیا تھا۔ مجھے بابا جی نے کہا ہے کہ تجھے حافظ بنا دیا ہے۔ شاہ صاحب قرآن پاک لے آئے اور انہوں نے سولھواں سپارہ نکال کر کہا پڑھ میں نے پڑھ لیا۔ (29) انتیسواں سپارہ نکالا یہاں

سے سناؤ میں نے وہ بھی سنا دیا۔ پھر حاکم علی نے فرمایا یہ لوگ عربی تو ہیں یہ عربی بولتے ہیں پڑھتے نہیں۔ اور جو زیر زبر کے ساتھ پڑھتا ہوں یہ کبھی بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اس لیے یہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں ولی کامل کے منہ سے نکلے لفظ کیسے پورے ہوتے ہیں۔ وہ لڑکا جو پورا سال پڑھ رہا تھا ایک پاؤ بھی نہ پڑھ سکا ولی کے جملے نے اسے پورا حافظ بنا دیا۔

دو نمبر پیلی اینٹیں ایک نمبر پر

ایک سرکار کا مرید جلالپور کا ٹھیکیدار تھا۔ اس کے اینٹوں کے تین بھٹے تھے۔ اس کے بھٹہ میں اینٹ کچی یعنی پیلے رنگ کی رہ جاتی تھی۔ ایک دن وہ سرکار کے پاس آ گیا اور کہا سرکار میرے تین بھٹہ ہیں جو اینٹیں وہاں بناتا ہوں وہ پیلی رہ جاتی ہیں۔ سرکار دعا فرمائیں اینٹیں صحیح پک جائیں۔ سرکار نے کہا جب تک میں نہ کہوں آگ نہیں لگانی۔ پندراں دن گزرے گئے گورنمنٹ کو ضرورت پڑ گئی کیری مصالے کی پیلی اینٹیں جتنی بھی تھیں گورنمنٹ نے اول کے دام پر خرید لیں۔

طاعون کی بیماری اور سرکار کی نظر

1924ء میں طاعون کی بیماری پھیل گئی اس بیماری سے بہت سے لوگ مارے گئے۔ عبدالغنی کے باپ اور باباجی کے دو بڑے بھائی فضل دین اور نظام دین اپنے رشتے داروں کے پاس آئے۔ میری بہن کے مرنے پر غلام قادر کو کہا غلام قادر چھوہڑی نہ ڈالنا۔ یعنی لڑکی کی وفات پر چھوہڑی ڈالنے سے روک دیا۔ اصل میں یہ وبائی مرض ہے جس جگہ پہنچ جاتی ہے وہاں بڑی تیزی سے آدمی مرنا شروع ہو جاتے

ہیں۔ سرکار کے بھائی جو والد صاحب کے ماموں بھی تھے کہا پھوہڑی نہ ڈالنا۔ لڑکے کا کوئی حال نہیں۔ یعنی عبدالغنی کے بارے میں بات کی۔ ان دنوں میں بیمار تھا۔

عبدالغنی نے آدھی رات کو کڑاہی مانگی۔ (ان دنوں حلوے کو کڑاہی بولتے تھے) عبدالغنی نے کہا مجھے کڑاہی دو۔ اسی وقت انہوں نے مجھے حلوہ صرف دو چمچ دیا۔ مجھے گرمی کا جوش آیا میرے ناک میں سے خون شروع ہو گیا۔ آدھی رات کو نکسیر شروع ہو گئی۔ فجر تک گندا خون (زہر) نکسیر بن کر نکل گیا۔ بالٹی بھر گئی۔ صبح ہوئی تو سرکار کے پاس گئے اور سرکار نے پوچھا خیر تھی۔ جوان غازی چک رات کے 12 بجے کڑاہی ہو رہی تھی۔ رات کی بات کی انہوں نے سمجھا کہ لڑکا مر گیا ہے۔ اصل میں سرکار بات باطن میں کی تھی، ظاہر نہ کی، رات کے باراں بجے کڑاہی ہو رہی تھی۔ آگے بات نہ کی کہ لڑکا بچ گیا ہے۔ پھر سارے بن ٹھن کر آئے ہو میں پہلے بے ہوش تھا نکسیر رک گئی اور پھر ہوش میں آ گیا۔ مجھے تکیے کی ٹیک کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سائیں صاحب نے فرمایا تھا۔ رات کے بارہ بجے کڑاہی ہو رہی تھی۔ یہ بات سن کر چاچا جی نے کہا انہوں نے صحیح فرمایا۔ سرکار نے رات کے بارہ بجے کا ہی وقت تھا۔ جس وقت عبدالغنی کو کڑاہی دی تھی۔ اور نکسیر شروع ہوئی۔ اور لڑکا بچ گیا۔ اصل میں پیچھے سرکار کی نظر تھی۔ اور انہی کی دعا کا فیض تھا۔ لڑکا بچ گیا۔ دوسرا عمل یہ ہے کس طرح سرکار کی نظر اپنے رشتے داروں کی طرف رہتی تھی۔ گجرات میں بیٹھ کر اپنے بھائیوں کو غازی چک رات کا منظر بتا دیا۔

میں ربّ:

ایک دفعہ سرکار وجد میں آ گئے۔ آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور رنگ پھیکا پڑ گیا۔ قریب بہت زیادہ لوگ موجود تھے وہ ڈر گئے۔ یہ عصر کا وقت تھا سرکار کھڑے ہو گئے سرکار کا منہ بہت بڑا ہو گیا اور آنکھیں بھی بڑی ہو گئیں۔ اور سرکار کے منہ سے تین دفعہ آواز نکلی میں ربّ، میں ربّ، میں ربّ، آدھا گھنٹہ وجد رہا۔ جس وقت وجد ختم ہو گیا اور آپ نے کانے گننا شروع کر دیئے۔ ورد شروع کیا اور لوگوں نے یہ بات کہی سرکار کے منہ سے آواز نکلی میں ربّ، میں ربّ، میں ربّ۔ سرکار نے فرمایا میں نہیں تھا وہ آپ ہی ہو گا۔ پچاس سال سرکار کی کرامتیں ہوتی رہیں اور لوگ فیض یاب ہوتے رہے۔ جو بھی آپ کے در آیا وہ خالی نہیں گیا۔ جھولی بھر کے ہی گیا۔ آپ کی بڑی اُچی شان تھی آپ وقت کے بادشاہ تھے۔

سائیں نواب کا قتل سے بری کرنا (راوی سائیں محمد حسین)

سائیں نواب لویری والے کے رہنے والے تھے آپ سرکار کے مرید بھی تھے ان کی شادی گرجاکھ گوجرانوالہ میں ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی بیوی کو کسی گھریلو جھگڑے کی وجہ سے مارا تو وہ فوت ہو گئی آپ پر قتل کا کیس بن گیا۔ سائیں نواب بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے دور سے دیکھ کر فرمایا مار کے میرے پاس آ گیا ہے اب کہتا ہے بابا جی بچا لیو بابا جی بچا لیو۔ بابا جی نے فرمایا جا چھ ماہ آپ کو سزا دے دی ہے۔ جب جج آپ کو سزائے موت کی سزا سناتا تھا تو قلم چھ ماہ کی سزا لکھ دیتا۔ جج صاحب پوچھتے ہیں بھائی آپ کہاں سے آتے ہیں۔ سائیں نواب راقم

شریف فیاض کے دادا جان فرماتے تھے میں بابا جی کانواں والی سرکار کے پاس سے آیا ہوں۔ جج نے کہا بھائی جا چھ ماہ قید کاٹ اور چلا جا۔ اس طرح جو ولی کی زبان سے نکل جاتا ہے قلم وہی لکھتا ہے۔

پیر سید بگے شاہ کا حقہ بچانا

بگے شاہ صاحب بھروکی روڈ بستی قدرت آباد وزیر آباد میں رہتے تھے۔ راقم شریف فیاض کو بتاتے ہیں میں ایک دفعہ بابا روڈے شاہ وڈالہ چیمہ میلے پر گیا۔ وہاں میرا حقہ کوئی اُٹھا کر لے گیا۔ میلے پر حقہ چوری ہو گیا۔ بگے شاہ صاحب فرماتے ہیں میں بابے روڈے شاہ کو گالیاں نکالیں میرا حقہ چوری کرا دیا ہے۔ میرا حقہ چوری کرانے کیلئے بلایا تھا۔ حقہ نہ ملا تو میں واپس آ گیا۔

کچھ عرصہ بعد بابا جی کانواں والی سرکار کا گجرات شریف میلہ تھا۔ میں وہاں چلا گیا۔ وہاں جا کر میں نے حقہ میں پانی ڈالا، تمبا کو رکھا اور آگ رکھی اور پینے لگا۔ پیتے پیتے مجھے نیند آنے لگی بابا جی نے مجھے ہلایا ہوش کر، پھر مجھ پر نیند حاوی ہو گئی، پھر بابا جی نے ہلایا ہوش کر جوان، میں نے دیکھا مجھے پر پھر نیند آ گئی۔ ہاتھ میرا حقہ پر تھا۔ حقہ پکڑا ہوا تھا۔ ایک شخص کی نیت خراب ہو گئی تھی کہ میں حقہ اُٹھا لوں اس نے حقہ چوری کرنے کی نیت کی تھی بابا جی سرکار جب تیسری دفعہ میرا پاؤں پکڑ کر کھینچ کر کہا جب وہ حقہ لے کر چلا جائے گا۔ پھر مجھے گالیاں دے گا۔ اور چور حقہ اٹھانے والا ہے اس کی نیت خراب ہو گئی۔ ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کتنی مخلوق ہوتی ہے۔ جس کے گھر جاتے ہیں وہ ولی کیسا ہوتی ہے جو آدمی کی طرف دھیان رکھتا ہے۔ بگے شاہ وفات پا چکے ہیں ان کو خضری

کوٹ دفنایا گیا ہے۔

بچے کا سرکار کی دعا سے پیدا ہونا ایس ڈی او لگنا

راقم شریف فیاض وزیرآبادی ایک دن جمعہ کے روز دربار شریف پہنچے سرکار سائیں رانجھا صاحب فرماتے ہیں رات 12 بجے ایک آدمی آگیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا اس کے سر پر گٹھڑی تھی اور ہاتھ میں بکرے کی رسی کو پکڑے ہوئے تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ دن کو آجانا تھا وہ کہتا ہے میں کوئٹہ سے آیا ہوں۔ مجھے کیا علم تھا کہ میں گجرات کب پہنچوں گا۔ سرکار نے پوچھا جوان تیری کیا منت پوری ہوئی ہے۔

وہ آدمی کہنے لگا کہ میں فوج میں ملازم تھا میرا لڑکا فوت ہوگیا میں دربار آیا اور کہا باباجی میرا لڑکا فوت ہوگیا۔ دعا فرمائیں کہ مجھے لڑکا عطا ہو اور اس کی پہلی تنخواہ کا لنگر پکاؤں گا۔ میرا لڑکا ایس ڈی او واپڈا لگ چکا ہے اور اس کی پہلی تنخواہ آئی ہے۔ میں لنگر پکانے کیلئے آگیا ہوں۔

سرکار سائیں رانجھا صاحب فرماتے ہیں واہ جوان تیرے مانگنے پر آفرین اور دینے والے کی کیا بات ہے۔ وہ آدمی کہتا ہے سرکار میں 19 سال بعد دربار آیا ہوں۔ اس آدمی کے مانگنے کا حساب لگائیں وہ کیا مانگ گیا۔ ایک لفظ میں سرکار نے بھی پورا کیا۔ وہ لڑکا بھی مانگ لیا اس کی زندگی بھی مانگ لی اس کی تعلیم بھی مانگ لی اور اس کی نوکری بھی مانگ لی۔ یہ ہے ولی کی کرامت بیشک۔

آنے والے واقعہ کی پیشگی اطلاع دینا:

راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار:

حضرت پیر ولایت شاہ سرکار جب حج کر کے واپس تشریف لائے تو کچھ دنوں بعد کچھ لوگ قصبہ شادیوال سے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ آپ شادی وال آ کر خطاب کریں وہ لوگ بے دین ہو رہے ہیں اور ان کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ آپ نے آنے کا وعدہ کر لیا اور جب جانے لگے تو پہلے بابا جی کرم الٰہی سرکار کے پاس حاضری دی تو آپ نے فرمایا شاہ جی آج آپ میرے پاس رہو آپ نے اپنے باطنی روحانی تصرف سے پیشگی آنے والے واقعات دیکھ لیے تھے۔ اس لیے پھر کہا شاہ آج میرے پاس رہو۔ لیکن شاہ جی نے فرمایا بابا جی میں وعدہ کر چکا ہوں۔ سرکار نے فرمایا اگر آپ گئے تو اچھا نہیں ہوگا۔ آپ پر وہ لوگ ٹوکے اور کلہاڑی کے وار کریں گے۔ شاہ جی نے فرمایا بابا جی حضرت امام حسینؓ بھی دین کیلئے شہید ہو گئے تھے۔ اگر میں ہو گیا تو پھر کیا ہے۔ بابا جی نے فرمایا اچھا چلے جاؤ۔

جب تقریر شروع ہوئی تو شیعہ حضرات نے آپ پر وار کیا، آپ سر پر پگ پہنتے تھے جب انہوں نے وار کیا تو آپ کی دستار اور ٹوپی کٹ گئی اور آپ کے سر پر زخم آئے اور آپ شدید زخمی ہو گئے۔ آپ کو چارپائی پر ڈال کر ہسپتال لایا گیا جہاں آپ کا علاج کیا گیا اور آپ کی جان بچ گئی۔ اس طرح حضرت بابا جی کی بات درست ثابت ہوئی اور ہوتی بھی کیوں نہ آپ اللہ کے کامل ولی جو تھے۔

دوسر والا بچہ :

ضلع فیصل آباد میں تحصیل سمندری میں ایک عورت کے گھر بچہ پیدا ہوا۔ دائی نے دیکھا کہ بچے کے دو سر ہیں ایک اپنی اصلی جگہ دوسرا دائیں کندھے کے پاس، دونوں سر مکمل تھے۔ ماں بیہوش تھی جب ہوش آیا تو دائی نے تمام صورت حال بیان کی کہ بچے کے دو سر ہیں ماں پر تو جیسے غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں۔ اس نے رات کو منت مانی کہ اگر میرا بچہ ٹھیک ہو جائے تو میں اپنے بچے کو بابا جی کرم الٰہی سرکار کے در پر چھوڑ دوں گی۔ اللہ کی کرنی ایسی ہوئی جب صبح بیدار ہوئی بچہ صحیح سلامت دیکھا۔ جب بچہ سات سال کا ہو گیا منت پوری کرنے سرکار کی درگاہ تشریف لائی اور تمام ماجرا بیان فرمایا، بچہ تو ایک ہے تیرا خیال کون رکھے گا، پھر فرمایا تیری منت قبول کی اب ایک مہینہ یہ ادھر رہا کرے اور گیارہ مہینے تیرے پاس رہا کرے گا۔ اس بچہ کا نام رمضان تھا۔ سال میں ایک بار بابا جی کے پاس تشریف لاتا لوگ اسے سائیں جانی کہہ کر پکارتے تھے۔ بڑا خوبصورت جوان تھا۔ لمبی لمبی زلفیں تھیں۔ ایک مہینہ بابا جی کے پاس رہ کر واپس چلا جاتا۔

سکھ کی فریاد پوری کرنا: (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

اسی طرح تحصیل سمندری فیصل آباد کا ایک اور واقع ہے کہ وہاں ایک سکھ ولدار تھا۔ جس کا ایک بیٹا تھا۔ ایک دن وہ اپنے نوکروں کے ساتھ شہر کی سیر کر رہا تھا کہ اسے ایک حسین وجمیل سکھ عورت نظر آئی اور وہ اُس پر اپنا دل ہار بیٹھا جب گھر واپس آیا تمام واقع اپنے باپ کی خدمت میں عرض کیا وہ سکھ عورت ایک بہت بڑے رئیس

خاندان کی بیٹی تھی۔ بیٹے نے باپ کو مجبور کیا کہ رشتہ مانگے جب باپ نے رشتہ مانگا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور اس کی شادی دہلی میں ایک رئیس خاندان میں کر دی۔ شادی کا سن کر وہ تو جیسے پاگل ہو گیا اور دیوانوں کی طرح رہنے لگا۔

اچانک ایک دن اس کی ملاقات اسی اماں جی سے ہو گئی جو سائیں جانی کی والدہ تھیں اور تمام ماجرا بیان کیا انہوں نے فرمایا گجرات چلا جا اور بابا جی کرم الٰہی سرکار کے در پہ اپنا مدعا بیان کر واللہ خیر کرے گا۔ جب بابا جی کے در حاضر ہوا تو آپ اپنی گلّی میں تشریف فرما تھے۔ حاضر ہوا اور آپ کی ٹانگیں پکڑ لیں آپ کے پاس ایک ڈنڈا پڑا ہوتا تھا آپ نے اسے زور سے مارا اور کہا جا باہر کھیتوں میں بیٹھی ہے لے آؤ جب گیا تو کیا دیکھتا ہے سچ مچ وہ سکھ عورت جس کا نام جینا رانی تھا بیٹھی تھی اسے لیکر بابا جی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ہے اس سے پہلے وہ اس سکھ عورت سے پوچھتا ہے تو یہاں کیسے آئی وہ کہنے لگی میں اپنے گھر دہلی جانے کیلئے جا رہی تھی کہ ایک بابا جی نے مجھے بالوں سے پکڑا اور یہاں لے کر آئے وہ سکھ بولا وہ بابا جی اگر نظر آئیں تو پہچان لوگی وہ بولی کیوں نہیں جب دونوں بابا جی کے پاس آئے تو وہ بولی یہ تو وہی بابا جی ہیں۔ یہ سن کر بابا جی کرم الٰہی سرکار نے فرمایا جا سکھ عورت لا کر دی ہے اب ولایت شاہ کے پاس جا اور کلمہ پڑھ کے دونوں شادی کر لو۔

ڈی سی کا ڈھول بجانے سے روکنا اور اس سے سرکار کی ناراضگی:

جب ڈی سی گجرات کا تبادلہ ہوا اور نیا ڈی سی گجرات آیا تو ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ اس نے ڈھول بجنے کی آواز سنی ڈی سی کا گھر چونکہ دربار کے مغرب کی

جانب تھا۔ جمعرات کو باباجی کے ڈیرہ پر ڈھول بجتے تھے۔ لہٰذا جمعرات کا دن آیا اور ڈھول بجنے لگے۔ ڈی سی کی بیوی نے فون کیا یہ کیسے ڈھول بج رہے ہیں۔ انہیں بند کراؤ۔ ڈی سی صاحب نے ایس پی کو حکم دیا ایس پی نے ایس ایچ کو کہا کہ کچھ سپاہی بھیجو اور ڈھول بند کراؤ جب ڈھول بند ہوئے تو باباجی نے پوچھا ڈھول کیوں بند ہوئے تو سپاہیوں نے تمام معاملہ بیان کر دیا تو آپ نے فرمایا بادشاہ تو میں خود ہوں جاؤ ہم نے ڈی سی کا تبادلہ کر دیا ہے۔ جب ابھی سپاہی تھانے ہی پہنچے تھے کہ ڈی سی کے تبادلے کا تار آ گیا تھا۔ اتنی اچانک تبدیلی پر وہ بہت حیران ہوا اس نے ایس پی سے تمام ماجرا بیان کیا تو ایس پی نے کہا آپ نے ڈھول جو بند کروا دیئے تھے۔ لہٰذا باباجی نے کہا ہے کہ میں نے اس کا تبادلہ کر دیا ہے۔ ڈی سی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور دونوں میاں بیوی سرکار کے پاس آئے اور معافی مانگی جس پر سرکار نے فرمایا چلو ہم نے تمہارا تبادلہ روک دیا ہے۔ ابھی وہ گھر پہنچا ہی تھا تار آیا ہوا تھا کہ آپ کا تبادلہ فی الحال روک دیا گیا ہے۔

کنویں کا پانی دودھ بن گیا: (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

کوٹ امیر حسین ایک قصبہ ہے جو حافظ حیات کے قریب ہے۔ جہاں آج کل گجرات یونیورسٹی واقع ہے۔ وہاں قوم گجر کے افراد کا آپس میں جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجہ میں ایک گجر مارا گیا جس نے اس کو مارا تھا۔ اس کو سزائے موت ہو گئی جسے سزائے موت کا حکم ہوا وہ ماں باپ کا اکیلا بیٹا تھا۔ گھر والے سخت پریشان اور غمگین تھے کہ کسی نے اس لڑکے کی ماں سے کہا کہ کرم الٰہی سرکار کے پاس جاؤ اور وہاں اس مٹکے

سے پانی پینا جو سرکار کے پاس رکھا ہوتا ہے جب تم پانی پینے لگو گی تو سرکار تم کو منع فرمائیں گے کیونکہ سرکار کسی کو وہ پانی نہیں پینے دیتے۔ وہ سرکار کے پاس آئی اور ایسے ہی کیا سرکار نے منع کیا تو پیچھے ہٹ گئی۔ تقریباً 10 منٹ بعد پھر ایسا کرنے لگی تو بابا جی نے پھر منع کر دیا۔ آخر تیسری بار ایسا کرنے لگی تو سرکار نے پھر منع کر دیا یہ سن کر کہنے لگی چاٹی میں کون سا دودھ ہے جو آپ منع کر رہے ہیں۔ سرکار نے کہا دیکھو تو سہی دودھ چاٹی میں ہے یا کنویں میں ہے۔ یہ سن کر جب تمام لوگ جو وہاں موجود تھے، انہوں نے جب کنویں پر جا کر دیکھا تو پانی دودھ بن چکا تھا۔ یہ صبح 10 بجے کا وقت تھا دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف دھوم مچ گئی جب یہ بات ایس پی اور ڈی سی کو پتہ چلی تو 4 بجے کے قریب وہ بھی آ گئے ان کے ساتھ ڈاکٹر بھی تھا۔ جب ڈاکٹر نے معائنہ کیا تو وہ خالص دودھ تھا جب ڈی سی کو ثابت ہو گیا کہ یہ دودھ ہے تو اس نے کہا کل 10 بجے کنویں کی نیلامی ہو گی۔ دوسرے دن تقریباً 9 بجے وہ دودھ لسی بن گیا پھر آہستہ آہستہ پانی میں تبدیل ہو گیا۔ اس واقعہ کے ہزاروں آدمی چشم دید گواہ تھے۔ بات کہاں کی تھی اور کہاں نکل گئی وہ عورت جس نے سرکار کے گھڑے کا پانی پینا چاہا تھا اور طنزاً کہا تھا کہ اس میں کون سا دودھ ہے اور اس کی بات سن کر سرکار کی زبان سے جو الفاظ نکلے اللہ نے انہیں ویسے ہی پورا کر دیا نہ صرف پانی دودھ بن گیا بلکہ اس عورت کا بیٹا بھی بری ہو گیا۔

اس واقعہ کو انگریز نے جو موقع پر موجود تھے انگلینڈ جا کر اپنی ڈائری میں بھی درج کیا۔

لڑکے کا بخار اترنا:

امرتسر میں ایک ڈاکٹر رہتا تھا اس کا بیٹا بیمار ہو گیا ایسا بیمار ہوا کہ ٹھیک ہونے کا

نام ہی نہ لیتا تھا۔ بڑے علاج کیے ڈاکٹروں کو دکھایا لیکن مرض دور نہ ہوئی وہ اپنے بیٹے کو ایک صحت افزا مقام جو ہندوستان میں واقع ہے اور جس کا نام ہے۔ ڈھلوزی وہاں بھی اس نے اسے رکھا پھر ایک سال مری میں بھی بیٹے کو لے گیا لیکن افاقہ نہ ہوا اس کے ہمسایہ میں ایک سکھ خاندان رہتا تھا وہ سکھ خاندان حضرت بابا جی کرم الٰہی سرکار سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ انہوں نے جب دیکھا لڑکا دن بدن سوکھتا جا رہا ہے۔ آخر ایک دن ڈاکٹر صاحب نے اسے گجرات میں بابا جی کرم الٰہی سرکار کے پاس لے جانے کا کہا ٹھیک ہو جائے گا۔ مگر اس نے خاص توجہ نہ دی اور کہا جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے۔ عقیدۃً وھابی مسلک رکھتا تھا۔ آخر گھر والوں کے مجبور کرنے پر کہ بچہ مرا جا رہا ہے۔ ایک دفعہ بابا جی کے پاس جا کر بھی دیکھ لو۔

بچے کو گاڑی میں ڈالا اور گجرات بابا جی کے ڈیرے پر آ گئے۔ بڑا رویا کہ ایک ہی بیٹا ہے جب بابا جی نے بات سنی تو کہا ڈاکٹر صاحب سے کہا بخار کو کہو میرے بیٹے کو چھوڑ دے اور کیکر پر چڑھ جاؤ بابا جی جہاں بیٹھے تھے وہاں کیکر کا درخت تھا اسے یہ بات عجیب لگی آپ نے پھر فرمایا بخار کو کہو بیٹے کو چھوڑ دے اور کیکر پر چڑھ جائے۔ آخر اس نے ایسا ہی کہا تو کیا دیکھتا ہے۔ اس کا بیٹا ٹھیک ہونے لگا اور درخت کی شاخیں سوکھنے لگیں۔ یہ کرامت دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور کچھ دنوں بعد پھر آیا ڈھول بجوائے، دیگیں پکوائیں اور عقیدہ اہلسنت والجماعت کا دل سے قائل ہو گیا۔

محمود شاہ کا پٹواری لگنا: (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

قصبہ جمالپور کے ایک شاہ صاحب تھے جنکا نام تھا محمود شاہ، ان کے والد فوج

میں صوبیدار تھے۔ایک دن وہ چھٹی لیکر گھر آئے اور اپنے بیٹے محمود شاہ سے پوچھا تم نے میٹرک پاس کرلی ہے یا نہیں۔اس نے کہا وہ میٹرک پاس کر چکے ہیں۔یہ سن کر ان کے والد صاحب نے کہا اچھا کل ڈی سی صاحب سے مل کر تمہیں پٹواری لگا دیتے ہیں مگر ایک بات یاد رکھنا جانے سے پہلے باباجی کرم الٰہی کو مل کر ان کی دعا لے کر جائیں گئے۔جب صبح تیار ہوکر گھر سے نکلے تو محمود شاہ نے دیکھا باباجی راستے میں بیٹھے کانوں پرورد کررہے ہیں۔انہوں نے اپنے والد صاحب سے کہا باباجی تو راستے میں ہی بیٹھے ہیں۔پاس گئے سلام کیا، باباجی نے فرمایا تم نے مجھے یاد کیا تھا اس لیے چلا آیا ہوں۔ہم کو جو بھی یاد کرتا ہے ہم اس کے گھر آ جاتے ہیں۔ پھر کہا ہم نے محمود شاہ کو پٹواری لگا دیا ہے مگر محمود شاہ اتنا خیال رکھنا لوگوں کا چمڑا نہ اُتارنا۔آپ کی دعا کے مطابق محمود شاہ صاحب پٹواری لگ گئے۔ بڑے نیک سیرت انسان تھے۔سب کا خیال رکھتے۔اس وقت زمین کا فرد نکلوانے کی فیس ایک آنہ تھی۔شاہ صاحب اتنے امیر تھے کہ جو بھی آتا اس کی مدد کرتے اگر کسی کے پاس پیسے نہ ہوتے تو خود ادا کر کے فرد نکلال دیتے۔آپ کی نیک نیتی سے متاثر ہوکر حکومت نے ان کو ایک مربع زمین بھی انعام کے طور پر دی۔یہ سب کچھ ایک مردِ کامل کی دعا سے ہی ہوا۔

ساہنسی کا مسلمان ہونا: (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

باباجی کرم الٰہی سرکار کے بڑے بھائی کا نام نظام دین تھا۔ان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جمال دین اور دوسرے کا نام سردار تھا۔اور سردار کے بیٹے کا نام سائیں رانجھا سرکار تھا۔سائیں رانجھا سرکار کا نام باباجی نے واگی رکھا ہوا تھا ایک بار ساہنسی

ایک خانہ بدوش قبیلہ ہے جس کے لوگ غیر مسلم ہوتے ہیں) آپ کی زمین پر شکار کھیلنے آیا۔ شکار کھیلنے کے بعد اس نے اپنا کتا اور جو شکار کیا تھا دوسرے ساہنسی ساتھیوں کو دیا اور کہا میں باباجی کرم الٰہی سرکار کو سلام کر کے آتا ہوں۔ جب وہ سرکار کی خدمت میں پہنچا تو سرکار نے واگی کو (جو سائیں رانجھا کا نام تھا) کہا کہ حقہ میں پانی اور تمبا کو رکھ کے لے آؤ۔ کیونکہ محمد دین آرہا ہے۔ سرکار نے جس کا نام محمد دین رکھا وہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا جب وہ آ گیا باباجی نے کہا آ بھائی محمد دین حقہ پی لے اور واگی کو کہا حقہ دونوں ہاتھوں سے پکڑو سب لوگ حیران تھے۔ کہ سرکار اپنا حقہ محمد دین کو پینے کیلئے دے رہے ہیں۔ جب اس نے پہلا کش لگایا تو کہا پہلے مجھے کلمہ پڑھادیں آپ نے کہا ہم نے جو کرنا تھا کر دیا ہے باقی کام اب ولایت شاہ کا ہے۔ ولایت شاہ کے پاس جاؤ اور کلمہ پڑھ لو وہ ساری زندگی پیر ولایت شاہ کے پاس رہا۔ نعتیں پڑھتے رہتے ایک کش حقہ کا لگانے سے اس کی زندگی بدل گئی۔

مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا: (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

ایک بار حضرت باباجی کرم الٰہی سرکار دربار شاہ جہانگیر سے واپس آرہے تھے راستے میں ایک وھابی بیٹھا تھا اس کا نام محمد دین تھا۔ اس نے سرکار کو آتے دیکھا تو سرکار کی برائی شروع کر دی کہ بے نماز چلا آ رہا ہے اس کے پاس سائیں نتھو بیٹھا تھا اس نے کہا سرکار آرہے ہیں میں تو یہیں کھڑا ہوں تم نے جانا ہے تو چلے جاؤ۔ کیونکہ باباجی میرے مرشد پاک ہیں اسی اثناء میں سرکار بھی قریب آگئے وہ وھابی جو سب کو جانے کا کہہ رہا تھا خود سب سے پہلے کھڑا ہو گیا۔ باباجی نے اس کو دیکھتے ہی کہا میں نماز نہیں

پڑھتا تو تم بتاؤ تم نماز کہاں پڑھتے ہو اس کے بعد سرکار نے اس وھابی کو کہا ہم نماز مسجد اقصیٰ میں پڑھتے ہیں۔ جس وقت پنج تن پاک کی سواری تشریف لاتی ہے۔ ہم سارے فقیر وہاں اکٹھے ہوتے ہیں میں نے تم کو دونوں جگہ نہیں دیکھا تم بتاؤ تم نماز کہاں پڑھتے ہو۔ اصل میں سرکار کو اس وھابی کی باتوں کا علم ہو گیا تھا۔ اس کے سوال کا جواب دینے کیلئے آپ نے یہ الفاظ ادا کئے۔ اس بات سے آپ کے مقام ولایت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح وہ وھابی دوسروں کو جانے کا کہہ رہا تھا اور خود ہی آپ کے استقبال کیلئے کھڑا ہو گیا۔

سرکار کا چڑیل نکالنا (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

ایک دفعہ شاہ جہانگیر کا میلہ تھا۔ بعض دفعہ لوگ بابا جی کرم الٰہی سرکار کے پاس میلے سے پہلے تو کبھی میلے کے بعد حاضر ہوتے تھے۔

میلے کے دنوں میں ایک دفعہ ایک آدمی سرکار کے پاس سرگودھا سے آیا اور جہاں سرکار بیٹھے تھے اس کے قریب شہتوت کا درخت تھا اس کے نیچے بیٹھ گیا اور عرض کی میرے چھوٹے بھائی کو چڑیل پکڑ رکھا ہے۔ بہت سے پیروں فقیروں کے پاس لیکر گیا ہوں لیکن وہ ٹھیک نہیں ہوا۔ یہ بات سن کر لوگوں نے کہا جہاں تم آ گئے ہو وہاں اب چڑیل نہیں ٹھہرے گی۔ تم اپنے بھائی کو بابا جی کرم الٰہی سرکار کی خدمت میں لیکر آؤ۔ اس وقت سرکار بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ اس نے اپنے بھائی کا بازو پکڑا اور سرکار کے سامنے پیش کر دیا۔ جس وقت بابا جی نے اس کو دیکھا تو وہ غش کھا کر بے ہوش ہو گیا۔ اور زمین پر گر پڑا اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور وہ اوں اوں

کرنے لگا۔ جب آدھا گھنٹہ گزر گیا تو سرکار اُٹھے اور ایک ہاتھ میں اس کی ٹانگیں اور ایک میں اس کے بازو پکڑ کر اسے الٹا لٹا دیا اور اس کی پشت پر زور زور سے اپنی ٹانگ سے ٹھوکریں مارنے لگے اور کہنے لگے اس کو چھوڑ دے اور چلی جا پھر سرکار نے کانے جو پکڑے اور ورد شروع کر دیا لوگ لڑکے کو اُٹھا کر شہتوت کے نیچے لے گئے۔ پانی پلایا گیا پھر اسے ہوش میں آ گیا۔ اُس کے بھائی نے کہا اگر اس چار جمعرات کچھ نہ ہوا تو میں ایک بھینس ایک سوٹ اور پانچ سو روپے لیکر آؤں گا۔ چار جمعرات گزر گئی لیکن وہ لڑکا ٹھیک رہا اور حسب وعدہ بھینس سوٹ اور پانچ سو روپے لیکر حاضر خدمت ہوا۔ سرکار کے پاس اس وقت ایک غریب آدمی کھڑا تھا۔ 500 روپے آپ نے اس کو دے دیئے اور کہا جاؤ اور 500 جو تم نے سود دینا ہے وہ دے دو۔ یہ نکتہ بھی آپ کی ایک کرامت ظاہر کرتا ہے۔

مال کی حفاظت کرنا: (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

وزیر آباد کے علاقہ کا قوم آرائیں کا ایک شخص تھا جس کا نام خوشی محمد تھا وہ سرکار سے بے پناہ عقیدت رکھتا تھا اور ہر جمعرات کو سرکار کے پاس حاضری کیلئے آتا۔ ایک دفعہ ڈیرہ پر بیٹھا تھا کہ دو آدمی آئے اور کہنے لگے ہم نے حقہ پر آگ رکھنی ہے۔ اسے آدمی مشکوک سے لگے کہنے لگا۔ آگ رکھ لو مگر بری نیت نہ رکھنا میرے مال مویشی کے متعلق کیونکہ انکار رکھوالا بہت سخت ہے۔ انہوں نے رات کو وہ آگ واپس رکھ دی اور اس کی بھینس کھول لی۔ خوشی جب ڈیرے پر آیا اور دیکھا کہ مال چوری ہو چکا ہے۔ اس نے سب سے کہا مال کو تلاش کرو لیکن لوگوں نے کہا اس وقت رات کو کہاں تلاش

کریں۔ صبح ہوئی تو بابا جی کرم الٰہی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا غم نہ کر مال تیرا نہیں میرا چوری ہوا ہے کیونکہ تم نے میرے حوالے کیا تھا۔ چوروں نے دریا پار کیا اور علاقہ پاہڑیانوالہ کے قریب ایک تھانہ تھا اس کے قریب سے گزرے تم لوگ ذرا ٹھہرو میں روٹیاں لے کر آتا ہوں۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا تھانے کے قریب بھینس اور آدمی دیکھ کر پولیس نے شک کی بنا پر تفتیش کی اور کچھ دباؤ ڈالا تو وہ مان گئے کہ مال چوری کا ہے۔ جو علاقہ وزیر آباد سے چوری کیا ہے۔ پولیس نے ان کے بتانے کے مطابق وزیر آباد خوشی محمد سے رابطہ کیا وہ تھانے گیا تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا تم مال کی دوگنی رقم لے لو لیکن کہہ دو کہ مال میرا نہیں اس نے کہا میرا جو رکھوالا ہے اس سے پوچھ لوں جب اس نے بابا جی سے پوچھا آپ نے فرمایا ان کو کہو میرا رکھوالا بڑا سخت ہے۔ آئندہ جرأت نہ کرنا مال کھولنے کی اور نہ میں معاف کروں گا نہ پیسے لینے ہیں۔ انہوں نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے اس طرح ان چوروں کو جیل ہوگئی۔

تربوز اور خربوزہ سے بیٹا بیٹی عطا کرنا:

آپ کے بڑے بھائی نظام دین کی بیوی کا ایک بھائی تھا۔ جس کا نام اللہ جوایا تھا۔ اس کا ایک بیٹا جس کا نام خوشی تھا۔ خوشی بڑا خوبصورت جوان تھا۔ دس سال گزر گئے تھے شادی کو لیکن اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ اس کی بیوی 10 سال باقاعدگی سے بابا جی کرم الٰہی سرکار کی حاضری دینے آتی رہی۔ ساتھ بھینس کے گوبر کے اوپلے کچھ باجرہ مکئی بھی لاتی اور کنوؤں کو ڈال دیتی۔ دس سال گزر گئے ایک دن

سرکار نے فرمایا۔ تیرے گھر اولاد نہیں ہے۔ پھر پاس پڑا تربوز دیا اور فرمایا یہ کھا لینا اللہ بیٹا عطا کرے گا اور اس کا نام فقیر محمد رکھنا پھر دھیان پڑا تو ایک خربوزہ بھی پڑا نظر آیا فرمایا یہ بھی لے جا اللہ لڑکی بھی عطا کرے گا۔ اس طرح اللہ نے اس کو وہ تربوز اور خربوزہ کھانے کے باعث بیٹا اور بیٹی عطا کیے۔

جن نکالنے کا انوکھا طریقہ:

شہر کے آرائیوں نے بابا جی کرم الٰہی سرکارؒ کے بارے میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ کرم الٰہی کاشت کاری کرنے سے بچنے کیلئے سائیں بن گیا ہے۔ بہت کڑی تنقید بابا جی پر کی اور کہا یہ کام چور ہے۔ جب بابا جی کو یہ بات معلوم ہوئی تو بہت ناراض ہوئے بعد میں ان آرائیوں کے بیٹے بیٹیوں کو جن چمٹنا شروع ہو گئے۔ کہتے ہیں بابا جی کے پاس سوا لاکھ جنات کے دیہات قبضہ میں تھے۔ سرکار نے ان کو کہا اور وہ ان کے بچوں سے چمٹ گئے۔ ان میں ایک آدمی ایسا تھا جو آپ سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس کی بیٹی کو بھی جن چمٹ گیا حاضر ہوا اور دعا کیلئے عرض کیا آپ نے فرمایا کماد کے کھیت میں جا اور ایک گنا لیکر آؤ جب لے آیا تو آپ نے کہا یہ گنا اپنی بیٹی کو دو اور اُسے کہو اسے چھیل کر چوس لے جب اس نے گنا استعمال کیا تو ٹھیک ہو گئی۔

جب یہ بات دوسرے لوگوں کو پتہ چلی تو وہ بھی حاضر ہوئے اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائے اور انہوں نے بھی گنے چوسے تو ٹھیک ہو گئے جب یہ کرامت آپ کی برادری کے لوگوں نے دیکھی تو انہیں یقین آیا کہ آپ کامل ولی اللہ ہیں۔

لاہور کے طلبہ کا امتحان میں کامیاب ہونا:

لاہور کے تین لڑکے یونیورسٹی میں پڑھتے تھے ان میں ایک ایس پی ایک ڈی سی اور ایک جج کا بیٹا تھا۔ ان کے پیپر امتحان میں بڑے برے ہوئے تھے اور بڑے پریشان حال سرکار کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور دعا کیلئے عرض کیا آپ نے ان کو دیکھ کر منہ دوسری طرف موڑ لیا وہ دوسری جانب گئے آپ نے پھر منہ موڑ لیا تیسری مرتبہ کرنے پر آپ نے ڈانٹ کر کہا ایک جگہ کھڑے رہو۔ سارا وقت ہیرا منڈی میں گزارتے ہو اب میرے پاس آ گئے ہو۔ اب کھڑے رہو۔ تمہارا ہی کام کر رہا ہوں۔ پھر فرمایا جاؤ پاس کر دیا ہے۔ وہ پاس ہونے کے بعد ڈھول باجے اور دیگیں لے کر حاضر خدمت ہوئے۔

حفاظت کرنے کا انوکھا طریقہ (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

مدینہ سیداں کے ایک شاہ صاحب تھے جن کا نام سید فضل شاہ تھا۔ وہ آپ کے بڑے عقیدت مند تھے ان کی بھینس نے بچہ دیا تو دودھ لے کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دودھ کوؤں کو ڈال کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا جناب دشمن سونے نہیں دیتے آپ نے ہل کا وہ سرا جسے پنجابی میں گرڑ کہتے ہیں دیا اور کہا اس کی حفاظت تم کرنا یہ تمہاری حفاظت کرے گی۔ دن میں اس کو چھپا دینا۔ رات کو مال مویشی کے پاس رکھ دینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا ایک رات چور آئے اور انہوں نے بھینس چوری کی جب باہر لائے وہ بھینس کی بچی بن چکی تھی۔ جسے پنجابی میں کٹی کہتے ہیں۔ پھر گائے لے کر آئے وہ گائے کا بچہ بن گیا جسے پنجابی میں وچھا کہتے ہیں۔ ان کو پتہ چل

گیا کہ ان کا رکھوالا بڑا سخت ہے۔ یہاں چوری نہیں کی جا سکتی۔ یہ آپ کی ایسی کرامت تھی کہ لوگ حیران تھے کہ ہل کا کڑ مویشیوں کی رکھوالی کرتا ہے۔ اور کسی چور کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ چوری کر سکے۔

پیر جماعت علی شاہ کا دعا کیلئے حاضر ہونا (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

پیر جماعت علی شاہ صاحب جو علی پور سیداں کے رہنے والے تھے۔ ایک ولی اللہ ہو گزرے ہیں جن کے خلیفہ پیر سید ولایت شاہ صاحب ہیں۔ ایک دفعہ ولایت کے مقام پر فائز ہونے سے پہلے حاضر ہوئے اور دعا کیلئے عرض کی بابا جی کرم الٰہی سرکار نے بات سن کے کہا آپ نے ولی بننا ہے۔ یا عالم بننا ہے۔ انہوں نے کہا عالم بھی بننا ہے ولی بھی آپ نے فرمایا جاؤ دونوں بن گئے ہو اس طرح بابا جی سرکار کی نظر کرم سے وہ مقام ولایت پر فائز ہوئے۔

لڑکے کا جج بننا (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

ایک کالج میں تین لڑکے پڑھتے تھے ان میں سے ایک روز بابا جی کے پاس آتا اور دو آٹھ دنوں کے بعد آتے۔ جب امتحان دیا تو انہیں اندازہ ہوا کہ وہ پاس نہیں ہوں گے۔ جب یقین ہو گیا کہ پاس نہیں ہوں گے دعا کہ درخواست کی جو روز آتا تھا۔ آپ نے اسے کہا جا میں نے تجھے جج بنا دیا ہے۔ ہائی کورٹ کا وہ پاس ہوا اور ہائی کورٹ کا جج لگ گیا۔ جج بننے کے بعد اس نے ڈی سی کو فون کیا کہ بابا جی کے ڈیرے کی جانب جانے والی سڑک بناؤ۔ وہ جج بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کے الفاظ کی لاج رکھتا ہے ایسے ہی آپ کی دعا

سے وہ لڑکا جج بنا۔

سرکار کا بھانجا اور چوری کا واقعہ: (راوی حاجی عبدالغنی)

بابا جی سرکار کا ایک بھانجا تھا جو ریلوے میں ملازم تھا۔ پشاور سے مچنی کا فاصلہ تقریباً 2 سو میل ہے وہاں اور بھی لوگ کام کر رہے تھے۔ مگر وہاں جو بھی کام کیلئے جاتا۔ پٹھان اس کو مار کر بھگا دیتے۔ ایکسین نے کہا کہ غلام قادر کو بھیجو، غلام قادر بابا جی کا بھانجا تھا۔ آپ نے کہا اکیلا نہیں جاؤں گا اگر گیا تو 60 آدمی ساتھ لے کر جاؤں گا یوں آپ نے اپنے چار بھتیجے اور دوسروں گاؤں سے چن چن کر 60 آدمی لیے اور چلے گئے۔ اصل میں وہاں ایک ریلوے پُل بن رہا تھا۔ آپ آدمی لیکر گئے اور کام شروع کر دیا۔ پٹھان پھر آئے لیکن اس مرتبہ کامیاب نہیں ہوئے۔ گھر سے نکلتے وقت آپ نے گھر کو اللہ اور بابا جی کرم الٰہی سرکار کے سپرد کیا اور وہاں تقریباً 3 سال رہے۔ آپ کے پیچھے گھر میں 3 دفعہ چور آئے اور انہوں نے دیوار توڑ کر چوری کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ جب بھی چوری ہوتی گھر والے آپ کو خط لکھتے۔ اللہ کی کرنی ایسی ہوئی 3 سال بعد خط ملے اور آپ خط پڑھ کر سرکار کے پاس آئے اور تمام حالات بیان کیے۔ سرکار نے فرمایا غلام قادر چور آتے ہیں مگر تیری کوئی چیز چوری نہیں کر سکتے۔ پھر فرمایا جب وہ آتے ہیں تو اندھے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا جا جہاں جانا ہے تیرا محافظ اللہ اور میں خود ہوں۔ پھر بابا جی سرکار کا وصال ہو گیا اور وصال کے بعد پھر چور آئے اور بھینس لیکر گئے۔ مگر خود ہی واپس چھوڑ گئے۔ بات یہ ہے کہ بابا جی سرکار نے کہا تھا کہ غلام قادر تیرا محافظ اللہ اور میں خود ہوں تو پھر چور چوری کیسے کر سکتے تھے۔ اس طرح آپ کے گھر

سات دفعہ چوری ہوئی مگر چور خود ہی مال واپس کر جاتے تھے۔

قاتل نظر نہ آنا

گجرات سے جلالپور صوبتیاں کوئی 30 کلو میٹر ہو گا اس کے قریب ایک گاؤں کریرہ ہے۔ وہاں کا ایک قوم گجر کا ایک آدمی تھا جس کا نام فضل داد تھا۔ اس کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور اسے پولیس نے پکڑ لیا۔ پولیس اسے پکڑ کر لے جا رہی تھی۔ جب پولیس بابا جی سرکار کے ڈیرہ کے قریب پہنچی تو اتفاق سے وہ بھاگ نکلا اور بابا جی سے پناہ طلب کی کہ حضور میرے پیچھے پولیس لگی ہوئی ہے آپ میری مدد فرمائیں۔ بابا جی کے قریب ایک مٹی کا برتن پڑا تھا جسے پنجابی میں دَور کہتے ہیں۔ آپ نے وہ اُلٹا کر کے سر پر رکھ دیا اور گجر سے کہا اب بیٹھے رہو کچھ نہیں ہو گا۔ اسی اثناء میں پولیس بھی وہاں پہنچ گئی۔ اب پولیس اور وہ قاتل آمنے سامنے تھے۔ لیکن پولیس کو وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ پولیس اسے تلاش کر کے تھک گئی لیکن وہ نہ ملا اور وہ آدمی جس کا نام فضل داد تھا اس واقعہ کے بعد تمام زندگی بابا جی سرکار کے پاس ہی رہا۔

بیل کا فریاد کرنا:

بابا جی سرکار کے بھائی ایک دفعہ کام کاج کیلئے بیل لے کر آئے۔ بیل بڑا خوبصورت تھا مگر مارتا تھا ایک بار اس نے اس آدمی کو مارا جو کام کرتا تھا۔ اس آدمی نے دل میں نیت کر لی کہ میں 8 دن بعد اس کا چم یعنی اس کی کھال اُتروا دوں گا۔ یعنی ذبح کر دونگا۔ وہ بیل سے کام لیتا اور اسے باندھ دیتا اور چارہ بھی نہ ڈالتا۔ ایک دن آپ کے بھائی کا بابا جی کے سامنے سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا ہم رات کو بارگاہ الٰہی میں

جاتے ہیں تو وہاں تیرا بیل فریاد لیکر کھڑا ہوتا ہے۔ پتہ کرو کیا بات ہے جب انہوں نے نوکر سے پوچھا تو اس نے تمام بات بتادی یوں آپ کی وجہ سے وہ بیل بچ گیا۔

زمین کا فیصلہ حق میں ہونا: (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

تخت ہزارے کا ایک جاگیر دار تھا جس کا نام سلطان علی تھا۔ وہ 50 مربعوں کا مالک تھا۔ 10 مربعوں میں ایک کاشتکاری کرتا تھا اور باقی 40 مربعے ویران بنجر پڑے تھے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کے علاقہ سے نہر نکلی اور اس کی تمام زمین کاشت کے قابل ہوگئی۔ جب کاشتکاری کیلئے ہل چلانے لگا تو وہ لوگ جو وہاں مویشی چرایا کرتے تھے انہوں نے ہل روک دیا اس نے عدالت دعویٰ دائر کر دیا کہ زمین میری ہے۔ دعویٰ اس کے حق میں ہو گیا۔ ان تمام لوگوں نے پیسے اکٹھے کیے اور سیشن جج کے آگے اپیل کر دی اور اسے رشوت دی۔ جس کی وجہ سے اس کا دعویٰ خارج ہو گیا اس نے پھر دعویٰ ہائی کورٹ دائر کیا۔

ایک دن ہائی کورٹ جا رہا تھا کہ اسے راستے میں ایک آدمی ملا اور اس نے کہا پریشان نہ ہوں آپ گجرات جائیں۔ ہائی کورٹ اصل میں گجرات لگی ہے اور بابا جی کرم الٰہی سرکار کو بتا جب وہ گجرات پہنچا اور بابا جی سے ملنے آیا تو خاموشی سے کھڑا رہا آپ نے دیکھا اور فرمایا جا فیصلہ تیرے حق میں کر دیا ہے۔ وہ ہائی کورٹ گیا اور دیکھا فیصلہ اس کے حق میں ہو گیا ہے۔ پھر جب تک زندہ رہا ہر میلے پر 21 دیگیں پکاتا تھا اور ہر اتوار سوموار اور منگل کو 7 دیگیں پکاتا تھا۔

شیر اور سانپ کی آمد (راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار)

ایک دفعہ سرکار باباجی کرم الٰہی سرکار اپنے ڈیرہ پر بیٹھے تھے کہ ایک سید گھوڑے پر بیٹھا آ گیا اور آ کر کھڑا ہو گیا۔ سارے لوگ اس کو سلام کرنے لگے سرکار نے فرمایا اگر تم سید ہو تو کوئی کرامت دکھاؤ وہ گھوڑے سے اترا اور کچھ بھی نہ کر سکا۔ یہ دیکھ کے سرکار نے فرمایا ان لوگوں سے جو وہاں موجود تھے ڈرنا نہیں اور کیا دیکھتے ہیں۔ اندر گلّی سے ایک شیر نمودار ہوا اور تمام لوگوں کے گرد چکر لگا کر اندر چلا گیا پھر ایک سانپ نمودار ہوا اور وہ بھی تمام لوگوں کے گرد چکر لگا کر اندر غائب ہو گیا۔ اس واقعہ سے اصل میں لگ یہ رہا ہے کہ باباجی سرکار اس سید صاحب کا غرور توڑنا چاہتے تھے یا یہ بتانا چاہتے تھے کہ یہ سید نہیں ہے باقی اصل معاملہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔

سیالکوٹ کے جادوگر کا آنا

ایک دفعہ سرکار باباجی کرم الٰہی سرکارؒ بیٹھے کانوں پر ورد کر رہے تھے کہ علاقہ سیالکوٹ کا ایک جادوگر ادھر آ نکلا۔ اس کی زلفیں سرخ داڑھی بھی سرخ کی ہوئی تھی، خوبصورت لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں چھڑی پکڑی ہوئی تھی اور آ کر سرکار کے سامنے اور ارد گرد ایک لکیر کھینچ دیتا ہے اور کچھ پڑھ کر چلا جاتا ہے۔ یہ کوئی صبح 10 بجے کے قریب کا وقت تھا۔ جب بارہ بجے کے قریب وقت ہوا لوگ آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ سرکار کانوں پر ورد کر رہے ہیں۔ نہ کچھ بولتے ہیں۔ اصل میں وہ آپ پر جادو کر کے گیا تھا۔ جب وقت تقریباً 2 بجے کے قریب ہوا وہ پھر آیا اور پڑھائی کرنے لگا۔ سرکار نے آسمان کی جانب نگاہ اُٹھائی اور ایک نعرہ مارا اور کہا پیر امام شاہ

سرکار میری پشت پر ہاتھ رکھیں اتنا کہا تھا کہ وہ گرا اور بے ہوش ہو گیا۔اس کے ناک منہ سے خون بہہ رہا تھا۔دو گھنٹے پڑا رہا پھر جب ہوش آیا تو سرکار کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔آپ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا پھر سامنے آ گیا آپ نے منہ پھر پھیر لیا اصل میں اس کے پاس جتنا علم تھا۔آپ نے وہ تمام سلب کر لیا تھا اس طرح وہ چلا گیا پھر کبھی واپس نہ آیا۔

پھانسی کی سزا ہونا اور بندے کا بچ جانا (راوی حاجی عبدالغنی)

غازی چک کا ایک اسلم گھمن نامی شخص تھا جو پولیس میں ملازم تھا اس کے ہاتھوں پھالیہ کا ایک بندہ قتل ہو گیا۔کیس چلا اور اسے پھانسی کی سزا ہو گئی۔پھانسی سے ایک دن پہلے اس کے گھر والے باباجی کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے ان دنوں باباجی انتقال فرما چکے تھے وہ آئے اور دربار کا طواف شروع کر دیا اور زاروقطار رونے لگے۔ باباجی اللہ کیلئے مدد فرمائیں۔ہمارے بچے کو بچا لیں۔دوسرے دن اس کو پھانسی ہو گئی۔ پھانسی لگنے کے بعد لاش گھر والوں کو دے دی گئی۔جب وہ لاش لیکر گھر جا رہے تھے اور ابھی 3 میل ہی گئے ہوں گے تو وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔سب لوگ یہ منظر دیکھ کر ڈر گئے اور بڑے حیران ہوئے اور اسے چارپائی سے نیچے اُتارا اور پوچھا یہ کیا ماجرا ہے اس نے بتایا جب مجھے پھانسی لگی باباجی سرکار نے میرے پاؤں کے نیچے اپنے ہاتھ رکھ دیئے اور پھانسی ہو گئی۔لیکن میں بچ گیا اس واقعہ سے یہ بات صاف نظر آ رہی ہے کہ کس طرح اللہ کے ولی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بعد پردہ فرمانے کے بھی کس طرح لوگوں کی دعائیں سنتے اور حاجتیں پوری کرتے ہیں۔حقیقت میں اللہ کے ولی کبھی نہیں مرتے

بلکہ پردہ کر لیتے ہیں جنہیں عام لوگ نہیں جانتے۔ اسی لیے تو میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماتے ہیں۔

خاصاں دی گل عاماں آگے نہیں مناسب کرنی
مٹھی کھیر پکا محمد کتیاں اگے دھرنی

اور مولانا روم اپنی ایک مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: اللہ کے ولیوں کے پاس ایک لمحہ بیٹھنا سو سال کی عبادت سے افضل ہے

اسی طرح سلطانوں کے سلطان حضرت سخی سلطان باہو فرماتے ہیں

اولیاء را قبر جنت خانہ
ہر کہ محرم نیست زاں بیگانہ
از قبر بیروں برآید اولیاء
ہم نشیں با تو شد بہراز خدا

اور بابا بھلے شاہ بھی اس مقام کے بارے فرماتے ہیں۔

بھلیا اساں مرنا نائیں
گور پیا وچ کوئی ہور

اور معرفت کے سلطان حضرت پیر وارث شاہ سرکار فرماتے ہیں

وارث شاہ او سدا جیوندے نیں
جنہاں کیتیاں نیک کمایاں نیں

اور بقول حضرت مولانا جامی سرکار

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آئم بجان گر تو آئی بہ تن
مراں خالے از ہمنشینی مرا
کہ بینم تیرا گر نہ بینی مرا

اور حضرت علامہ اقبال صاحب فرماتے ہیں۔ اولیا کی شان ایسی ہے کہ اگر وہ اپنی مشت خاک کو سونا بنانا چاہتا ہے تو ان کی چوکھٹ کا بوسہ لے تیری یہ مشت خاک سونا بن جائے گی۔

کیمیا پیدا کن از مشتِ گلے
بوسہ زن بر آستانے کاملے

تربوز کی طلب اور سرکار کا عطا کرنا:

گجرات کے قریب ایک قصبہ کٹھالہ ہے وہاں ایک شخص رہتا تھا جس کا نام قطب الدین تھا۔ وہ چوہدری دین کی گندم کاٹ رہا تھا۔ جمعرات کا دن تھا اس نے اپنے دوست سے کہا آج جمعرات ہے گندم ابھی کاٹنا چھوڑو اور آؤ بابا جی کرم الٰہی سرکارؒ کے پاس چلیں جب وہ دونوں بابا جی سے ملنے کیلئے نکلے تو راستے میں انہوں نے لوگوں کو دیکھا وہ تربوز کی ویلیں ٹھیک کر رہے تھے۔ جن میں چھوٹے چھوٹے تربوز لگے

تھے۔ وہ کہنے لگا میرا تربوز کھانے کو دل کر رہا ہے۔ تم مجھے باباجی کے پاس تو لیکر جا رہے ہو۔ لیکن میں تو تب مانوں گا جب باباجی مجھے تربوز کھلائیں گے۔ اس نے کہا ابھی تربوز چھوٹے چھوٹے ہیں باباجی تم کو کہاں سے تربوز کھلائیں۔ اس نے پھر سے کہا اور ساتھ والے نے بھی وہی جواب دیا۔ وہ بھی اپنی بات پر قائم رہا اور پھر بولا میں تو تب مانوں گا جب تربوز کھاؤں گا۔ اسی دوران وہ باباجی کے پاس پہنچ گئے۔ کچھ لوگ آگے باباجی کے پاس بیٹھے تھے اور کچھ لوگ پیچھے کھڑے تھے۔ کوئی 10 منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ دو عورتیں حاضر ہوئیں ان میں ایک کے سر پر تربوز رکھا تھا۔ جو انہوں نے باباجی کو پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا یہ تربوز اس شخص کو دو جو کہہ رہا تھا میں باباجی کے پاس تب جاؤں گا جب وہ مجھے تربوز کھلائیں گے۔ وہ عورتیں تربوز لے کر ان لوگوں کے پاس آئیں لیکن کسی نے تربوز نہ لیا۔ آخر وہ جب قطب الدین کے پاس آئیں تو انہوں نے تربوز پکڑ لیا اور سرکار کے پاس آیا سرکار نے فرمایا یہ تربوز ہم نے تمہارے لیے منگوایا ہے۔ راستے میں تربوز تربوز کر رہے تھے اب کھا لے۔ اس کرامت سے اللہ کے ولی کے سننے کی طاقت کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ وہ شخص کتنی دور بات کر رہا تھا لیکن آپ نے نہ صرف بات سنی بلکہ اس کی مراد پوری فرما دی۔

پیر ولایت شاہ صاحب کی پشت پناہی

جن دنوں پیر ولایت شاہ صاحب حاجی پیر بخش والی مسجد میں امامت کروا رہے تھے ان دنوں کچھ لوگوں نے ان کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ آپ کو

پتہ تھا کہ باباجی کرم الٰہی سرکارؒ اللہ کے ولی ہیں۔ لہٰذا ایک دن سویرے سویرے باباجی کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت باباجی کیڑوں کے سوراخوں میں باجرہ چاول اور آٹا ڈال رہے تھے۔ باباجی نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا ولایت شاہ ڈرنا نہیں ہم نے تیرا کام کر دیا ہے۔ دعویٰ خارج ہو جائے گا اور کہا جسے پنجابی میں یوں کہتے ہیں ہم نے تیرا کِلّا لایا ہے۔ اب ڈرنا نہیں۔ آپ کی دعا کی برکت سے دعویٰ خارج ہو گیا اور آپ تمام عمر مسجد حاجی پیر بخش میں امامت کرواتے رہے۔ آج بھی آپ کی اولاد اس مسجد کی امامت کر رہی ہے۔ اب تو دینی تعلیم کیلئے وہاں مدرسہ بھی قائم ہے اور آج تک وہاں کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔

بھینسوں کی کثرت (سائیں رانجھا صاحب سرکار)

امیر داد کٹھالے کا رہائشی تھا۔ اس کو اس کے گھر والوں نے 60 روپے دیئے کہ بازار سے بھینس خرید لاؤ مگر جانے سے پہلے باباجی کرم الٰہی سرکارؒ سے مل کر دعا لیتے جانا۔ جب وہ باباجی کے پاس پہنچا تو آپ نے کہا گجر پور کا ایک شخص منڈی بھینس لے کر جانا چاہتا تھا لیکن ہم نے روک دیا ہے۔ تم اس سے مل کر بھینس کا سودا کر لو بات بن جائے گی۔ وہ یہ بات سن کر چلا گیا اس آدمی کے سسرال والوں کو جب پتہ چلا کے ان کے داماد کے پاس بھینس نہیں وہ گھر سے بھینس لے کر آ گئے اسی طرح جب اس کے ننہال والوں کو پتہ چلا تو وہ بھی بھینس لے کر اس کے گھر پہنچ گئے۔ اس طرح اس کے آنے سے پہلے ہی باباجی کی دعا سے اس کے گھر بھینسیں ہی بھینسیں ہو گئیں۔

دودھ کے گھڑوں کی کثرت (سائیں رانجھا صاحب سرکار)

علی آرائیں اور فضل جب دونوں اپنا مال یعنی مویشی کھیتوں میں چرا رہے تھے کہ جب باباجی کا اچانک اُدھر سے گزر ہوا تو علی بھاگ کے باباجی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ سرکار میری دو بھینسیں چوری ہو گئی ہیں یہ سن کر باباجی کرم الٰہی سرکار نے فرمایا۔ علی بھینسیں چاہئیں یا دودھ وہ بولا باباجی دودھ، دعا منظور ہوئی اور باباجی کی برکت سے ساری زندگی اس کے گھر دودھ کے گھڑے بھرے رہتے اور چوہدری فضل جب سے فرمایا تم تمام زندگی چوہدری بنے رہو گے۔ کوئی تمہاری بات نہیں ٹالے گا پھر ایسا ہی ہوا وہ تمام زندگی چوہدری بن کر رہا اور سب لوگ اس کی عزت کرتے اور اس کا کہنا مانتے۔

سامان کی حفاظت : (راوی حاجی عبدالغنی)

رحمت علی انصاری غازی چک کا رہائشی تھا اس کی شادی جسو کی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ اس کے سسرال میں شادی تھی اور ان کو بھی جانا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد بشیر تھا۔ وہ گھر میں ہی رہا۔ جب وہ جانے لگے تو اس کی ماں نے کہا میں نے تجھے اللہ اور باباجی کے سپرد کیا۔ اپنا اور گھر کا خیال رکھنا اللہ کی کرنی ایسی ہوئی اسی رات اس کے گھر چور آئے اور انہوں نے چوری کی غرض سے تالے توڑے۔ تمام سامان باہر نکالا لیکن جب سامان لے کر جانے لگے تو اندھے ہو گئے۔ آخر سامان وہی چھوڑا اور چلے گئے۔ صبح محمد بشیر جب اُٹھا دیکھا تالے ٹوٹے ہیں۔ بڑا پریشان ہوا ایک آدمی کو جسو کی بھیجا تاکہ اس کے ماں باپ کو لیکر آجائے۔ جب اس کے ماں باپ گھر آئے تو

دیکھا کہ تالے ٹوٹے ہیں سامان باہر پڑا ایک چیز بھی چوری نہیں ہوئی۔ بڑے خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ بچ گئے ہیں۔ بشیر کو اس کی والدہ نے بتایا کہ بیٹا میں نے تجھے اور گھر کو اللہ پاک اور باباجی کے سپرد کیا تھا۔ تو چور کیسے چوری کرتے۔

رحیم پہلوان کا کُشتی جیتنا:

رحیم پہلوان گوجرانوالہ کا رہائشی تھا۔ باباجی کرم الٰہی سرکارؒ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ اور جب بھی اس کی کبھی کشتی ہوتی باباجی کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوتا۔ سرکار اس کو دعا دیتے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہتے جاؤ جیت تمہاری ہے۔ اور جیت جاتا یہ سلسلہ ہمیشہ ہی ایسا ہوتا۔ اس نے 100 سے زیادہ کُشتیاں لڑیں تھیں اور ہمیشہ کامیاب ہی رہا اسے رستم ہند کا خطاب بھی ملا۔ یہ سب باباجی کی دعا کی بدولت ہی ہوا۔ (راوی سائیں رانجھا)

پہلوان کو فیض عطا کرنا: راوی حاجی عبدالغنی

سیالکوٹ کا ایک گونگا پہلوان تھا، جس کا مقابلہ رحیم پہلوان سے تھا۔ رحیم پہلوان سرکارؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا مقابلہ گونگے پہلوان سے ہے آپ دُعا کریں۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے تو نکالو تا کہ جب شور پڑے گا تو میں اسے باہر نکال دوں گا۔ اس نے 13 روپے پیش کیے۔ آپ نے فرمایا ان سے کام نہیں چلے گا۔ باقی کے تین سو روپے بھی نکالو اس نے وہ بھی پیش کر دیئے۔ گوجرانوالہ میں جب دنگل ہوا تو گونگے پہلوان نے رحیم کے منہ پر اس زور کا مکہ مارا کہ اس کے ناک سے خون نکل آیا اور وہ اکھاڑے سے باہر نکل گیا۔ گونگا یہ دیکھ کر اس پر طنز کرنے لگا۔ آج

تیرا کانواں والا کدھر گیا ہے۔ وہ جانتا تھا۔ رحیم اکھاڑہ لڑنے سے پہلے باباجی سے دعا لیتا ہے۔ جب اس نے باباجی کے بارے غلط الفاظ بولے تو رحیم کو ایسا لگا جیسے اس کے اندر بجلی جیسی طاقت آ گئی ہے۔ اکھاڑے میں گیا اور اُسے پکڑ کر نیچے گرا دیا اور کشتی جیت گیا۔

کچھ عرصہ بعد اسی رحیم کا جوڑ جلالپور جٹاں کے کالا پہلوان سے پڑ گیا کالا پہلوان باباجی بڑی عقیدت رکھتا تھا اور ہفتے کے ہفتے حاضری دیتا تھا۔ رحیم دعا کیلئے جب سرکار کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا سارا ہندوستان تحفے میں دے رہا ہوں کالا ہمارا پہلوان ہے تم اس سے کشتی نہ لڑو۔ جب کشتی شروع ہوئی تو شروع ہوتے ہی کالے پہلوان نے رحیم کو نیچے گرا دیا۔ اچانک رحیم کو باباجی کی بات یاد آ گئی اور رحیم نے کالے پہلوان سے لڑنے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ کالا پہلوان رحیم سے بڑا نہیں تھا۔ لیکن چونکہ باباجی نے اسے اپنا پہلوان کہا تھا اسی وجہ سے رستم ہند نے اس کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیا۔ اس نے باباجی کی عقیدت اور ادب کی وجہ سے کیا۔

بیل کا کام نہ کرنا:

آرائیں برادری کے کچھ لوگ پوٹھوہار سے کاشت کاری کیلئے ایک بیل لیکر آئے۔ بیل ابھی اس قابل نہیں تھا کہ کاشت کاری کرتا۔ لہٰذا ایک سال اس کی خوب دیکھ بھال کی تو وہ خوب جوان ہو گیا۔ ایک روز اسے زمین کی کھودائی کیلئے لیکر گئے۔ لیکن بیل بیٹھ گیا۔ جب بھی اُٹھاتے وہ ایک قدم نہ چلتا اور بیٹھ جاتا انہوں نے فیصلہ کیا اسے چھوڑ دو اور انتظار کرو۔ کب باباجی کانواں والی سرکارؒ ڈیرے پر آتے ہیں۔ تو

اسے کام کیلئے نکالنا دو تین مہینے کے بعد بابا جی کرم الٰہی سرکار ایک دن ان کے ڈیرے پر آئے موقع جان کر انہوں نے بیل کو کام کیلئے نکالا۔ لیکن پھر وہی ہوا وہ بیٹھ گیا۔ انہوں نے بابا جی سے ذکر کیا جناب بیل کام کیلئے لائے ہیں۔ لیکن جب بھی کام کیلئے نکالتے ہیں وہ بیٹھ جاتا ہے آپ اس کے پاس گئے اور کہا اُٹھ اور کام کر وہ اُٹھا اور چلنے لگا کہتے ہیں 16 سال وہ ان کے پاس رہا۔ لیکن کوئی بیل اس کے برابر نہ آیا۔ یہ سب بابا جی کی نظر کرم ہی کی وجہ سے ہوا۔

موت کا فرشتہ دکھائی دینا: راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار

بابا جی کا ایک بھائی فضل دین تھا جن کے دو بیٹے محمد خاں اور احمد خان تھے۔ بابا جی اپنی جھگی میں بیٹھے تھے کہ اچانک اُٹھے اور اپنے بھائی کے پاس آگے اور پوچھا بھائی صاحب کون سا بیٹا آپ کو زیادہ پیارا ہے۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھو۔ انہوں نے دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ سرکار نے پھر پوچھنے پر انہوں نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ یہ سلسلہ تقریباً آدھا گھنٹہ چلتا رہا۔ آخر پوچھنے پر انہوں نے اپنے بڑے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ دیا ہاتھ رکھتے ہی چھوٹے بیٹے نے چیخ ماری اور گر پڑا۔ اور فوت ہو گیا اس واقعہ سے یہ بات صاف نظر آ رہی ہے کہ سرکار کو موت کا فرشہ نظر آ رہا تھا۔ جب اللہ کی ذات اپنے ولیوں پر کرم فرماتی ہے تو ایسے واقعات کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ اللہ کی ذات فرماتی ہے جب بندہ نوافل اور ذکر اذکار سے میرے قریب آجاتا ہے۔ تو میں اس کے ہاتھ اس کی آنکھیں اس کے کان اس کی سماعت بن جاتا ہوں۔ پھر دیکھتا بندہ ہے لیکن حقیقت میں خدا خود ہی دیکھ رہا ہوتا ہے۔ وہ جو دوری ہوتی

ہے درمیان میں مٹ جاتی ہے۔

پانچ سنگترے:

قصبہ غازی چک کا ایک شخص تھا جس کا نام تھا عنایت اللہ، اس کی شادی گجرات شہر ہوئی تھی۔ جب اس کی شادی ہوئی تو اس کی بیوی نے منت مان رکھی تھی کہ وہ اور اس کا دولہا پہلے باباجی کے پاس حاضر ہوں گے۔ لہٰذا وہ گھر جانے سے پہلے دونوں باباجی کے پاس حاضر ہوئے باباجی نے ان کو پانچ سنگترے عطا کیے اور دعا دی وہ گھر چلے گئے ابھی کچھ دن گزرے کہ اس کی بہن بیوہ ہوگئی اس کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ وہ اپنے بھائی کے گھر آگئی عنایت اللہ کا ایک بھائی محمد شفیع تھا۔ 5 سال بعد وہ بھی اللہ کو پیارا ہوگیا اسکی وفات کے تقریباً 1 سال بعد اس کے گھر والوں اور دیگر رشتہ داروں نے عنایت اللہ کو کہا کہ محمد شفیع کی بیوی سے شادی کرلو ویسے بھی چھ سات سال شادی کو ہوگئے ہیں اور اولاد نہیں ہوئی۔ اس نے کہا جب آپ یعنی باباجی سرکار نے 5 سنگترے مجھے عطا کیے ہیں تو میں دوسری شادی کیوں کروں۔ جب کہ 4 میرے گھر موجود ہیں اور ایک اسی بیوی سے ہوگا وہ اپنی بہن کے بیٹوں اور بیٹیوں کو اپنی اولاد کی طرح پیار کرتا اور ان کی دیکھ بھال کرتا اس نے کسی کی نہ مانی اور دوسری شادی نہ کی۔ اللہ کی کرنی ایسی ہوئی شادی کو 24 سال ہوگئے اور اللہ اس کو ایک بیٹا عطا کیا۔ اسی طرح ولی کامل کی وہ دعا اور عطا اللہ نے پوری کردی۔ جو 5 سنگتروں کی شکل میں باباجی نے اسے عنایت کیے تھے۔

اسے کام کیلئے نکالنا دو تین مہینے کے بعد بابا جی کرم الٰہی سرکار ایک دن ان کے ڈیرے پر آئے موقع جان کر انہوں نے بیل کو کام کیلئے نکالا۔ لیکن پھر وہی ہوا وہ بیٹھ گیا۔ انہوں نے بابا جی سے ذکر کیا جناب بیل کام کیلئے لائے ہیں۔ لیکن جب بھی کام کیلئے نکالتے ہیں وہ بیٹھ جاتا ہے آپ اس کے پاس گئے اور کہا اُٹھ اور کام کر وہ اُٹھا اور چلنے لگا کہتے ہیں 16 سال وہ ان کے پاس رہا۔ لیکن کوئی بیل اس کے برابر نہ آیا۔ یہ سب بابا جی کی نظر کرم ہی کی وجہ سے ہوا۔

موت کا فرشتہ دکھائی دینا: راوی سائیں رانجھا صاحب سرکار

بابا جی کا ایک بھائی فضل دین تھا جن کے دو بیٹے محمد خاں اور احمد خان تھے۔ بابا جی اپنی جھگی میں بیٹھے تھے کہ اچانک اُٹھے اور اپنے بھائی کے پاس آگے اور پوچھا بھائی صاحب کون سا بیٹا آپ کو زیادہ پیارا ہے۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھو۔ انہوں نے دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ سرکار نے پھر پوچھنے پر انہوں نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ یہ سلسلہ تقریباً آدھا گھنٹہ چلتا رہا۔ آخر پوچھنے پر انہوں نے اپنے بڑے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ دیا ہاتھ رکھتے ہی چھوٹے بیٹے نے چیخ ماری اور گر پڑا۔ اور فوت ہو گیا اس واقعہ سے یہ بات صاف نظر آرہی ہے کہ سرکار کو موت کا فرشتہ نظر آرہا تھا۔ جب اللہ کی ذات اپنے ولیوں پر کرم فرماتی ہے تو ایسے واقعات کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ اللہ کی ذات فرماتی ہے جب بندہ نوافل اور ذکر اذکار سے میرے قریب آجاتا ہے۔ تو میں اس کے ہاتھ اس کی آنکھیں اس کے کان اس کی سماعت بن جاتا ہوں۔ پھر دیکھتا بندہ ہے لیکن حقیقت میں خدا خود ہی دیکھ رہا ہوتا ہے۔ وہ جو دوری ہوتی

ہے درمیان میں مٹ جاتی ہے۔

پانچ سنگترے:

قصبہ غازی چک کا ایک شخص تھا جس کا نام تھا عنایت اللہ، اس کی شادی گجرات شہر ہوئی تھی۔ جب اس کی شادی ہوئی تو اس کی بیوی نے منت مان رکھی تھی کہ وہ اور اس کا دولہا پہلے باباجی کے پاس حاضر ہوں گے۔ لہٰذا وہ گھر جانے سے پہلے دونوں باباجی کے پاس حاضر ہوئے باباجی نے ان کو پانچ سنگترے عطا کیے اور دعا دی وہ گھر چلے گئے ابھی کچھ دن گزرے کہ اس کی بہن بیوہ ہوگئی اس کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ وہ اپنے بھائی کے گھر آ گئی عنایت اللہ کا ایک بھائی محمد شفیع تھا۔ 5 سال بعد وہ بھی اللہ کو پیارا ہوگیا اسکی وفات کے تقریباً 1 سال بعد اس کے گھر والوں اور دیگر رشتہ داروں نے عنایت اللہ کو کہا کہ محمد شفیع کی بیوی سے شادی کرلو ویسے بھی چھ سات سال شادی کو ہوگئے ہیں اور اولاد نہیں ہوئی۔ اس نے کہا جب آپ یعنی باباجی سرکار نے 5 سنگترے مجھے عطا کیے ہیں تو میں دوسری شادی کیوں کروں۔ جب کہ 4 میرے گھر موجود ہیں اور ایک اسی بیوی سے ہوگا وہ اپنی بہن کے بیٹوں اور بیٹیوں کو اپنی اولاد کی طرح پیار کرتا اور ان کی دیکھ بھال کرتا اس نے کسی کی نہ مانی اور دوسری شادی نہ کی۔ اللہ کی کرنی ایسی ہوئی شادی کو 24 سال ہوگئے اور اللہ اس کو ایک بیٹا عطا کیا۔ اسی طرح ولی کامل کی وہ دعا اور عطا اللہ نے پوری کردی۔ جو 5 سنگتروں کی شکل میں باباجی نے اسے عنایت کئے تھے۔

بھینس کا بچہ نہ پیدا کرنا:

شیخ پور کے تین بھائی تھے جو قوم آرائیں سے تعلق رکھتے تھے وہ بابا جی سے بڑا پیار کرتے اور جمعرات کو خدمت میں حاضری دیتے۔ ان کی ایک بھینس تھی جو بچہ نہ دے سکتی تھی۔ یعنی بانجھ تھی۔ بڑے علاج کیے لیکن بھینس نے بچہ نہ پیدا کیا۔ آخر بھینس لے کر بابا جی کے پاس چلے آئے اور تمام صورت حال بتائی۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ نے وہ بھینس کو ماری اور کہا اب اسے کہیں لے کر جانے کی ضرورت نہیں اللہ سے امید ہے یہ بچہ پیدا کرے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کرم کیا اور بھینس کے ہاں بچھڑا پیدا ہوا جسے پنجابی میں کٹا کہتے ہیں۔

گرداس پور کے سید صاحب:

قصبہ نارووالی کا ایک شخص تھا جس کا نام حیات محمد تھا۔ وہ بابا جی کرم الٰہی سرکارؒ کا مرید تھا اس کا کام زمین خریدنا اور بیچنا تھا۔ ایک مرتبہ چار کنال زمین اپنے نام کروانے شہر آیا اس کے ساتھ چار آدمی تھے۔ جن میں زمین بیچنے والا بھی تھا۔ جب کام ہو گیا تو کہنے لگا بابا جی کو بھی مل کر جاتے ہیں۔ سرکار سے ملا اور دعا لیکر گھر چلا گیا۔ قصبہ نارووالی کے لوگ زیادہ تر گرداس پور کے شاہ صاحب کے مرید تھے ایک مرتبہ وہ گاؤں آئے تو تمام لوگ حاضر خدمت ہوئے وہ نہ گیا تو شاہ صاحب نے کہا وہ کانواں والے کا مرید ہو گیا ہے اور سخت ناراض ہوئے۔ اور کہا وہاں کل پتھروں کی بارش ہو گی۔ ساری رات پڑھائی کرتے رہے۔ صبح مریدوں کے ساتھ بابا جی کی خدمت میں آ گئے۔ راستے میں بھی جس کو یہ بات معلوم ہوئی ساتھ ہو لیا۔ جب بابا جی کے ڈیرہ پر

پہنچے تو آپ نے فرمایا 12 سال جنگل میں رہے ہو پھر گھر آئے ہو اور شادی کر لی۔ پھر دوسری پھر تیسری شادی کی شادی نہ کرتے 12 سال جنگل میں ہی رہتے تو شاید پتھروں کی بارش کر لیتے۔ فرمایا میرا ایک مرید تجھ سے برداشت نہیں ہوا اگر تم سید نہ ہوتے تو زمین میں گاڑ دیتا۔ جاؤ آج سے تمام گاؤں ہمارا مرید ہے وہ شاہ صاحب جب گاؤں گئے تو لوگوں نے کہا شاہ جی یہ ہدیہ لے لیں اور آئندہ گاؤں نہ آیا کریں۔ اس طرح تمام گاؤں باباجی کا مرید ہو گیا۔

پھانسی سے بچانا:

سرگودھا کا رہنے والا ایک آدمی سرکار کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے قتل ہو گیا ہے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا جاؤ تجھے بری کیا یوں وہ مقدمے سے بری ہو گیا آپ نے اسے جاتے وقت سخت تاکید کی آئندہ یہ کام نہ کرنا۔ ایک عرصہ گزرا تو اس نے ایک شخص کو پھر قتل کر دیا اور پھر باباجی کے پاس آیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا میں نے تجھ کو نہیں کہا تھا پھر یہ کام نہ کرنا جا ہم نے پھانسی کا حکم دیا ہے۔ یوں وہ پکڑا گیا۔ مقدمہ چلا اور اسے سزائے موت ہوئی۔

کوّوں کا لنگر نہ کھانا:

نارووال کا ایک درویش تھا جس کا نام اللہ دتہ تھا۔ ایک مرتبہ سرکار اور وہ دونوں کڑیانوالہ دورے پر گئے۔ سرکار نے ملنگ کو کہا جاؤ اور مانگ کے لیکر آؤ۔ وہ گیا اور ایک سرکار کا ایک مرید تھا ادھر اس کے گھر گیا اور کہا سرکار تشریف لائے ہیں۔ لنگر دیں۔ اس نے دال اور روٹی تیار کر کے سرکار کی خدمت میں حاضر کر دی۔ سرکار نے

اللہ دتہ کو کہا میں تجھ کو کہا تھا مانگ کر لیکر آنا تم نے لنگر پکوا دیا ہے۔ پھر سرکار نے کہا یہ لنگر لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اس نے کہا کوّوں کے آگے ڈال دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا انہوں نے بھی نہیں کھانا۔ پھر جب لنگر کوّوں کو ڈالا انہوں نے بھی لنگر نہ کھایا۔ آخر تھک ہار کر اس نے لنگر کوّوں کے آگے سے اکٹھا کیا اور لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

دوران حج ٹکٹ چوری ہونا اور بابا جی کی امداد ملنا:

جلالپور جٹاں کے قریب کے گاؤں کا ایک شخص حج کرنے گیا۔ وہاں اس کے پیسے اور واپسی کی ٹکٹ چوری ہو گئی۔ بڑا سخت پریشان ہوا۔ اب گھر واپس کیسے جاؤں گا۔ اس نے وہاں امام صاحب کو مل کر تمام واقعہ بتایا تا کہ کوئی مدد مل سکے۔ یہ واقعہ مسجد نبوی شریف کی زیارت کے دوران ہوا۔ انہوں نے فرمایا جب لوگ باہر نکلیں تو جو بندہ آخر میں نکلے اسے یہ بتانا اللہ خیر کرے گا۔ انتظار کرتا ہے۔ آخر وہ شخص اسے نظر آیا جو آخر میں نکل رہا تھا۔ اس کے قریب گیا تو کیا دیکھا بابا جی کرم الٰہی سرکارؒ ہیں۔ حیران بھی ہوا۔ آخر اپنی بات بتائی۔ سرکار نے کہا آنکھیں بند کر لو اور دو قدم آگے بڑھاؤ۔ جب تیسرا قدم بڑھانے لگا سرکار نے ایک چراغ دیا اور کہا سامنے جو روشنی نظر آ رہی ہے۔ جب اس کے قریب پہنچو تو اسے جلا دینا۔ اس نے جب آنکھیں کھولیں۔ اپنے گھر کے پاس تھا۔ چراغ ہاتھ میں اس کے گھر والوں نے پوچھا آپ کدھر سے آ رہے ہیں۔ اس نے تمام واقعہ بتایا کہ کس طرح اسے بابا جی کرم الٰہی سرکارؒ ملے اور وہ گھر پہنچا۔ اتفاق سے ایک دن شہر آنا ہوا تو سوچا بابا جی کی زیارت کرتا چلوں۔ جب وہ بابا جی سے ملنے گیا تو ابھی دور ہی تھا کہ بابا جی نے اپنے ایک ملنگ کو کہا ڈنڈا لاؤ اور وہ شخص جو آ رہا

ہے اسے بھگا دو۔ اس نے سرکار کو دیکھا اور ان لوگوں سے کہا مجھے کیوں مار رہے ہو۔ یہی بابا جی ہی تو تھے جنہوں نے مجھے گھر بھجوایا تھا۔

بھینسوں کا کنارے لگنا :

چیچایاں گاؤں کا ایک شخص جو گجر برادری سے تعلق رکھتا تھا۔ اپنے مال مویشی لے کر چرا رہا تھا۔ دریا کنارے گیا اور مال کو دریا پار کروانے لگا۔ اللہ کی کرنی ایسی ہوئی ایک بڑی لہر آئی اور مال ڈوبنے لگا۔ وہ مرید تھا بابا جی جوائیہ شاہ کا۔ اس نے ان کو پکارا لیکن بات نہ بنی۔ آخر بابا جی کانواں والی سرکارؒ کو پکارا۔ اللہ نے مہربانی فرمائی مال بچ گیا۔ مال لیکر اپنے مرشد کی خدمت میں پہنچا انہوں نے فرمایا یہ مال میرا نہیں بابا جی کرم الٰہی سرکارؒ کا ہے۔ میں نے بھی کوشش کی لیکن کام نہ ہوا۔ آخر بابا جی کرم الٰہی سرکارؒ کی توجہ باطنی سے مال بچا ہے۔ وہاں لے کر جاؤ۔ جب بابا جی کے پاس آیا تو بابا جی کے پاس ایک غریب ضرورت مند کھڑا تھا۔ سرکار نے اس کو فرمایا بھینس لے جا اور اپنے بچوں کو دودھ پلا۔ اصل میں اس واقع سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ اللہ اس ضرورت مند کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے کام بابا جی سے کروایا تھا۔ تا کہ وہ مال بابا جی کی خدمت میں لے کر آئے اور آپ اس سے ضرورت مند کی مدد کریں۔ اللہ تعالٰی کے ہر کام میں حکمت چھپی ہوتی ہے۔ جسے عام لوگ نہیں جانتے۔ اسی لیے میاں صاحب کھڑی شریف فرماتے ہیں۔

خاصاں دی گل عاماں آگے نئیں مناسب کرنی
مٹھی کھیر پکا محمد کتیاں آگے دھرنی

گل گھوٹو بیماری کا علاج:

ساروکی کے قریب ایک گاؤں طری پورہ ہے۔ وہاں مویشیوں کو گل گھوٹو کی بیماری لاحق ہوگئی۔ جانور مرنا شروع ہو گئے ایک عورت جس کا گاؤں پھکو کے تھا۔ اس کی شادی طری پورہ میں ہوئی تھی وہ اپنے میکے آئی ہوئی تھی۔ جب اس کا سسرا سے لینے آیا تو اس کے والد نے سسر سے جانوروں کا حال پوچھا تو اس نے بیماری کا بتایا یہ سن کے اس نے کہا میں آپ کو باباجی کرم الٰہی سرکارؒ کے پاس لے کر چلتا ہوں جب سب باباجی کے پاس آئے تو باباجی نے فرمایا کوؤں کے پیالے کے نیچے جو گھاس ہے۔ اس کی جڑیں لے کر جاؤ اور ایک ایک جڑ ان کو کھلا دینا۔ اللہ شفا دے گا۔ جب دوسرے لوگوں کو پتہ چلا وہ بھی آئے اور گھاس کی جڑیں لے گئے۔ جس کے سبب تمام جانور ٹھیک ہوگئے۔ اس بات کو 100 سال ہونے کو ہیں۔ آج تک وہاں بیماری دوبارہ نہیں آئی۔

غریب کو امیر کرنا پھر غریب کر دینا:

جلالپور جٹاں کا ایک بہت غریب شخص تھا وہ دعا کے لیے باباجی کے پاس آیا تو آپ نے اس کو دو آنے عطا کیے اور کہا میں نے تجھے شہر کا امیر آدمی بنا دیا ہے۔ وہ چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی کایا پلٹ گئی اور اس کی کپڑا بنانے کی سو کھڈیاں ہوگئیں۔ جس پر اعلیٰ معیار کا کپڑا بنتا اور دوسرے علاقوں کو جاتا۔ تقریباً 10 سال شہر کا امیر ترین آدمی بنا رہا۔ وہ آٹھ دن بعد حاضری کیلئے آتا روپے ایک تھیلے میں لاتا اور باباجی کی خدمت میں پیش کرتا۔ ایک دفعہ جمعرات کے دن وہ باباجی کے پاس ٹانگے میں بیٹھ کر آرہا تھا۔ کہ ٹانگے میں اس کے ساتھ ایک ملنگ بھی بیٹھ گیا۔ جب وہ شہر پہنچے وہ ملنگ ٹانگے سے اترا اور کہا

مجھے باباجی کے نام پر کچھ دو۔ اس سیٹھ نے اسے دو آنے دے دیئے اور خود باباجی کی خدمت میں حاضر ہوا اور روپوں کی تھیلی پیش کی۔ آپ نے غصہ سے فرمایا لیجا ان کو تم نے میری قیمت دو آنے لگائی ہے۔ اور اب مجھے یہ دکھلاوا کرنے کیلئے دے رہا ہے۔ اس طرح کہتے ہیں ایک سال کے اندر وہ پھر غریب ہو گیا جس طرح پہلے تھا۔

جلالپور کا عیسائی پادری:

جلالپور شہر میں انگریزوں نے ایک ہسپتال اور ایک گرجا گھر بنوایا۔ گرجے کا پادری بڑا خوبصورت اور خوش الحان تھا۔ اس نے اپنے اخلاق سے بہت سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا کر عیسائی بنالیا۔ وہاں کا ایک شخص جس کا نام قاضی عبدالحق تھا۔ وہ سرکار کے پاس آیا اور فرمایا لوگ عیسائی ہو رہے ہیں۔ نمبردار بھی عیسائی ہو گیا ہے اور دوسرے کئی لوگ بھی۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا میں کل آؤں گا۔ جب سرکار پہنچے بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ وہ پادری آپ کو دیکھ کر جوش سے بولا آپ کے پاس کونسا معجزہ ہے۔ آپ نے جو کانے ہاتھ میں پکڑ رکھے تھے۔ ان میں سے ایک کانہ زمین میں دبا دیا۔ جس کے بعد گرجے کی دیواریں لرزنیں لگ گئی۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو گرجے کو زمین میں گاڑ دوں۔ وہ ہاتھ باندھ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور معافی مانگی۔ اسطرح جو لوگ عیسائی ہو گئے تھے۔ دوبارہ مسلمان ہو گئے۔

سرکار کا کدو شریف عطا کرنا اور بیٹے کی پیدائش:

سرکار کے بھانجے کی منگنی اپنے ماموں کی بیٹی سے طے تھے۔ جب آپ کی

بہن کی شادی ہوئی تھی۔ ان کی زمین 10 مربعے تھی۔ لیکن جب اولاد کا وقت آیا۔ ساری زمین دریا بُرد ہو چکی تھی۔ اور ایک مرلہ زمین بھی نہ تھی۔ بہن نے شادی کا کہا تو بھائی نے ٹالنا چاہا لیکن آخر ماں کی ضد کے آگے ہار کر بیٹی کی شادی کر دی۔ بیٹی کا نام جنت بی بی تھا۔ اس کا نکاح اپنی پھوپھی کے بیٹے غلام قادر سے ہو گیا۔ اس وقت لڑکی کی عمر 35 سال اور غلام قادر کی عمر 45 سال تھی۔ ان کے ہاں 4 بچیاں پیدا ہوئیں جو یکے بعد دیگرے فوت ہو گئیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد جنت بی بی بھی فوت ہو گئی تو غلام قادر کی ممانی نے اپنے بھائی کی شادی کیلئے بیٹی سے رشتہ کروا دیا۔ ان کے گھر پھر پانچ بچیاں پیدا ہوئیں۔ ہر دفعہ وہ پیدائش سے پہلے باباجی کے حضور جاتے اور بیٹے کیلئے دعا کرواتے۔ باباجی جب گرمیوں کا موسم ہوتا اور لوگ جو کھیرے تربوز وغیرہ لے کر آئے تھے ان کو عطا کر دیتے۔ اور اگر سردیوں کا موسم ہوتا تو گاجریں اور مولیاں جو لوگ ہدیہ لے کر آئے ہوتے انکو عطا کر دیتے۔ غلام قادر وہ لے کر گھر آ جاتے۔ گھر والے پوچھتے تو بتاتے کہ باباجی نے عطا فرمائی ہیں رفتہ رفتہ وہ بوڑھے ہو گئے اور انہوں نے اب دعا کروانا بھی چھوڑ ہی دیا تھا۔ ایک دفعہ باباجی کے حضور آٹا لے کر گئے اور آپ کے سامنے دیر تک کھڑے رہے۔ آپ نے یہ دیکھ کر ایک ملنگ کو آواز دی اور کہا جاؤ کدو کی بیل سے کدو لے کر آؤ۔ موسم کدو کا نہیں تھا۔ لیکن وہ چلا گیا۔ کھیت میں اسے کدو کی بیل ملی اور وہ کدو لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ غلام قادر کو دے دو۔ وہ یہ کدو لیکر اپنے ماموں کے پاس آ گئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔ تو ان کے ماموں نے فرمایا بیٹے کی مبارک ہو انہوں نے کہا کیسی مبارک اب تو میری عمر ڈھل چکی ہے اب بیٹا کس

طرح ہوگا۔تو ان کے ماموں نے کہا باباجی کامل ولی اللہ ہیں۔اگر درخت کو کہیں تو وہ بھی پیدا کر دے اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد نرینہ عطا فرمائی۔ بیٹے کا نام عبدالغنی رکھا۔اس وقت غلام قادر کی عمر 82 سال تھی۔

سائیں اللہ رکھا کو فیض عطا فرمانا:

سائیں اللہ رکھا ایک دنیادار آدمی تھا۔ایک مرتبہ باباجی کے قریب سے گزرا تو آپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔آپ نے فرمایا اللہ رکھیا کاغذ اکٹھے کیا کر اور جب ایک ڈھیر بن جائے تو دریا کے قریب گڑھا کھود کر انہیں دفن کر دیا کر وہ زندگی بھر یہی کام کرتا رہا اور مستجاب الدعوات ہو گیا۔ایک بار جلالپور کا جٹ اس کے پاس آیا اور بیٹے کیلئے دعا کا کہا اس وقت سائیں اللہ رکھا کٹھا لے رہا کرتا تھا۔اور اپنی روٹی توّے کی پچھلی سائیڈ پر بنا کر کھاتا تھا۔اس جٹ کی بات سن کر آپ ایک باغ کی طرف چل پڑے وہ بھی آپ کے پیچھے چلتا رہا۔آپ نے دیکھا باغ میں ایک نالی بنی ہے۔جس کے کنارے ایک شخص پیشاب کر رہا تھا جس کو اس نے ایک کاغذ سے صاف کیا اور کاغذ وہیں رکھ دیا۔جب سائیں اللہ رکھا نے دیکھا تو اس جٹ سے فرمایا جاؤ وہ کاغذ اُٹھا لاؤ وہ گیا اور دیکھا تو وہ گندا دیکھ کر نہ اُٹھایا۔آپ نے فرمایا اُٹھا لو وہی کاغذ کام کا ہے۔ جب اُٹھا لایا تو آپ نے فرمایا منہ سے صاف کر۔جب اس نے ایسا کیا تو فرمایا جا تجھے 6 بچے اللہ سے لے کر دیئے۔یوں اس کے گھر 6 بچے پیدا ہوئے۔وہ باباجی کرم الٰہی سرکارؒ کے بڑے عقیدت مند تھے۔کیونکہ ان کی نسل باباجی کے فیض سے ہی چلی تھی۔

باباجی سانپ کے بھیس میں :

عادووال کا ایک شخص تھا جس کا نام سائیں ماھلا تھا۔ وہ سرکار کا بڑا عقیدت مند تھا۔ بڑا لمبا خوبصورت جوان تھا۔ گاؤں کا نمبردار تھا۔ سرکار سے روز کہتا سرکار ہمارے گھر تشریف لائیں کبھی ایک مرتبہ آپ اس کے گھر تشریف لیکر گئے مگر کسی اور روپ میں ہوا یہ کہ اس کی بیوی دودھ والا برتن اُٹھانے گئی تو اس نے وہاں سانپ دیکھا۔ سانپ دیکھتے ہی شور مچا دیا۔ سائیں ماھلا آیا اور چھڑی سے سانپ کو مارا کہ اچانک سانپ غائب ہو گیا۔ صبح سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا سرکار دیکھتے ہی کہنے لگے روز کہتے تھے۔ گھر آؤ جب آیا تو ہڈیاں توڑنے لگا تھا۔ پھر فرمایا جاؤ سارے گاؤں سے امیر ہو جاؤ گے۔ اس طرح وہ سارے گاؤں سے امیر ہو گیا۔ اس واقعہ سے یہ نظر آ رہا ہے کہ اللہ کے ولیوں کو یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی روپ میں نظر آ سکتے ہیں۔

پاکستان بننے کی پیشگوئی کرنا:

قصبہ دلاور پور سے ہر سال گندم آتی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ گندم آئی تو آپ نے فرمایا سفید اور سرخ دانے الگ کر دو۔ وہاں تمام موجود لوگ دانے الگ کرنے لگ گئے۔ آخر کار دانے الگ ہو گئے۔ ایک شخص نے ہمت کر کے وجہ پوچھی تو فرمایا 18 سال بعد سفید اور سرخ علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس طرح آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہی ہندو علیحدہ ہو گئے اور مسلمان علیحدہ ہو گئے اور پاکستان وجود میں آ گیا۔ اس طرح باباجی نے تقریباً 18 سال پہلے کی پاکستان بننے کی پیشگوئی کر دی تھی۔ جو سچ ثابت ہوئی۔

مشرق مغرب میں ایک وقت میں موجود ہونا:

ایک دفعہ گندم کی کٹائی کے موسم میں آپ کے پاس بہت سے لوگ موجود تھے۔ کہ اچانک آپ نے فرمایا جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ یعنی مشرق اور جہاں سورج غروب ہوتا ہے۔ یعنی مغرب اگر دونوں جانب کے آدمی ایک وقت میں مجھے بلائیں تو میں ایک وقت میں دو طرف حاضر ہوں گا۔ یہ شان بھی اللہ اپنے ولیوں کو عطا فرماتے ہیں کہ وہ ایک وقت میں کئی کئی مقام پر آجا سکتے ہیں۔

سرکار کا پتھر پھینکنا:

ایک مرتبہ باباجی اپنے مرشد پیر سید امام شاہ سرکار کے پاس تشریف فرما تھے اور بھی لوگ تھے۔ جو بظاہر پہلوان معلوم ہو رہے تھے۔ آپ کے مرشد نے ان کو کہا سب دو پتھر پھینکیں جب وہ پھینک چکے تو مرشد نے فرمایا اُٹھ کرم الٰہی تم بھی پھینکو جب پتھر پھینکا وہ سب سے آگے نکل گیا۔ اصل میں وہ تمام ولی اللہ تھے۔ اور پتھر سے مراد فقر کی منزل تھی اور سرکار کا سب سے آگے پتھر جانے کا مطلب تھا کہ آپ ان تمام ولیوں سے بلند مقام پر فائز تھے۔

اپنے متعلق ابدال ہونے کی پیشگوئی:

سرکار باباجی کرم الٰہی سرکارؒ کے پاس کچھ ملنگ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے کہ باباجی نے فرمایا۔ دو روٹیوں پر سالن رکھ دو۔ ملنگون نے ایسا ہی کیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے باباجی کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد ایک شخص حاضر خدمت ہوئے۔ اور کھانا کھا کر چلے گئے۔ لوگوں نے پوچھا یہ شخص کون تھا۔ آپ نے فرمایا ایک علاقہ کا

قطب فوت ہو گیا ہے۔اس شخص کو وہاں کا قطب لگایا گیا ہے۔ پھر فرمایا دنیا میں ہر وقت 3 ولی موجود ہوتے ہیں اور میں ابدال ہوں اس طرح آپ نے اپنے مقام کا بھی لوگوں کو بتا دیا۔

دلاور پور کے چوہدری کو ذیلدار بنانا

جلالپور صوبتیاں کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام دلاور پور ہے وہاں کے علاقہ کا ذیلدار جب وفات پا گیا تو گاؤں کے چوہدری نے ذیلدار بننے کیلئے درخواست دی اور بھی لوگوں کی خواہش تھی کہ وہ ذیلدار بن جائیں۔ چوہدری صاحب کی درخواست نامنظور ہو گئی انہوں نے سیشن جج سے اپیل کی۔ وہ بھی منظور نہ ہوئی پھر وہ ہائی کورٹ چلے گئے۔لیکن کامیابی نہ ملی۔آخر تھک ہار کر ایک دن باباجی کرم الٰہی سرکارؒ کے حضور حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔آپ نے فرمایا میں نے تیرا تمام قرض ختم کر دیا ہے۔اور تجھے ذیلدار لگا دیا ہے۔بات اصل میں یہ تھی کہ اس نے کافی قرض لیا ہوا تھا۔ اسی لیے جب اس کی فائل حکام کے پاس جاتی تو وہ نامنظور کر دیتے۔جب پھر وہ جج کے حضور پیش ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی قرض نہیں اور اسے ذیلدار بنا دیا گیا ہے۔باباجی کی یہ کرامت دیکھ کر اس نے منت مانی کہ جو بھی جانور یعنی بھینس گائے یا بکری کا جو بھی پہلا بچہ ہوا کرے وہ باباجی کی خدمت میں پیش کیا کرے گا۔اسی طرح جب گندم گھر آئے گی تو ایک حصہ باباجی کی خدمت میں پیش کرے گا۔ایک مرتبہ اس کی بھینس نے بچہ دیا تمام گھر والے اس کا بڑا خیال کرتے وہ جب تھوڑا سا بڑا ہوا ایک دن جب وہ اس کو روٹی کھلا رہے تھے وہ روٹی چھوڑ کر پاس پڑے دانے کھانے لگا۔بار

بار موڑ نے سے باز نہ آیا تو چوہدری صاحب نے چھڑی سے اسے مارا۔ دوسرے دن وہ گندم کے دانے لے کر باباجی کی خدمت میں آئے اور گندم آپ کی خدمت میں پیش کی۔ تو آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا۔ دانے بھی ہمارے اور بھینس کا بچہ بھی ہمارا۔ پھر تم نے اس کو کیوں اتنا مارا۔ یہ سن کر چوہدری صاحب کے تو ہوش ہی اُڑ گئے۔ قدموں میں گر گئے اور معافی مانگی کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

مسجد اور کنواں بنانے کا حکم:

سرکار باباجی کرم الٰہی سرکارؒ کے بڑے بھائی کی بیٹی کا نام عائشہ بی بی تھا۔ ان کے خاوند کرم الٰہی کو پتہ چلا کہ سرگودھا میں مربعے مل رہے ہیں۔ طریقہ یہ تھا کہ گھوڑی دے کر دو مربعے زمین ملتی تھی۔ ان کے پاس گھوڑی نہ تھی۔ باباجی کے پاس آئے۔ آپ نے دو آنے عطا فرمائے۔ پھر وہ اپنے سسر سے ملے اور تمام تفصیل بتائی۔ انہوں نے 40 روپے عنایت کیے پیسے بہت کم تھے کیونکہ گھوڑی کم سے کم 200 روپے کے قریب ملتی تھی۔ بہر حال انہوں نے ایک گھوڑی خرید لی۔ جو بہت زیادہ اچھی نہیں تھی۔ لیکن اللہ کی شان وہ پاس ہوگئی۔ اور ان کو دو مربعے زمین گورنمنٹ سے مل گئی۔ بہت خوش ہوئے۔ لیکن کرنی یہ ہوئی کہ زمین کا پانی کڑوا تھا۔ پھر باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ زمین میں کنواں اور مسجد بنواؤ اور اس کا پانی اللہ کیلئے چھوڑ دو۔ کسی کو منع نہ کرنا ہر کوئی استعمال کرے۔ جب کنواں کھودا تو پانی میٹھا نکلا۔ انہوں نے وہ کنواں خلق خدا کیلئے وقف کر دیا۔ کنواں اور مسجد کی برکت سے تمام زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔

زمین ملنے کی پیشگوئی :

ایک بار غلام قادر کا چھوٹا بھائی عمر دین کھیتوں سے گھاس کاٹ رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہے۔ سرکار باباجی کرم الٰہی سرکارؒ تشریف لے آئے اور آپ خود گھاس کاٹنے لگے اور اسے کہنے لگے تم اکٹھا کرتے جاؤ۔ جب کافی گھاس اکٹھی ہوگئی تو اس نے کہا سرکار آپ رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا کیا۔ یہ زمین تمہاری ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا یہ زمین تمہاری ہے۔ اس نے پھر کہا نہیں جناب آپ نے پھر فرمایا یہ زمین تمہاری ہے۔ تیسری مرتبہ پھر آپ نے یہی فرمایا۔ عمر دین کا کہنا ہے کہ تقریباً 50 سال بعد وہ زمین ہمیں مل گئی۔ یوں آپ کی وہ بات سچ ثابت ہوئی۔ جو آپ نے مجھ سے کہی تھی۔

امام عالی مقام کا احترام:

ان دنوں کشتیوں کا بہت رواج تھا۔ سید امیر شاہ صاحب ساکن مدینہ والے جو کہ حضرت باباجی کرم الٰہی سرکارؒ کے پیر بھائی بھی تھے، اور بہت اچھے دوست بھی، انہوں نے ایک مرتبہ آپ کو کہا کہ آؤ کشتی کرتے ہیں۔ دوران کشتی انہوں نے سرکار کو نیچے گرادیا اور کہا میں جیت گیا ہوں۔ آپ نے یہ سن کر کہا شاہ جی آپ آل رسولؐ ہو اور امام حسینؑ کی اولاد ہو۔ آپ کو کوئی کیسے ہرا سکتا ہے۔

لڑکے کی بشارت دینا:

سید امیر علی شاہ صاحب ساکن مدینہ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ سائیں صاحب کے پاس ایک شخص دعا کیلئے آیا اور کہا جناب دعا فرمائیں اللہ مجھے اولاد کی نعمت

عطا فرمائے۔ آپ نے یہ سن کے کہا آسمان سے باز آیا ہے اس سے مراد تھی کہ اللہ تم کو بیٹا عطا فرمائے گا۔ آپ اکثریت مکاشفہ اسی طرح جواب دیا کرتے تھے۔

سائیں صاحب کا انصاف:

ایک دفعہ سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ کے بھائیوں کے درمیان زمین کے معاملہ پر کچھ اختلاف ہو گیا۔ وہ انصاف کیلئے آپ کے پاس آئے تو آپ نے ایک روٹی لیکر اسے دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے ان کو دے دی۔ جس کا مطلب تھا زمین برابر دو حصوں میں تقسیم کی جائے۔

باطن کا آپ پر آشکار ہونا:

چوہدری رحمت ساکن گھریرہ کا بیان ہے ایک دفعہ میں حضرت پیر شاہ غازی قلندر کی زیارت کیلئے گھر سے نکلا۔ چونکہ شہر سے ہو کر جانا تھا۔ لہٰذا میں باباجی کی زیارت کیلئے حاضر ہوا اور کافی دیر بیٹھا رہا۔ حتیٰ کہ آپ نے آواز دی۔ پیر شاہ غازی جانے والے جوان تم کو دیر ہو گئی ہے۔ میں نہ اُٹھا آپ نے پھر آواز دی تو میں اُٹھ کر چلا گیا۔ اس سے یہ صاف معلوم ہو رہا ہے کہ کیسے آپ کو دوسروں کے قلوب پر بھی تصرف حاصل تھا۔

مقدمہ قتل سے رہائی:

چوہدری رحمت علی سندگھریراں بیان کرتے ہیں کہ یہ میرا چشم دید واقع ہے ایک دفعہ میں حضرت باباجی کرم الٰہی سرکارؒ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک سکھ حاضر خدمت ہوا اور کہا کہ اس کے پانچ آدمی مقدمہ قتل میں جیل میں بند ہیں۔ جناب دعا فرمائیں یہ سنتے ہی باباجی نے اسے ڈنڈوں سے مارنا شروع کر دیا۔ ابھی اسے تین چار ڈنڈے ہی پڑے تھے کہ وہ درد کی شدت سے بھاگ کھڑا ہوا۔ آپ نے اسے بھاگتے دیکھ کر فرمایا۔ پانچواں درمیان میں ہی چھوڑ گئے ہو۔ اُسے رہا نہیں کروانا۔ اس طرح 4 آدمی رہا ہو گئے اور پانچویں کو پھانسی کی سزا ہو گئی۔

سولہ روپے عطا کرنا:

مائی نور بیگم ساکن مدینہ سیداں کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ وہ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے بیٹے کی ملازمت کیلئے دعا کیلئے عرض کیا۔ تو آپ نے مجھے 16 روپے عطا کیے۔ کچھ عرصہ بعد جب میرے بیٹے کو ملازمت ملی تو اسے جو تنخواہ مقرر ہوئی وہ بھی 16 روپے تھے۔

مقدمہ قتل سے رہائی:

قصبہ پیارا جو گجرات سے تقریباً 8 کلومیٹر ہوگا۔ وہاں کی حضرت حسین بی بی سرکار جو حضرت سائیں کرم الٰہی سرکارؒ کی مرید تھیں، کے کچھ عزیز ایک مرتبہ مقدمہ قتل

میں قید ہوئے جب سب کوششیں ناکام ہونے لگیں۔ تو آپ سے تمام عزیزوں نے کہا کہ باباجی کرم الٰہی سرکارؒ سے کہیں کہ دعا فرمائیں۔ آپ باباجی کی خدمت عالیہ میں روزانہ صبح حاضر ہوتیں اور شام کو گھر واپس تشریف لاتیں۔ ایک مرتبہ جب آپ صبح خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو ایک کاغذ کا ٹکڑا باباجی سرکار کے آگے ڈال دیا۔ آپ نے اسے اُٹھایا اور سامنے جو آگ روشن تھی۔ اس میں ڈال دیا وہ کاغذ کا ٹکڑا اصل میں رہائی کیلئے درخواست تھی۔ جو آپ نے حضرت باباجی کی خدمت اقدس میں کی۔ اس طرح کچھ دن یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آپ کاغذ کا ٹکڑا باباجی کے سامنے رکھتیں اور آپ اسے اُٹھا کر آگ میں پھینک دیتے۔ آخر ایک دن جب کاغذ کا ٹکڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا۔ حسین بی بی جاؤ سب رہا ہو گئے ہیں۔ اس طرح باباجی کی دعا سے سب عزیز مقدمہ قتل سے باعزت رہا ہو گئے۔

دیور سے شادی کا حکم دینا:

حضرت حسین بی بی سرکار جو کہ باباجی کی محبوب مرید تھیں اور باباجی بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ جو کام بھی کرنا ہوتا وہ اس کا حکم باباجی سے ہی حاصل کرتیں۔ بی بی سرکار کی بیٹی رحمت بی بی اور جن کی شادی قصبہ مہندہ میں ہوئی تھی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد ان کے خاوند کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے باباجی سے عرض کیا۔ جناب اب رحمت کے بارے کچھ حکم فرمائیں۔ باباجی نے فرمایا حسین بی بی رحمت کی شادی اب گھر میں ہی اس کے دیور سے کر دی جائے اور پنجابی میں فرمایا۔ کھوہ دی مٹی کھوہ وچ ہی لاؤ۔ لیکن لڑکے والے نہ مانے اس طرح رحمت بی بی اپنے گھر چلی گئی۔

کچھ عرصہ بعد رحمت بی بی کے والد فضل احمد نے بیٹی کا رشتہ حسین بی بی سے خفیہ طور پر موضع مہلو کر دیا۔ بیٹی کو نکاح کر کے رخصت کر دیا۔ کیونکہ بی بی سرکار رحمت کی شادی کیخلاف تھیں۔ جب پتہ چلا سخت ناراض ہوئیں۔ اور فرمایا رحمت نے آباد نہیں ہونا۔ کیونکہ میرا مرشد کا یہی حکم ہے۔ اتفاق سے جب رحمت بی بی سسرال گئیں تو دوسرے ہی دن اس کے خاوند کو فوج سے خط آیا۔ اور وہ رحمت بی بی کو چھوڑ کر نوکری پر چلے گئے۔ پیچھے رحمت بی بی کو ایسا بخار ہوا کہ گھر والے انہیں گھر لے آئے۔ مائی صاحب حضرت حسین بی بی کو پتہ چلا تو فرمایا میرے مرشد ناراض ہیں۔ اب رحمت نے نہیں بچنا۔ آپ رحمت کو نہ دیکھیں نہ اس کے قریب جائیں۔ آخر جب انتقال کا وقت آیا۔ عزیزوں نے کہا بی بی سرکار رحمت کو معاف کر دیں اور اسے ملیں۔ رحمت کو دیکھا اور فرمایا۔ رحمت بی بی کی چارپائی صحن میں لے آؤ اور اس کا منہ میرے مرشد خانے کی جانب کر دو اور رحمت سے کہو معافی مانگے یوں رحمت بی بی کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح حضرت باباجی کی بات نہ صرف سچ ثابت ہوئی۔ اور رحمت بی بی کسی اور جگہ آباد نہ ہو سکیں۔

خاک لگانے کا حکم:

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ڈاکٹروں نے حضرت حسین بی بی سرکار کو لاعلاج قرار دے دیا اور آپ کی بیماری جسے اس وقت پنجابی میں ''دگھبیر'' کہتے تھے اور جو آجکل کینسر ہے۔ آپ کو لاحق ہو گئی تھی۔ کینسر کا پھوڑا ایک ناسور بن گیا۔ ہر وقت بہتا رہتا۔ آخر جب تمام جانب سے مایوس ہو گئیں تو باباجی حضرت کانواں والی سرکارؒ کی

خدمت عالیہ میں حاضر دعا ہوئیں۔آپ نے دیکھتے ہی کہا۔حسین یہ جو آگ جل رہی ہے اور ارد گرد خاک پڑی ہے لگاؤ۔ جب مائی صاحبہ نے خاک لگائی تو ایسے لگا جیسے بدن میں جان پڑ گئی ہو۔اس طرح کچھ دن یہی عمل کرتی رہیں۔اللہ کی کرم نوازی ہوئی اور باباجی کی نظر کرم سے صحت یاب ہوگیں۔اب آپ ظاہری طور پر تو صحت یاب ہو چکی تھیں۔لیکن باطنی طور پر مرض عشق میں مبتلا ہوگئیں اور آپ باباجی کی مرید ہوگئیں اور باقی تمام زندگی باباجی کرم الٰہی سرکارؒ کے نام کردی۔اور راہ سلوک میں وہ مقام پایا کہ ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئیں۔

ملازمت کی بحالی کیلئے دعا:

حضرت حسین بی بی سرکار کے خاوند چوہدری فضل احمد جو کہ حاضر سروس تھانیدار تھے اور اپنے محکمہ میں دیانت دار مشہور تھے کو کچھ لوگوں نے رشوت کے جعلی مقدمہ میں ملوث کر کے ملازمت سے برخاست کروا دیا۔ گھر میں بڑی تشویش کی لہر دوڑ گئی۔حضرت مائی صاحبہ نے یہ تمام ماجرا باباجی سرکارؒ سے عرض کیا اور درخواست کی کہ جناب دعا فرمائیں کہ ملازمت بحال ہو جائے۔باباجی نے یہ سن کر فرمایا۔حسین بی بی ہم نے تھانیدار کو منشی لگا دیا ہے۔اب اس کی روٹیاں کچہری میں ہیں۔اس اشارہ سے یہ بات آپ کو صاف پتہ چل گئی کہ اب ملازمت بحال نہیں ہوگی۔اس طرح آپ نے اپنے خاوند کو فرمایا۔باباجی نے آپ کو کچہری منشی لگا دیا ہے۔پھر زمانہ نے دیکھا۔ آپ ساری زندگی کچہری میں ایک وکیل کے منشی رہے وہ وکیل گجرات کا سب سے بڑا وکیل تھا۔جس کا نام حکیم چراغ تھا۔وہ آپ سے بہت پیار کرتا تھا اور آپ کو اپنا والد

قرار دیتا تھا۔ اس طرح جیسے آپ تھانیدار مشہور تھے۔ اسی طرح آپ پھر ہر طرف منشی فضل احمد مشہور ہوئے۔ یہ سب بابا جی حضرت کرم الٰہی سرکارؒ کی توجہ سے ہی تھا۔ کہ تمام لوگ آپ کا بے حد احترام اور آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔

......☆☆☆......

حضرت پیر سچیار کے پاس حاضری دینا:

دنیا میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں جس نے ان اولیاء اللہ کے قدموں کو نہ چوما ہوا۔ ان اولیاء اللہ نے اپنی روحانی تسکین کیلئے دور دراز کے سفر کیے۔ سخت سے سخت مشکلیں برداشت کیں اور سلوک کی اعلیٰ منازل طے کیں۔ دن رات عبادت ریاضت میں بسر کیے۔ اپنے مرشد کے حکم پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور رضائے مرشد حاصل کرنے کیلئے اپنا تن من دھن قربان کر دیا۔ اور سلوک کی پہلی منزل جسے فنافی الشیخ کہتے ہیں۔ پر فائز ہوئے اور توجہ مرشد سے فنافی الرسول سے فنافی اللہ کے مقام پر فائز ہوئے۔ انہی بزرگوں میں ایک سلطان العارفین سراج العالمین حضرت باباجی کرم الٰہی سرکار تھے جنہوں نے 12 سال اپنے مرشد حضرت پیر امام شاہ صاحب کی حاضری دی۔ اور آپ کے حکم سے گجرات سے تقریباً 12 کلومیٹر دور جلالپور جٹاں کے فقیر نوشہرہ میانہ میں حضرت پیر سچیار کے آستانہ عالیہ پر بھی 12 سال حاضری دی اور فیوض و برکات کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ یہاں ہمارا مطلب انہیں پیر سچیار جو کہ کمبل پوش کے لقب سے مشہور ہوئے کا تذکرہ کرنا ہے۔ جو کہ حضرت قبلہ عالم امام الوقت قطب دوراں مجدد وقت حضرت پیر نوشہ گنج بخشؒ کے محبوب خلیفہ تھے۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ سلسلہ قادریہ کے ایک عظیم روحانی بزرگ تھے۔ جن کا مزار رنمل شریف پھالیہ شریف میں واقع ہے۔

......☆☆☆......

حضرت پیر سچیار عرف کمبل پوش :

آپ کا نام پیر محمد تھا۔آپ کے والد صاحب کا نام ملک وارث تھا۔ جو ایک شریف اور نیک دل مزاج کے بندے تھے۔آپ کا تعلق قوم گکھڑ سے تھا۔آپ کا آبائی وطن موضع نڑالی تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی تھا۔آپ کے والد کافی مالدار تھے۔آپ گیارہویں صدی ہجری کے آغاز میں پیدا ہوئے۔آپ کی تاریخ پیدائش کے بارے تذکرہ نگاروں میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔اور حتمی تاریخ پیدائش کا کسی کو صحیح علم نہیں۔حضرت پیر محمد سچیار بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔نشان ولایت آپ میں بچپن میں ہی نظر آتا تھا۔اور آپ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں زیادہ وقت صرف نہ کرتے۔صفتِ درویشی بچپن سے ہی موجود تھی۔ ہر وقت غور وفکر میں مبتلا رہتے۔سن شعور کو پہنچنے کے بعد آپ نے اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہا اور معرفت کی تلاش میں رسم اولیاء ادا کرتے ہوئے دور دراز کے سفر کیے اور راہ سلوک میں ہر قسم کی پریشانی اور تکلیف کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔سفر کرتے کرتے پہلے وزیر آباد پہنچے جہاں سے کچھ عرصہ بعد موضع کالیکی پہنچے اور کالیکی کی زمین نے آپ کے قدم چومے۔کالیکی دریائے چناب کے کنارے ایک قصبہ ہے۔عرصہ بعد آپ کی والدہ بھی آپ کو تلاش کرتے کرتے کالیکی پہنچیں اور یہیں قیام فرمایا۔آپ کی والدہ کا انتقال بھی کالیکی میں ہوا اور یہیں دفن ہوئیں۔

تلاش مرشد:

تلاش مرشد کے سلسلہ میں سب سے پہلے آپ نے حضرت شاہ پھولاؒ کے حضور حاضری دی اور حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی درخواست کی۔ حضرت شاہ پھولاؒ نے فرمایا۔تمہارا نصیب حضرت نوشہ گنج بخش قادری نوشاہی کے پاس ہے۔ جو مٔوضع ساہن پال میں تشریف فرماہیں وہاں چلے جاؤ۔ یہ بات سن کر آپ حضرت نوشہ گنج بخش قادریؒ کے حضور حاضر ہوئے۔جس وقت ساہن پال پہنچے۔ حضرت نوشہ گنج بخش اپنے حجرہ میں موجود تھے۔ حجرہ میں داخل ہوئے اور حضور نوشہ گنج بخشؒ کے قدموں میں گر پڑے۔آپ کو دیکھتے ہی حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے فرمایا۔ پیر محمد ہم کو تیرا انتظار تھا۔ آج تم آ گئے ہو اور اپنی بیعت سے سرفراز فرما کر ایک ہی نگاہ میں مقام ولایت پر پہنچا دیا۔ آپ کو سچیار کا لقب بھی حضرت نوشہ گنج بخش قادریؒ نے ہی عطا فرمایا۔ حضرت نوشہ گنج بخش قادری نوشاہیؒ نے آپ کو حکم دیا۔ نوشہرہ مغلاں چلے جاؤ اور وہیں رشد وہدایت کا کام سرانجام دو۔ مرشد کے حکم سے آپ نوشہرہ مغلاں تشریف لے گئے نوشہرہ میں اس وقت ایک روحانی بزرگ موجود تھے۔ جن کا نام حضرت مکھن شاہ تھا۔ آپ سب سے پہلے حضرت مکھن شاہ سے ملے۔ حضرت مکھن شاہ نے آپ سے فرمایا پہلے میں یہاں لوگوں کی خدمت کر رہا تھا اب یہ علاقہ آپ کے سپرد کیا۔ یوں آپ وہاں رشد وہدایت میں مشغول ہو گئے۔

آپ کے معمولات :

آپ دریائے چناب کے کنارے بیٹھ کر یادالٰہی میں مصروف ہو گئے۔ دن رات اللہ تعالیٰ کا ذکر وفکر کرتے ، نہ دن کا ہوش نہ رات کی خبر تھی۔ ہر وقت یادالٰہی میں گم رہتے۔ ایک روز ایک روٹیاں پکانے والی عورت آپ کے حضور حاضر ہوئی اور عرض کیا حضور آپ ہر وقت دھوپ میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر حکم دیں تو ہم آپ کیلئے ایک جھونپڑی بنا دیں۔ جس وقت وہ بات کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی کی چھڑی تھی۔ آپ نے وہ لیکر زمین میں گاڑدی۔ پھر کیا تھا وہ چھڑی یک دم ایک ہرا بھرا درخت بن گئی اور آپ پر سایہ دینے لگی۔ دن رات آپ کی خدمت میں لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی۔ جو اپنی روحانی پیاس آپ کے حضور حاضر ہو کر بجاتے۔

وفات :

یہ قانون خداوندی ہے کہ جس نے پیدا ہونا ہے اس نے ایک دن مرنا بھی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ عام آدمی اور ولی اللہ کی موت میں فرق ہوتا ہے۔ یہ ولی اللہ لوگ مرتے نہیں بلکہ لوگوں کی نظروں سے پردہ کر لیتے ہیں اور ایسے ہی اپنے دوستوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''وہ زندہ ہیں اور تمہیں اس بات کا شعور نہیں''

زندگی کی اس پگڈنڈی پر سفر کرتے کرتے آخر 1119 ہجری میں حضرت پیر محمد سچیار بھی اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔

......☆☆☆......

پیر سید ولایت علی شاہ :

گجرات سے کوئی دس پندرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مشہور اور معروف قصبہ ہے جس کا نام رانیوال ہے۔ یہاں پر حضرت میراں یحیٰؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ 840 ہجری کو ترمذ سے تبلیغ دین کیلئے دہلی تشریف لائے۔ اس وقت مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کا دور۔ کہتے ہیں کہ آپ کی دعاؤں سے ظہیر الدین بابر کو فتوحات نصیب ہوئیں۔ انہی میراں یحیٰ جناب کی اولاد سے آسمان ولایت پر ایک ایسا ستارہ نمودار ہوا جس کی چمک نے ہر ایک کو روشن کر دیا۔ جس کا نام پیر سید ولایت شاہ صاحب ہے جو آپ نے وقت کے پیر طریقت رہبرِ شریعت تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ مادر ذات ولی اللہ تھے۔ بچپن میں ہی آپ کی عادات جدا گانہ اور منفرد تھیں۔

تعلیم و تربیت پیر ولایت شاہ :

تعلیم کے سلسلہ میں پہلے آپ چنڈلہ شریف تشریف لے گئے اور چنڈلہ شریف میں رہ کر آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ چنڈلہ شریف کا بہت احترام فرماتے۔ جب بھی جنڈلہ شریف تشریف لے جاتے تھے۔ جوتے اُتار لیتے اور ننگے پاؤں جاتے۔ جتنے دن جنڈلہ شریف رہتے حدود چنڈلہ شریف میں پیشاب نہ کرتے۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد تفسیر حدیث اور فقہ کی تعلیم کے سلسلہ میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور تشریف لے گئے۔ پھر مزید تعلیم کے سلسلہ میں جامعہ نعمانیہ لاہور تشریف لے گئے۔

بیعت :

جب آپ ظاہری تعلیم و تربیت سے فارغ ہوئے تو آپ کو روحانی قلبی تسکین کے سلسلہ میں مرشد گرامی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ دور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ؒ حضرت قاضی سلطان محمودؒ اور بابا جی کرم الٰہی سرکارؒ جیسے اولیاء کرام کا دور تھا۔ جو اس وقت کے آسمانِ ولایت کے آفتاب تھے۔ فیض روحانی سلسلہ میں آپ نے اپنی نسبت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ سے کی اور 1915 ہجری میں ان کی خدمت میں پیش ہو کر بیعت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔

بابا جی سے فیض ملنا:

اپنے مرشد کے علاوہ آپکو بابا جی کرم الٰہی المعروف کانواں والی سچی سرکارؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ شروع زمانے میں تو آپ بابا جی کی مخالفت کرتے تھے۔ لیکن پھر ایسی عقیدت ہوئی کہ نماز جنازہ پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ لہٰذا اکثر بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کبھی کبھار آپ کے بیٹے سید محمود شاہ صاحب بھی آپ کیساتھ ہوتے۔ ان سے بھی بابا جی سرکار بڑی محبت اور شفقت فرماتے۔ لہٰذا روحانی فیض اپنے مرشد گرامی کے علاوہ بابا جی سرکار سے بھی حاصل کیا۔

وفات:

آپ کا وصال 31 جولائی 1971ء کو بروز جمعہ ہوا آپ کا روضہ مبارک محلّہ علی پورہ میں واقع ہے۔ محلّہ علی پورہ آپ نے اپنے مرشد گرامی کے نام پر رکھا۔ روضہ مبارک شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ روضہ مبارک کے ساتھ مسجد اور مدرسہ بھی قائم ہے۔

......☆☆☆......

حضرت پیر سید امام شاہ صاحب :

افق قادریہ سے طلوع ہونے والے اس ماہ منیر اور آفتاب درخشاں کا نسبی وحسبی تعلق حضرت پیران پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے خانوادہ سے ہے۔ شہنشاہ طریقت زینت ابدال حضرت پیر سید امام شاہ صاحب کا نسبی تعلق حضرت پیر سید عبدالقادر ثانی آخرین سے ہے جو رشتے میں آپ کے پردادا ہیں اور جن کا مزار مبارک ضلع جھنگ میں مرجع گاہ خلائق ہے۔ حضرت پیر سید عبدالقادر سلسلہ قادریہ کے مشہور زمانہ مبلغ اور خانوادہ سید الامام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحب طریقت بزرگ تھے ان کا شجرہ نسب 28 واسطوں سے ہے۔ مولا مشکل کشا اور 19 واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر سے ملتا ہے آپ کے والد پیر سید ابراہیم شاہ بارگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین حضرت پیر سید یٰسین بغدادی کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ حضرت پیر سید عبدالقادر ثانی آخرین نے بھی اپنی بیعت حضرت پیر سید یٰسین بغدادی کے دست حق پر ہی کی۔ بارگاہ غوثیہ سے فرائض غوثیت ملنے کے بعد آپ جھنگ کے علاقہ پیر کوٹ تشریف لائے۔ آپ نے تین شادیاں کیں، ان میں سے ایک شادی سید حسن شاہ گیلانی لاہوری کی دختر نیک اختر سے ہوئی جن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو 6 فرزند عطا کیے جن میں سے ایک کا نام پیر سید ابراہیم شاہ جو حضرت قطب عالم شیخ طریقت زینت ابدال حضرت پیر سید امام شاہ صاحب کے دادا حضور ہیں۔ حضرت پیر سید امام شاہ صاحب کے والد ماجد گرامی قدر کا نام مبارک حضرت پیر سید حسین شاہ تھا۔ جو اپنے والد کے ہاتھ پر ہی بیعت تھے۔

حضرت پیر سید امام شاہ بارگاہ غوثیت سے روحانی طور پر حکم ملنے کے بعد ضلع گجرات تشریف لے آئے اور گجرات کے قریب چنڈالہ شریف میں سکونت اختیار کی اور رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی اور لوگ دور دور سے اپنی روحانی پیاس بجھانے کیلئے آپ کے آستانہ پر حاضری دینے لگے آپ نے بھی اپنی بیعت اپنے والد پیر سید حسین شاہ کے ہاتھ پر ہی کی۔

آپ نے شادی بھی سنت نبوی کے مطابق کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد نرینہ حضرت پیر سید غلام سرور شاہ گیلانی عطا فرمائے جس کی پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

حضرت پیر سید امام شاہ صاحب نے تمام روحانی مدارج اپنے والد گرامی کے زیر سایہ طے کیے اور رتبہ خلافت حاصل کیا آپ کی زندگی دن رات مخلوق خدا کے لیے وقف تھی۔ آپ نے ولایت کے رتبہ پر فائز ہونے کے بعد سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز کیا جو آخر تک قائم رہا۔ آپ کا مزار مبارک چنڈالہ شریف ضلع گجرات میں مرجع گاہ خدالق ہے۔ مزار مبارک خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اندر شیشے کی گلکاریاں کی گئیں۔ دیوار پر آپ کا شجرہ طریقت درج ہے۔

......☆☆☆......

ونجلی رانجھن دی

اللہ ہو دا ذکر سُناوے ایہہ ونجلی رانجن دی
راہ عشق دی آپ وکھاوے ایہہ ونجلی رانجن دی
جھدے مونڈے کملی کالی اے جہڑا دو جگ دا والی اے
ماہی مدنی دا ورد پکاوے ایہہ ونجلی رانجن دی
اہیہ ونجلی روحاں نو میلیں ایہہ ونجلی وسائندی بیلے
سد ہیر نوں کول بیٹھاوے ایہہ ونجلی رانجن دی
ایس ونجلی سوہنی نوں بچایا وچ چناں محی وال ملایا
کچے گھڑے اُتے سفر کراوے ایہہ ونجلی رانجن دی
ربّ نوں ویکھن موسیٰ چلا اُتھے ڈیگ پئی نور تجلاّ
کوتور دا سرمہ بناوے ایہہ ونجلی رانجن دی
بھایاں کولوں وکھ کراکے یوسف ۔ تکڑی وچ پوا کے
وچ مصر بازار وکاوے ایہہ ونجلی رانجن دی

انا الحق دا نعرہ اُوکھا شاہ منصور سمجھایا سوکھا
چڑھ سولی آن ہساوے ایہہ ونجلی رانجن دی
ایدے اگے بلّہا نچیا کھول کے راز حقیقی دسیا
پیراں وچ کنگرو پواوے ایہہ ونجلی رانجن دی
جس کعبہ سب کوہایا اے نیزے اُتے قرآن سنایا اے
نعرہ حیدر اے لاوے ایہہ ونجلی رانجن دی
یار دا تابش پلا پھڑ لاۓ جیند رانجھے دے ناوے کرلیں
ہر مشکل وچ بچاوے اہیہ ونجلی رانجن دی

صغیر احمد تابش گل کلاں نارووال 0300-8954213

حضرت قبلہ کرم الٰہیؒ المعروف کانواں والی سرکار (گجرات)

""" صحافی ادیب شاعر ڈاکٹر اعجاز احمد چوہدری سماجی راہنما حافظ آباد"

گجرات شہر کے والی حضرت کانواں والی سرکارؒ ہیں یہیں حضرت شاہ دولہاؒ بھی تشریف فرما ہیں۔ ان کا مقام بھی بہت بلند ہے۔ حضرت کانواں والی سرکارؒ انفرادی کرامات کے مالک ہیں قبلہ نے اس جہاں فانی کو1929ء میں داغ مفارقت دیا تو مریدین کی حالت دیدنی تھی کہ جیسے ان سے سب کچھ چھین لیا گیا ہے۔ اس وقت کے چشم دید گواہ بتاتے ہیں کہ سرکار ان دنوں گندم جو ملے منگوا کر علیحدہ کرواتے رہے جب کوئی سوال کرتا کہ سرکارؒ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ بڑے پیار سے اور نرمی سے فرماتے تھے کہ مسلمان اور ہندو علیحدہ کر رہا ہوں۔ یہ بھی پیشن گوئی فرماتے کہ پاکستان ضرور بنے گا۔ وقت نے دکھایا کہ دنیا کے نقشے پر مملکت پاکستان بن کر ہی رہا۔ جہاں حضرت جماعت علی شاہؒ کا پاکستان بنانے میں بہت ہاتھ تھا ان سے سے پہلے بنیادیں رکھنے اور دعائیں دینے والوں میں قبلہ کانواں والی سرکارؒ کی نظر کرم بطور خاص شامل رہی۔

سرکارؒ ان ہستیوں میں خاص الخاص مقام رکھتے ہیں جو مخلوقِ خدا کی حاجت روائی، دکھ درد، مشکلات دور کرنے کیلئے وظائف، عملیات، تعویزات، دھاگہ، نقش اور دم کرنے سے گریزاں رہتے۔ جب بھی ان کا مرید یا اجنبی سائل کسی بھی سلسلے میں کتنا بڑا مسئلہ یا سوال پیش کرتا آپ بلاتوقف فرمادیتے اچھا جا یہ کام ہوگیا۔ ہر سائل نے یہ کرامت دیکھی کہ وہ واپس جا کر گھر والوں سے پوچھتا تو جواب ملتا کہ اس وقت یہ مسئلہ حل ہوگیا تھا۔ تو وہ سائل جواباً کہتا کہ واقعی میں نے سرکارؒ کی خدمت میں اسی وقت

عرض کی تھی ۔

آپؒ کی کرامات بہت زیادہ ہیں ان میں یہ کرامت ایک منفرد مقام رکھتی ہے ایک دفعہ ایک سائلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جس کے بیٹے کو سزائے موت ہو چکی تھی ۔اسے کسی نے بتایا کہ سائیں سرکارؒ کے گھڑے سے اگر تم پانی لو تو تمہارا بیٹا پھانسی سے بچ جائیگا۔ چنانچہ اس عورت نے کئی دفعہ پانی پینے کی کوشش کی مگر سرکار نے اسے ہر بار روک دیا۔

اس نے پھر کوشش کی تو آپ نے جھڑک دیا تو وہ کہنے لگی بابا جی یہ پانی ہی ہے کونسا دودھ ہے جو پینے نہیں دے رہے اس پر بابا جی سرکارؒ جلال میں آگئے اور فرمایا جا کنویں سے جتنا چاہے دودھ پی لے اس عورت اور موجود مریدین نے دیکھا کہ کنویں کا چلتا پانی دودھ بن گیا اور بہت میٹھا دودھ، اس نے فوراً دودھ پیا اور چلی گئی اور اس کا بیٹا بھی بری ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب تک وہ کنواں چلتا رہا فصلوں کو بھی دودھ سے سیراب کیا گیا مخلوق خدا نے بھی بہت دیر دودھ ہی پیا!

کچھ عرصہ بعد آپؒ نے نظر بدلی تو وہی دودھ پانی بن گیا پچھلے دنوں شریف فیاض صاحب کے ساتھ میں نے دربار شریف حاضری دی اور بچوں کو جاب اور رشتوں کے لیئے عرض کی اور مشکلات دور کرنے کیلئے عرض گزاری میرے بیٹے کو فوری اسسٹنٹ منیجر کی نوکری سرکارؒ نے عنایت فرمادی باقی بھی انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ نوکری ملنے میں شریف فیاض کا وسیلہ بھی شامل ہے۔

مفتی احمد یار نعیمی کے حج کا واقعہ:

یہ واقعہ حضور سائیں رانجھاؒ صاحب سرکار نے راقم کو بتایا، کہ مفتی احمد یار نعیمی صاحب بہت بڑے عالم دین مفسر قرآن گجرت شریف کی ایک نامور شخصیت ہوئے ہیں آپ فرماتے ہیں میں ایک دفعہ حج پر گیا اور دونوں میاں بیوی حج پر گئے ہوئے تھے اور دھیان پیچھے تھا سوچ رہے تھے کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور چوری چکاری کا بہت زور ہے۔

خواب میں مفتی صاحب کو حضور کرم الٰہی کانواں والی سرکارؒ ملے اور کہا مفتی جس کام کیلئے آئے ہو وہ کام یعنی حج کیلئے آئے ہو تو دھیان آپ کا پیچھے ہے۔ پیچھے کا دھیان مت کریں۔ پیچھے میں جو ہوں، مفتی صاحب فرماتے ہیں میں نے پیچھے کا دھیان چھوڑ دیا بڑے دھیان سے حج کیا اور مفتی صاحب فرماتے ہیں۔جس مرد کامل کو ہمارے آنے کا اور نیت کا پتہ چل گیا ہے تو خیال کی نیت کا پتہ چل گیا ہے وہ ہمارا نقصان نہیں ہونے دیگا۔

جب حج سے واپسی پر آئے تو ہمارا کوئی سوئی برابر بھی نقصان نہیں ہوا تھا۔مفتی صاحب فرماتے ہیں میں نے سوچا کہ واقعی ہمارا راکھا پیچھے ہے۔

تلخ مزاجی:

جذب و مستی میں رہنے والے فقیروں سے بعض اوقات شدت غصہ میں ناروا الفاظ ہی زبان سے نکل جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اللہ کا فقیر دنیا کی حقیقت کو جانتے ہوئے حقیر جانتا ہے۔ چنانچہ دنیا داروں کو جن کو لالچ طمع اور برائیاں ہوں ان کو اچھا

نہیں جانتے خواہ وہ کتنے ہی امیر کبیر یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہوں بلکہ وہ بڑے لوگوں کی مذمت کرتے ہیں تاکہ دنیا دار اس کے پاس کم آئیں، حضرت سائیں سرکار بھی دنیا کی مذمت کرتے تھے۔ اور برائی اپنانے والے لوگوں کو بہت بُرا کہتے تھے۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے آپ لوگوں کو گالیاں نکالا دیا کرتے تھے۔

اور اعتراض کرنیوالے کہتے ہیں کہ فقیروں کی گالیاں دینا سنت رسول کے خلاف ہے۔ اگر چہ یہ بات درست ہے لیکن ولی جذب و مستی کے عالم میں غرق ہوتا ہے۔ اور جب اس کی طبع کے خلاف معمولی سی بھی کوئی حرکت ہوتی ہے۔ تو جلال میں غیر ارادی طور پر بے ساختہ اور اس کے منہ سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جس کی تقلید بالکل خلاف شرع ہے ملامت کے بارے میں اک نظریہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ خلوص ہے۔

اللہ کے فقیر ظاہری حرکات جو شرع کے خلاف ہوتی ہیں خود کو چھپاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملامت کے بارے میں میرا خیال ہے کہ اللہ کے فقیروں کو شیطان بہت تنگ کرتا ہے اور نت نئے روپ دھار کر ان کے پاس آتا ہے تاکہ اللہ کے فقیروں کو یادِ الٰہی سے غافل کرے۔ چنانچہ اللہ کے فقیر کے پاس جب لوگ حاجت روائی اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے آتے ہیں تو شیطان بھی ان لوگوں کے ساتھ آتا ہے۔ جو اللہ کے فقیروں کو نظر آتا ہے۔ جس نے انسانوں کو گمراہ کر رکھا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فقیر جب شیطان کو دیکھتے ہیں تو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور ملامت کرتے ہیں تو دنیا دار لوگ خیال کرتے ہیں کہ فقیر انہیں گالیاں دے رہا ہے۔ لیکن انسانی عقل حقیقت تک نہیں پہنچ

سکتی۔حضرت سائیں سرکار بھی برائی اور شیطان کو ملامت کیا کرتے تھے۔آپ کے پیر بھائی تشریف لاتے تو آپ بڑی ہمدردی سے پیش آتے اور انہیں کبھی کوئی بُرا لفظ نہ بولتے ۔حضرت پیر ولایت شاہ کا قول ہے کہ میں جب بھی حضرت سائیں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بڑے پیار سے بلاتے اور احترام کرتے کبھی گالی نہ دیتے ۔ایسے ہی حضرت سائیں سرکار اپنے ہمسفر نقشبندی بزرگ مولوی حبیب اللہ کا احترام کیا کرتے تھے۔

میرے نزدیک فقیر کی نظر جب دیکھتی ہے کہ جو آدمی دنیا کے لالچ میں اپنا فائدہ یا دوسروں کا نقصان سوچتا ہے اس کو گالیاں دیتے ہیں۔اپنے نفس کو گالیاں نکالتے ہیں اس کا نفس بڑا خوش ہوتا ہے میرے پاس دنیا بڑی آتی ہے اور میری بڑی منشا ہو رہی ہے کہ میں جو باتیں منہ سے نکالتا ہوں وہ پوری ہو جاتی ہیں میں بڑا ولی ہوں بڑا میرا مرتبہ ہو گیا ہے۔غیر شرعی کام کرتے ننگے بیٹھ جاتے ہیں لوگ یہ کہیں کہ یہ غیر شرعی ہے ۔یہ سودائی ہوتے اسطرح کے سودائی ہوتے ہیں یہ 100 سودا جانتے ہوتے ہیں۔یہ چھے سودائی دیوانے ہوتے ہیں وہ نہیں ہوتے ۔عقل سے خالی نہیں ہوتے دنیا ان کے آگے اسطرح ہوتی ہے جس طرح ہاتھ پر رائی کا دانہ ہوتا ہے۔

معمولات عام حالت:

آپ کا معمول تھا کہ سارا دن ایک جگہ پہ بیٹھے رہتے اور آپ سے کچھ فاصلے پر آنے والے لوگ آپ کے اردگرد بیٹھ جایا کرتے تھے۔آپ کے جلال کی وجہ سے آپ کے قریب جانے سے لوگ بہت ڈرتے تھے۔آپ کے ہاتھ میں کانے ہوتے

تھے جن کو آپ تسبیح کی جگہ استعمال بھی کرتے تھے۔ کانوں کا ایک مٹھا ایک ہاتھ پکڑا ہوتا اور ایک کانے پر اپنا وظیفہ پڑھتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے۔ اور اس طرح ذکر وفکر کا شغل جاری رہتا۔ آپ جب اِدھر اُدھر کہیں جاتے تو یہ کانے بھی ساتھ لے جاتے اور ان پہ تسبیح پڑھتے رہتے۔ کانے آج تک آپ کے مزار اقدس پر موجود ہیں۔

کنوّں سے پیار:

اللہ کی یہ حکمت ہے کہ اللہ کا ولی جس چیز سے لگاؤ رکھتا ہو وہ چیز اس کے ماتحت ہو جاتی ہے آخری عمر میں کنوّں سے آپ کو خاصا پیار تھا۔ اور خاص کر کنوّں سے ایسا کرتے تھے کہ اُن ہی کی نسبت سے آپ کا نام کانواں والی سرکار مشہور ہو گیا کووے ہر وقت آپ کے ارد گرد بیٹھے رہتے، بعض اوقات آپ کے بازو سر اور جسم کے حصوں پر بیٹھے رہتے تھے۔ حالانکہ کوّا اتنا ہوشیار پرندہ ہے کہ انسان کے سائے سے بھی گھبرا کر اُڑ جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی دوسرا آدمی آپ کے قریب آتا تو خوف سے اُڑ کر اِدھر، اُدھر ہو جاتے۔ آپ کو بھی کوّوں سے اتنا پیار تھا کہ جو نذر و نیاز آتی آپ اشارہ کرتے کوّوں کو ڈال دو۔ کوّوں کو لوگ ڈال دیتے کسی کو کہہ دیتے ان کھڑے آدمیوں کو بانٹ دو آپ کنوّں کو خوراک ڈالتے اور آپ چیونٹیوں کو بھی خوراک ڈالا کرتے تھے۔

کنوّں کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک آدمی تھا اس نے پوچھا آپ کنوّں سے اتنا پیار کرتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے میں اسلئے ان کو خوراک ڈالتا ہوں ان سے پیار کرتا ہوں میں یہ سوچتا ہوں کہ کہیں کوئی کربلا کا کوّا نہ آیا ہو کربلا سے بھوکا پیاسا نہ ہو!

خوراک: آپ کی خوراک بہت ہی معمولی تھی آپ کے پاس لوگ بڑی بڑی رحمتیں مثلاً عمدہ کھانے فروٹ، پلاؤ زردہ حلوے مٹھائیاں ہر قسم کے کھانے پراٹھے میٹھے، لیکر آتے یا تو لوگوں میں تقسیم کرا دیتے یا کنوؤں کو کھلا دیتے۔ آپ اپنے لیے روٹی خود پکاتے جس کی ایک سائیڈ پکی ہوتی اور ایک سائیڈ کچی ہوتی اور کھاتے جو دل مانگتا وہ نہ دیتے آٹا سو کھا لے کر کھا جاتے۔ اس کو پانی میں گھول کر پی لیتے کئی دفعہ خاک ساہ کھاتے، بچی روٹی کھا جاتے کچھ کنوؤں کو ڈال دیتے۔

عرس پاک کے تہوار:

1- حضور پیر امام شاہ صاحب سرکارؒ:
کا عرس میلہ ہاڑ کا پہلا اتوار میلہ دو دن رہتا ہے۔ بمقام چنڈالہ شریف (ضلع گجرات)
2- مرد قلندر حضور کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ بمقام دربار آستانہ عالیہ (گجرات) ساون کا پہلا اتوار تین دن میلہ رہتا ہے۔ ماہ صفر کی 22
3- حاجی سائیں رانجھا صاحب سرکار کا عرس پاک بھی صفر کی 22 تاریخ کو ہوتا ہے۔
4- پیر امام شاہ صاحب کا عرس پاک چنڈالہ شریف میں بھی ہوتا ہے۔ اور دربار حضور کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار گجرات شریف میں بھی ہوتا ہے۔ 13 پوہ انگریزی کی 27 دسمبر کو ہوتا ہے۔
5- ہر ماہ انگریزی کی تیسری جمعرات کو دربار عالیہ حضور کرم الٰہی کانواں والی سرکارؒ حضور سائیں سرور سرکار، خواجہ حضور سائیں محمد نعیم سرکار کے ڈیرے پر ہوتا ہے۔
6- حضور حاجی سائیں رانجھا صاحب سرکار کا ختم پاک راقم شریف فیاض وزیرآبادی کے گھر پر ہر سال 7 مئی کو ہوتا ہے۔

کرامات سائیں رانجھا صاحب

دل میں سوچنا اور آپ کا اجازت دینا

راقم اور اس کا بھائی دونوں ایک ایک ٹانگ دبا رہے تھے۔ راقم سوچ رہا تھا کہ موسم خراب ہے سرکار جانے کی اجازت دے دیں تو اچھا ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کا بھائی محمد صدیق کھیوے والی رہتا تھا۔ وہ بھی یہی سوچ رہا تھا موسم خراب ہے سرکار کبھی اجازت دے دیں تو بہتر ہے۔ راقم اور صدیق کی طرف دیکھ کر آپ فرماتے ہیں اچھا بیٹا موسم خراب ہے آپ چلے جائیں۔ راقم دربار کی حدود سے نکل کر کہتا ہے بھائی میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ آپ سرکار اجازت دے دیں۔ موسم خراب ہے۔ بھائی صدیق کہتے ہیں کہ میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔

گردہ کے درد کو آرام آنا:

راقم ایک دفعہ دربار کانواں والی سرکار گجرات شریف جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ راقم کی بیوی کہتی ہے۔ مجھے گردہ کا درد ہو رہا ہے آپ دربار جائیں گے تو جاتے ہی سرکار سائیں رانجھا صاحب کو کہنا مجھے گردے کا درد ہو رہا ہے۔ میرا پیغام دینا۔

راقم سرکار کے پاس پہنچا تو سرکار نے فرمایا بیٹا کیا حال تھا۔ بچوں کا۔ راقم نے کہا سب ٹھیک تھے۔ سرکار نے فرمایا میری بیٹی کا کیا حال تھا۔ راقم بھول گیا اور کہنے لگا وہ ٹھیک تھی۔ سرکار تقریباً 15 منٹ بعد پھر پوچھتے ہیں میری بیٹی کا کیا حال تھا۔ راقم نے کہا ٹھیک تھی۔ پھر جب تیسری دفعہ پوچھا تو راقم کو یاد آیا کہ سرکار اس کو تو درد ہو رہا تھا۔

مجھے یاد نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا جا تیرے جانے تک درد ٹھیک ہو جائے گا۔ راقم جب گھر پہنچا تو درد بالکل ٹھیک تھا۔

آپ سرکار سائیں رانجھا صاحب کبھی زندگی میں کوئی تعویز دھاگہ نہیں کرتے تھے۔ منہ مبارک سے نکل گیا اور ہو گیا۔

لنگر کا منہ مانگا مل جاتا:

راقم ایک دفعہ بس سے اترتے ہی یہ سوچ رہا تھا کہ آج کبھی میٹھے چاول سرکار کھلائیں۔ دربار جا کر ابھی بیٹھے 10 یا 15 منٹ ہوئے ہونگے تو ایک آدمی ریڑے پر دیگ لے کر آیا۔ ابھی ریڑہ کھڑا ہی ہوا تھا۔ سرکار نے فرمایا جا سائیں لوک تو کہہ رہا تھا میٹھے چاول کھانے ہیں۔ جا میٹھے چاول سرکار نے بھیجے ہیں۔ جاؤ لیکر آؤ اور آپ بھی کھائیں اور مہمانوں کو بھی کھلائیں۔

سائیں رانجھا صاحب کے سمجھانے کا طریقہ:

راقم بہت ہی مقروض ہو چکا تھا۔ سرکار کے پاس پریشانی کی حالت میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ سرکار دعا کریں ہمارا بھی لڑکا باہر چلا جائے۔ امریکہ، کینڈا، انگلینڈ وغیرہ۔ سرکار نے راقم کی طرف دیکھا اور آپ فرمانے لگے۔ بیٹا آپ پڑھے لکھے ہیں۔ آپ سمجھ دار ہیں لیکن مجھے ایک بات سمجھاؤ مجھے سمجھ نہیں آرہا۔ مسلمان لوگ 10,12 لاکھ روپے بھی دیتے ہیں اور پھر عیسائی ہو جاتے ہیں۔ کبھی عیسائی بھی دیکھا ہے۔ 10,12 لاکھ روپے دے کر مسلمان ہو جائے۔ بے قاعدہ گرجوں میں جاتے ہیں۔ پیپر میرج کیلئے۔ ان کے مذہب میں جاتے ہیں۔ پھر ان کے کاغذ بنتے ہیں۔

سائیں لوگ وہ مسلمان تو نہیں رہے۔ راقم نے سوچا یہ تو بات میں سوچ رہا تھا۔ سرکار سمجھ نہیں رہے تھے۔ یہ مجھ کو سمجھا رہے تھے۔

راقم کا آج تک کوئی لڑکا کسی دوسرے ملک نہیں گیا ہے۔ یہ ولی کامل کا طریقہ ہے۔ سمجھانے کا کوئی مولوی، ماں باپ اس طرح کی بات نہیں سمجھا سکتا۔

مرگی کا ٹھیک ہونا:

راقم کے بڑا لڑکا عبدالغفیر تقریباً سات سال کا ہو گیا۔ مرگی کی شکایت ہو گئی۔ مجھے یہ علم نہ تھا کہ کیا ہو گیا ہے۔ حکیموں نے کہنا کہ دماغی سودا ہے۔ تعویزوں والوں نے کہنا کسی نے تعویز ڈالے ہیں۔ جنوں والوں سے کہنا جن گونگے ہیں۔ بولتے نہیں۔ اسی طرح پانچ ماہ گزر گئے بہت پریشان تھا۔ دربار شریف لے گیا۔ سرکار سیڑھیوں پر بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا ابھی بھاگ دوڑ کر لینا تھی۔ قریب ہی مستری امتیاز تھا۔ وہ کہتا ہے سرکار مصیبت بن جائے تو دوڑنا پڑتا ہے۔

سرکار سائیں رانجھا صاحب فرماتے ہیں۔ فکر تم کیوں کرتے ہو فکر اس کا ہمیں ہے۔ اس کو سکول نہ بھیجنا۔ آپ نے فرمایا میں نے اس دن سے سکول نہیں بھیجا اور وہ لڑکا ٹھیک ہو گیا۔ اس کی شادی کی ہے ایک لڑکی اور ایک لڑکے کا باپ ہے۔ چند ماہ گزرے میں نے سوچا کہ اس کو سکول داخل کرا دیتا ہوں لیکن سرکار سے اجازت لے کر میں اور بابا جی سرکار بیٹھے تھے۔ میں یہ سوچ رہا تھا۔ مجھے کہتے ہیں لوگوں کے ان پڑھ پتر بھی تو ہوتے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا سرکار ٹھیک فرما رہے ہیں۔ میں نے سرکار سے کہا سرکار ہمارا پریس ہے۔ چھاپہ خانہ اور پڑھے لکھے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پڑھا

ہوتا تو ہمارے والا کام کر لیتا۔آپ سرکار فرماتے ہیں جا سائیں لوک یہ تمہارے والا کام کر لیا کرے گا۔آپ یقین کریں دوسری جماعت مکمل نہیں پڑھی۔لیکن وہ لڑکا پرنٹنگ پریس کا کام چلا رہا ہے۔اس کو اردو، پنجابی، انگلش کے شادی کارڈ خود کمپیوٹر پر بنانا آتے ہیں۔بڑے احسن طریقے سے کام چلا رہا ہے۔اگر کسی کو بتائیں کہ یہ سکول نہیں پڑھا تو وہ مانتا نہیں۔یہ آپ سرکار کی دعاؤں کا اثر ہے جو منہ سے نکل گیا وہ ہو گیا۔میاں محمد بخش فرمایا کرتے ہیں۔ان لوگوں کیلئے

قلم ربانی ہتھ ولیاں دے لکھے جو من بھاوے

پرنٹنگ پریس کا ڈکلیریشن ملنا:

جب راقم نے 1984ء میں پریس لگایا۔تو سرکار سے مشورے کے طور پر پوچھا۔اجازت سرکار میں پریس کی درخواست کس نام پر دوں۔آپ نے فرمایا آپ کس نام کا سوچ رہے ہیں۔میں عرض کیا میرا تو دل ہے۔میں پریس کا نام کرم الٰہی پرنٹنگ پریس رکھوں۔آپ سرکار فرماتے ہیں یہ ٹھیک ہے۔میں نے درخواست دے دی۔میرا نام جاتے ہی سلیکٹ ہو گیا۔میرا ایک زندگی کا معمول تھا۔میں نے جو بھی کام کرتا تھا۔آپ سے مشورہ کر لیتا تھا۔جو آپ سرکار نے فرما دیا اس پر عمل کرنا۔اس طرح مجھے کوئی نقصان نہ ہوتا۔آج بھی کرم الٰہی پرنٹنگ پریس بلمقابل سیشن کورٹ سیالکوٹ روڈ وزیرآباد کام کر رہا ہے۔

آپ کی دعا سے روٹا مشین کا ملنا:

راقم ایک دفعہ بہت مقروض ہو چکا تھا۔ الیکشن قریب تھا۔ بہت پریشان تھا الیکشن کی تاریخ بھی قریب تھی۔ میں سائیں رانجھا صاحب سرکار کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کوئی تیسرا آدمی نہیں تھا۔ میں آپ کی ٹانگیں دبا رہا تھا۔ میں نے کہا کہ سرکار کہتے ہیں پیر بڑا یا یقین میرا یقین بڑا ہے۔ سرکار ہمارا الیکشن کا سیزن لگے گا کہ نہیں سرکار فرمانے لگے۔ لگے گا، لگے گا۔ آپ مسکرانے لگے کہتے ہیں مشین بھی مل جائے گی۔

میں جب دربار شریف سے نکل کر پریس پر پہنچا تو میرے آنے سے پہلے دروازے پر ایک آدمی کھڑا تھا۔ جس کا نام باوا منشاء ڈھونیکی گاؤں میں رہتا ہے۔ مجھے کہتا ہے۔ بھائی شریف میں آپ کو مشین لے کر دیتا ہوں۔ رقم الیکشن کا سیزن لگا کر پھر دے دینا۔ میرے شاگردوں کے پاس مشین ہے جو علی پور میں ہے۔ میرے پاس کرایا تک نہیں میرے لیے گجرات شریف سے آیا تو آدمی کھڑا تھا۔ مشین لے کر دینے کیلئے میں باوا منشاء صاحب کے علی پور چلا گیا۔ اور کہتے ہیں مشین ہم نے ڈیڑھ لاکھ کی لی ہے۔ ڈیڑھ لاکھ کی دینی ہے۔ بیشک سال پڑی رہے۔ دوکانیں اپنی ہیں ہمیں کوئی کرایہ تو نہیں پڑ رہا۔ مشین روٹا بڑی اچھی حالت میں تھی۔ باوا منشا کہتے ہیں۔ 25000 روپے کر کے دے دو بھائی شریف۔ میں آپ کو مشین لے کر دیتا ہوں۔ میں پریشان ہو گیا مجھے تو کوئی ایک سو روپے تک نہیں دیتا اتنی رقم کہاں سے ملے گی۔

میرا ایک دوست تھا جو منظور آباد میں رہتا ہے۔ میں نے اس کے 30000 روپے دینا تھے۔ چار سال گزر گئے۔ میں مقروض تھا اس کا۔ میں اس کے پاس گیا محمود یار الیکشن قریب ہے۔ مشین ادھار ملتی ہے۔ الیکشن کا سیزن لگا کر رقم دینی

ہے۔آپ کی پہلی رقم بھی مل جائے گی۔ جواب دے رہے ہو۔ یہ بھی مل جائے گی۔ اس نے 20000 روپے مجھے دے دیئے۔ 5000 روپے کسی اور دوست سے لیے۔ تو میشن والے کے پاس چلا گیا۔ وہ کہتے ہیں 50000 روپے اور لیکر آئیں تب مشین لے جائیں۔ میں پریشان ہو گیا۔ 50000 روپے میں کہاں سے لاؤں گا۔ باوا منشاء کہتے ہیں میں فیصلہ کرتا ہوں۔ نہ آپ کا 50 ہزار روپے اور نہ آپ کا 25 ہزار روپے۔ جاؤ شریف بھائی 30000 روپے لے آنا تو مشین لے جانا۔

میرا ایک دوست امریکہ تھا۔ جس کا نام سیّد افتخار شاہ تھا۔ میں نے اس کو فون کیا اس نے رقم بھیج دی۔ میں جس جس کے پاس گیا سرکار کے کرم سے رقم ملتی گئی۔ وہ مشین والے کہتے تھے اب اشٹام کرانا ہے میں نے کہا کرا لو۔ پھر ہم مشین لے کر آ گئے۔ الیکشن سیزن کے بعد مشین کی رقم نکل آئی۔ میں نے جن جن سے رقم پکڑی تھی۔ ان کو لوٹا دی۔ مشین کا بقایا 40 ہزار روپے رہ گئے تھے۔ وہ مشین لینے آ گئے۔ اپنے وعدے پر رقم دو یا مشین دو۔ مجھے کوئی آدمی سود پر بھی نہ دیتا تھا۔ پریشان حال میں میں ڈارسن فیکٹری چلا گیا۔ وہاں بابو علی محمد دھونکل کے رہنے والے تھے۔ وہ پوچھتے ہیں شریف کیا بات ہے۔ بڑا پریشان ہے۔ میں نے ان کو کہا بابو جی مشین والے مشین لینے آ گئے ہیں 40 ہزار روپے بقایا رہتے تھے۔ میں بیٹھے بیٹھے سرکار سے باتیں کر رہا تھا۔ سوچ رہا تھا مشین واپس کرانی تھی تو لے کر کیوں دی ایک ماہ جاگتے رہے۔ ایک لاکھ دس ہزار روپے ڈوب جائیں گے۔

بابو علی محمد کے دل میں سرکار نے رحم ڈالا۔ بابو علی محمد کہتے ہیں بنک بند ہو چکے ہیں۔ صبح کام ہو سکتا ہے۔ میں نے ان کو کہا آپ ایسا کریں چیک دے دیں۔ میں چیک لے کر آیا تو انہوں نے جن سے مشین خریدی تھی وہ دروازہ کھول کر مشین نکالنے کی تیاری کر رہے تھے۔ وہاں پر باوا منشاء اور رضا حسین شاہ صاحب تھے وہ ان کو کہہ رہے تھے

جب تک شریف نہیں آجاتا مشین آپ لوگ نہیں اُٹھا سکتے۔ وہ میرا انتظار کررہے تھے۔ میں نے آکر چیک دیا وہ حیران رہ گئے۔ چیک نہیں چاہیے۔ ہمیں مشین چاہیے۔ ان کو ایک لاکھ دس ہزار روپے بھی مل رہے تھے۔ ڈیڑھ لاکھ کی مشین بھی باوا منشاء اور رضا حسین شاہ صاحب کہتے ہیں۔ چیک صبح کا ہے۔ اگر زیادہ دن کا ہوتا تو قابلِ قبول نہیں تھا۔ البتہ اب بنک بند ہیں صبح کا چیک ہے۔ آپ چلے جائیں۔ اگر صبح بنک ٹائم چیک کیش ہوگیا تو رقم پہنچ جائے گی۔ ورنہ مشین لے کر ہم خود آجائیں گے۔ وہ چلے گئے۔ صبح باوا منشا اور رضا حسین شاہ صاحب دونوں آگئے۔ بنک ٹائم ہے میں نے کہا ابھی بنک نہیں کھلے وہ میرے ساتھ گئے بنک میں چیک کیش ہوگیا۔ اور یوں میں مشین کا مالک بن گیا میرے پیرومرشد اسی طرح مدد فرمادیتے ہیں۔

بے جی کا بیٹوں کیلئے دعا کرنا:

سرکار سائیں رانجھا صاحب کے گھر والے بے جی کے منہ سے بات نکل جاتی اور وہ پوری ہو جاتی۔ راقم اور اس کی بیوی ایک دفعہ دربار شریف گئے۔ بے جی میری بیگم کو پوچھتے ہیں۔ حمیدہ بیٹا آپ کے بچے کتنے ہیں۔ میری بیوی شغل میں پڑھ گئی۔ بے جی پہلے لڑکی ہوئی پھر لڑکا، پھر لڑکی، پھر لڑکا اب لڑکی کی باری ہے۔ بے جی فرماتے ہیں پاگل کہیں کی، جاؤ آئندہ لڑکے ہوں گے۔ پاگل نے واری ٹھہرائی ہے۔ اس کے بعد لڑکے ہوئے۔ لڑکی کوئی نہیں ہوئی۔ دو لڑکیاں جو پہلے تھیں اور پانچ لڑکے ہیں جو سب حیات ہیں۔ آپ کی دعاؤں سے رونق لگی ہوئی ہے۔

شجرہ سلسلہ قادریہ رزاقیہ منظوم

﴿حضور کرم الٰہی سرکار کانواں والی سرکار﴾

توں ہیں خالق مالک رازق تیری کُل خدائی
توں ہیں ظاہر تو ہیں باطن تیری کل رشنائی
تیرے باجھ نہ جاتا کوئی نہ جاتی آشنائی
ایسے کر کے تیرے در تے رو رو دیاں دہائی
تھاں باجھ آسمان بنایا دھرتی اڈ بنائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

صدقہ نام محمد والا خاص پیارے والا
کل نبیاں دا سرور جیہڑا عالم سارے والا
سوہنے تاج شفاعت والا راج دُلارے والا
اُمت دا غم کھاون والا پار اُتارے والا
کر دے دُور غماں دے بدل نیناں بارش لائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

نام پیارا نام علی دا میرا درد گھنیرا
علی باجھ نہ لبھے کوئی دیوے باجھ ہنیرا
دے صدقہ کچھ نام حسنؓ دا تیرا فضل بہتیرا
سخی حسینؓ مسافر پیاسا ہادی مرشد میرا
کر کے دل دا دور ہنیرا اندر کر رشنائی

مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

واسطے سید عابد پیارے میں تے کرم کمائیں
حضرت پاک امام محمد باقر سنے ندائیں
حضرت موسیٰ کاظم کارن رو رو دیاں دہائی
حضرت علی رضا دا صدقہ ہن نہ ویری لائیں
ویکھ میں درد فراقاں والی کہڑی پنڈ اُٹھائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

میں معروف پیارے والا سو سو واسطہ پاواں
نال وسیلہ سری سقطی تیرے در تے آواں
ناں لے شیخ جنید پکاراں شبلی نام الاواں
میں ڈاڈھا بد قسمت ہواں فیر جے خالی جاواں
خواجہ عبدالعزیز دا صدقہ کر دے نظر سوائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

میں ہاں پاپی سب توں وڈا وڈا اوہ گنہارا
مارے خوف جہنم والا خوف دے وچ پھارا
دم دم خواجہ عبدالواحد لینا نام پیارا
آکھاں ابوالفرح طرطوسی ہو جاوے چھٹکارا
خواجہ ابوالحسن ہنکاری نہ ہووے رُسوائی

مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

یا اللہ جد وقت نزع دے ہووے حال حیرانی
واسطے ابو سعید مبارک کر دیویں آسانی
واسطہ تینوں عبدالقادر شاہ میراں جیلانی
رہے ایمان سلامت میرا کلمہ رہے زبانی
غیر خیال زبان میری تے ہور نہ آوے کائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

حضرت عبدالرزاق دا صدقہ رزقوں کریں خوشحالی
تنگی ترشی مول نہ دیویں رکھیں جان سوکھالی
ملک عدم دا مشکل پینڈا رات سنی دی کالی
سید شمس الدین صالح دیوے چن وکھالی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

شیخ شہاب الدین دا صدقہ دیویں شرف حضوروں
شیخ علاء الدین دا صدقہ نوری ہواں نوروں
میں وی جل کے کولا ہویا حال ہویا ودھ طوروں
بدر الدین دا کر .. دیویں جام حضورو
شیخ شہاب الدین دے کر کے دوروں دعائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

واسطے حضرت عبدالباسط جنت سیر کرائیں
صدقہ شیخ محمد قاسم جام طہور پلائیں
شیخ شہاب الدین دے کر کے چہرہ چن بنائیں
واسطے شمس الدین پیارے آس مراد پہنچائیں
ہووے حمداں نال نبیڑے کول نہ نیکی کائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

حضرت شیخ عبداللہ دے میں واسطے سو سو پاواں
امام شہاب الدین زبانے سو سو وارا لیاواں
کدی جلال الدین دا صدقہ منہ تھیں پیپ الاواں
سید شرف الدین پیارا کدی وسیلہ چاواں
منگاں ثمر حقیقت والا میری کار گدائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

خواجہ عبدالعزیز دا صدقہ کر کے باج حسابوں
نالے ابراہیم دا صدقہ دے کچھ پاک جنابوں
صدقہ سید علیؒ دا کر کے مینو کڈھ حجابوں
دے سید یٰسین دا صدقہ چھٹے جان عذابوں
نحن اقرب کہہ کے مینوں صورت کیوں وکائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

قطب پیارا عبدالقادر شاہ سید گیلانی
اوہو کول وسیلہ میرے اوہو کول نشانی
سید ابراہیم دے ناموں جان کراں قربانی
سید شاہ حسین دے اُتوں وار دیاں زندگانی

دے دے شاہ امام دا صدقہ ڈِھل نہ لاویں کائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

صدقہ سائیں کرم الٰہی کر دے کرم الٰہی
فضل الدین دا صدقہ کر کے کر دے فضل نگاہی
وقت نزع ابلیس دے ہتھوں نہ پہنچے بد راہی
مدد ہووے پیر میرے دی ڈور جدھے ہتھ آئی

توں رانجھے دا رانجھا تیرا سب دی بات بنائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

یا اللہ تیری درگاہ ہے میریاں ہین ندائیں
سرور سائیں سرکار دا صدقہ داغ نہ کوئی لائیں
رکھیں ایمان سلامت میرا روز قیامت تائیں
فیاضؔ دے عیباں ول نہ جائیں رحمت پردہ پائی

عیب میرے ہین باہجھ شماروں گل نہ مکی کائی
مشکل کیوں نئیں کٹ دا میری کاہدی دیر لگائی

قصیدہ حضور کرم الٰہی

المعروف کانواں والی سرکار گجرات شریف

حمد ہزاراں پاک خدانوں جس نے جگ بنایا اے
رنگ برنگے رنگ دکھائے بھید کِسے نہ پایا اے
اونے باغ جہاں دے اندر ہر اک بوٹا لایا اے
پھُلاں وانگوں کھِڑ کھِڑ ہسّے خوشبو وانگ سمایا اے
جہڑا اوہدے رنگوں رنگے جہڑے چڑھیا روپ سوایا
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

پاک محمد رتبہ پایا عالم دی سرداری دا
شافع روز حشر دے ہوسی اُمت او گنہاری دا
دنیا اُتے رہبر بن کے آیا خلقت ساری دا
جس نے اُس دا کلمہ پڑھیا دوئیں جہانی تاری دا
غوث قطب تے ولیاں ایتھوں وادا رتبہ پایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

شاہ امام دے باغ دے اندر بوٹا پھُلیا پھُلیا سی
کھِڑیا پھُل کرامت والا عشق دی گودی پلیا سی

اوہن لگی توحیدی خوشبو جوش نہ جاندا ٹھلیا سی
متھے نور الٰہی چمکے اوہ نہ جاندا جھلیا سی
منہ تے برقعہ فقر دا پا کے اپنا آپ چھپایا سی
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

واہ واہ کرم الٰہی کیتا سائیں کرم الٰہی تے
دتے بخش خزانے عینی آن بہایا شاہی تے
آ گجرات پنجاب دے اندر ڈیرا اپنا لایا اے
جھاتی مار کے کھوہیں اندر پانی دودھ بنایا اے
دنیا اوتھوں بھر بھر کھڑ دی فیض جا ایتھوں پایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے
لائی ڈھا دریا تے ایسی پھیر دتی بربادی سی
پانی پانی نظری آوے جتھے بڑی آبادی سی
سائیں صاحب دے اگے خلقت ہوئی آ فریادی
سی
منگے ہتھ اُٹھا دعائیں بڑی طبیعت سادی سی
ٹھِل گیا دریا فیر اوتھوں اَگے ول نہ آیا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

کانواں والا مست قلندر اُچیاں شاناں والا اے
ہر دم یاد خُدا نوں کردا رکھدا دم سکھالا اے
روندا آوے ہسدا جاوے اوہ دربار نرالا اے
پورا کر دے اللہ سائیں جو مونہوں فرمایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیں کرم کمایا اے

چھاتی مار کے کھوہ دے اندر پانی دُودھ بنایا چا
رنگوں چٹا لذت شیریں بھر بھر جام پلایا چا
دنیا وچ بہشتی نقشہ لوکاں نوں دکھلایا چا
گمراہاں نوں پھڑ پھڑ بانہوں سدھے رستے لایا چا
ویکھ کرامت ہو گئے مومن دین اسلام ودھایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

بن کے سماں فرشتے نوری خدمت دے وچ رہندے نے
ویکھن دے لئی شکل نورانی جھرمٹ پا پا بہندے نے
ڈر دے مول ڈرایاں تائیں کئی کئی کانے سہندے نے
پھر بھی مونہوں کاں کاں کاں کاں اُٹھدے بہندے کہندے نے
کانواں والا لوکی کہندے چڑھیا روپ سوایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

اُچھل رُکھ دے وانگوں ہوندا بے اولاد نمانا ایں
باغ جہان دے اندر ہو کے رہندا نمو جھانا ایں
سائیں صاحب دی نظر کرم تھیں ہویا فضل ربانا ایں
لگا پھل مراد ہی اُہنوں چڑھیا روپ کہانا ایں
کیوں نہ ہووے پاک خدادا ہر دم سر تے سایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

اک نادم نے جدّ وی ورثے اپنا ہتھ ودھایا سی
ہور فریقاں نے اس اُتے دعویٰ چک کرایا سی
سائیں صاحب دے اگے آ کے اوہ رویا کُرلایا سی
اوہو فیصلہ ہویا جیویں آپ ہوراں فرمایا سی
حق داراں نوں حق دوایا روندا چک سایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

سائیں غلام قادر ہے خادم کرم الٰہی دا
صدقی بندے پیروں ننگے روپ بنایا راہی دا
منزل مار کریندا درشن کانواں والے ماہی دا
لاہ جنجال گلے تھیں سُٹیا دنیا والی پھاہی دا
غینوں عین ہو گیا نقطہ مرشد جدوں مٹایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

یارب سائیں بخش خطائیں ساڈی ویکھ زاری نوں
تیرے باجھوں مان نہ کوئی اُمت اوہ گنہاری نوں
پالی بنی دے صدقے کھولیں جنت والی باری نوں
دیس ماہی توں آوے ٹھنڈی وامینوں دُکھیاری نوں
کھلی اَکھ پیا نوں ویکھاں جس دے عشق ستایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیں کرم کمایا اے

ولی اللہ دی خدمت کریئے بخش توفیق خدایا توں
اپنے خاص حبیاں اُتے واہ واہ کرم کمایا توں
غوث قطب تے ولی پیغمبر کسے شہید بنایا توں
زندہ ہین اوہ مردہ ناہیں وچ قرآن فرمایا توں
تاتائیاں ہو فیاضؔ میں اپنا ادبوں سیس نوایا اے
سائیں کرم الٰہی اُتے سائیاں کرم کمایا اے

......☆☆☆......

سرکاری ماہیے

کانواں والی سرکار جوڑا کانواں دا
کرم کرو جے تسی دھمالاں پانواں دا
کانواں والی سرکار بوٹا کاہی دا
چاکر ہاں فیاض میں کرم الٰہی دا
کانواں والی سرکار میلہ ساون دا
کیتا ائے وعدہ میں وی میلے آون دا
کانواں والی سرکار بوٹا برنے دا
کیتا اے میں تہیہ گھڑولی بھرنے دا
کانواں والی سرکار جوڑا کانواں دا
کانواں نوں چوری کٹ کے روز میں پانواں دا
کانواں والی سرکار جوڑا پکھیاں دا
خاک تیرے دربار دی سرمہ آکھیاں دا
کانواں والی سرکار پھل گلاباں دے
تیرے درتے سائل ویکھے پت نواباں دے
کانواں والی سرکار ہتھ وچ کانے نیں
ننگی پیریں پئے آوندے تیرے دیوانے نیں

سیّد کا احترام

یہ واقعہ رقم ہوا ہے کتاب کا نام "انوارِ مراتب" صفحہ نمبر 19 سیّد حسین شاہ سرکارؒ سلھو کی شریف کے رہنے والے تھے۔ اور آپ پیر مراتب علی شاہ کے والد تھے۔ ایک دفعہ گجرات شریف حاضری کیلئے تشریف لائے! حضور کرم الٰہی سرکارؒ کے مزار پر پوانندی (پیروں کی طرف) سے حاضر ہوئے، اس وقت دروازہ ایک ہی تھا۔ اس کے بعد جنوب والا دروازہ لگایا گیا۔ حاضری کے بعد مدینہ (گجرات شریف) تشریف لے گئے۔ رات خواب میں سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جلالی حالت میں زیارت ہوئی، سائیں صاحب نے فرمایا۔ آپ سیّد ہیں پوانندی (پیروں) کی طرف سے کیوں آئے؟ شاہ جی نے عرض کی کہ آپ دروازہ سر کی طرف بھی لگوائیں میں اس طرف سے آجایا کروں گا۔ جب آپ دوبارہ حاضری کے لیے تشریف لائے تو سر کی طرف بھی دروازہ لگا ہوا تھا۔ جو آج بھی ہے۔

سائیں رانجھاؒ صاحب سرکار کی حج پر روانگی:

راوی سائیں رانجھا صاحب سرکارؒ، حضور سائیں رانجھا صاحب نے فرمایا میں اور سائیں انورؒ کی والد ہماری زوجہ محترمہ بھی ساتھ تھیں تینوں حج پر گئے تو میں اور میری زوجہ محترمہ ہم دربار گئے اور سلام کیا! سائیں انورؒ نے سلام نہ کیا کہ ہم حج پر جا رہے ہیں یا تیاری میں مصروف تھے کسی وجہ سے دربار نہ گئے۔ جب مدینہ شریف سرکار باباجی ملے اور کہتے ہیں سائیں انور اُدھر تو نے سلام نہیں کیا ادھر تو آپ کی مجبوری کرنا پڑ گیا ہے۔ سائیں انور کہتے ہیں معافی مانگی اور کہا سرکارؒ غلطی ہو گئی!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

حضرت سائیں کرم الٰہی صاحب کانواں والی سرکارؒ

حضرت سائیں کرم الٰہی ولی مجذوب ، قلندر
آرائیں مرد کامل ہویا ایس جہانیں

ولادت با سعادت والا سن اٹھارہ سو اٹھتی
سال وصال کمال اونہاں دا اُنی سو اونتی

تیرا سو انجا ہجری ماہ صفر دی بائی
ہشت بریں جا ڈیرے لائے حضرت کرم الٰہی

غسل دے کے حضرت تائیں پیر ولایت شاہ نیں
نماز جنازہ فیر پڑھائی اُوسے عالی جاہ نیں

گجرات شہر وچ پیدا ہوئے حضرت کرم الٰہی
غلام محمد باپ انہاں دے بھولاں بی بی مائی

نظام دین تے مہر فضل سن دونویں وڈے بھائی
سب توں ود کے سائیں صاحب نے کیتی نیک کمائی

امام شاہ سن پیراونہاں دے چنڈالے شریف والے
جھنگ تھیں آکے جتھاں اتھے نوری دیوے بالے

مرشد دے فرمان اُتے ، جھگی ڈیرا لایا
جنگل دے وچ منگل کرکے ایہدا شان ودھایا

ککر پالے سرتے جالے تاں ایہہ رتبہ پایا
کھارے کھوہ نوں مٹھا کیتا ، پانی دودھ بنایا

اوتر تے نکھتراں تائیں لعل نیں چولی پائے
پھانسی دے ایس پھندے وچوں کنے ای لوک چھڑائے

اوگنہار لطیف نماناں ، پھسیا اے وچ پھاہی
چھٹے جان عذابوں جے کر ہووے کرم الٰہی

کانواں والی سرکار اے سوہنی مشہور اے وچ زمانے
پاوے خیر فقیراں تائیں ونڈے فیض خزانے

پاون مراداں منگتے سارے حضرت تیرے در تھیں
خالی ہتھ نہ جاندا کوئی سنیا تیرے گھر تھیں

کراماتاں تیریاں حضرت سائیں گنتی وچ نہ آون
عالی شان تیری دے قصے مینوں لوگ سناون

میں عاجز مسکین نماناں قدر نہیں کوئی میرا
بڑے بڑے ایہہ پگانوالے ادب کریندے تیرا

مفتی احمد یار نعیمی روز سلاماں کردے
غوث قطب ، ابدال، قلندر حضرت دا دم بھر دے

مسافر خانے مزار مقدس مسجد ایہہ پیاری
محمود شاہ جمالپوری نے سدھراں نال اُساری

حضرت دا ایہہ لنگر خانہ ، سائیں انور نے بنوایا
جسٹس محمد الیاس ہوراں افتتاح فرمایا

جو گل سائیں رانجھے دسی ، لکھ چھڈی میں سوئی
نامِ مولا دے بخش مینوں جے کجھ غلطی ہوئی

پہلی اتوار ماہ ساون دی لوکی عرس مناندے
حاجت مند ، گدا گر ، منگتے ،دلی مراداں پاندے

حضرت دے جو من والے ، عقیدت مند تمامی
حاضر خدمت اندر ہوندے دیندے نت سلامی

عرس مبارک اُتے ساون واہ واہ جھڑیاں لاندا
مولا اپنے فضل کرم تھیں رحمت دا مینہ پاندا

عقیدت مند تہاڈے حضرت رُکھی سُکھی کھاندے
حلوہ پوری نِت گُٹ چوری کانواں آگے پاندے

وسدا رہے دوارا تیرا روز قیامت تائیں
ایتھے اوتھے دوجگ اندر لکیاں توڑ نبھائی

آئے لطیف مسکین نمانے منگتے تیرے در دے
للہ نظر کرم کر کے خالی کاسے بھردے

عبدالطیف قادری

راقم کا واقعہ بیمار ہو کر بچ جانا اور مرید ہونا:

یہ واقعہ راقم کی والدہ نے بتایا! راقم کی والدہ رسول بی بی جو کہ وزیر آباد کے ساتھ گاؤں بھٹی کے میں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے بتایا راقم شریف میرا بیٹا بہت بیمار ہو گیا جو تقریباً 8 ماہ کا تھا، اور میری والدہ صاحبہ روتی روتی سو گئی اور خواب میں حضور کرم الٰہی سرکارؒ ملے، پوچھا بیٹا رسولاں توں کیوں رو رہی ہے والدہ نے فرمایا بابا جی سرکار میرا بیٹا محمد شریف بہت بیمار ہے قریب مرگ ہے۔ یہ بچ جائے گا گھبرانا نہیں اس کو یہ کہنا! کہ یہ کہے "جی او بابا جی" کہتا رہے اور یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن ایک شرط ہے اس کو میرا بیٹا بنانا ہے یعنی میرا "مرید" بنانا ہے۔ امی جی نے بتایا بابا جی میں آپ کا مرید بنا دوں گی امی جی نے فرمایا بابا جی وہ چھوٹا ہے بابا جی تو کہہ نہیں سکتا آپ سرکار فرماتے ہیں آپ اس کو اُٹھا کر جی او بابا جی کہنا، پھر بھی یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔ ماں جی فرماتیں ہے چار سال ہر میلے پر لے جاتے رہے ایک دفعہ ایک میلے پر نہ لے کر گئے، آپ بابا جی خواب میں ملے، تو بابا جی بڑے غصے میں تھے آپ نے فرماتے ہیں "اگر لیکر آتے رہو گے تو یہ میرے کام کا بھی رہے گا اور تمہارے کام کا بھی رہے گا۔ اگر نہ لاؤں گے تو یہ میرے کام رہے گا آپ کے کام نہیں رہے گا۔

اماں جی فرماتی ہیں پھر ہم نے کبھی ناغہ نہ کیا! اس کے بعد پھر 1980ء میں حضور سائیں رانجھاؒ صاحب کے ہاتھ بیعت کر لی۔ پھر ہر جمعۃ المبارک کو حاضری دینا شروع کی۔ میں نے بیعت ہونے کے لیے کہا تو آپؒ نے فرمایا تم تو بیعت ہوئے ہو، اچھا آپ کہتے ہو تو بیچ سے مولوی نکال لیتے ہیں، مجھے پھر سرکار رانجھاؒ نے باقاعدہ بیعت کر لیا۔ عبدالغفیر کو بھی بیعت کرایا شبیر حسین اور چھوٹے لڑکے محمد اویس کنول کو 2015ء 27 دسمبر کو بیعت کروایا۔

حق کے سفیر

حضور صاحبزادہ نعیم سرکار

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ رزاقیہ

کرم الٰہی کانواں والی سرکار گجرات شریف

بابِ نبوت بند ہوجانے کے بعد اللہ ربّ العزت اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کیلئے اپنے محبوب اور حضرت اولیاء کرام کا سلسلہ جاری کر دیا۔ ان سے فیض حاصل کرنا حکم ربّانی کی تعمیل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

اے میرے بندے: تُو اپنے ربّ کو اُن لوگوں کی سنگت میں جمائے دکھا کر جو صبح وشام اپنے ربّ کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں، اس کی دید کے متمنی اور اس کا جلوہ ادیکھنے کے آرزومند رہتے ہیں۔ تیری محبت اور توجہ کی نگاہیں ان سے نہ ہٹیں"

(سورۃ الکہف

۱۸:۲۸) قدرت اپنا پیغام اپنے بندوں تک پہنچانے کیلئے دیئے سے دیا جلا رہی ہے، صوفی، ولی، غوث، قطب محذوب، قلندر، ابدال لوگ اس روشنی سے اپنی ذات کو بھی روشن رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی روشنی سے منور دیتے ہیں۔ صرف ماضی کے اوراق میں ہی نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں پر بھی ان اللہ والوں کی داستانیں اور چشم دید و واقعات زندہ اور محفوظ ہیں۔

حضرت سائیں کرم الٰہی سرکارؒ کو عطا ہوئی۔ حضرت سائیں کرم الٰہی سرکارؒ سیف زبان ولی اللہ تھے آپ جو بات بھی منہ سے نکالتے پوری ہوتی، سائیں صاحب اپنی زندگی کا

آدھا حصہ سالک مجذوبیت میں گزارا ۔ حالت جذب طاری ہونے سے پہلے آپ شریعت مصطفیٰ علیہ وسلم کے پابند تھے۔

معاملات میں دیانت اور صداقت کو اپنایا جو ایک مومن کا زیور ہوتا ہے صوم صلوۃ کی پابندی ، روزے ، قرآن پاک ، کی تلاوت نمازِ تہجد اور نوافل کثرت سے ادا کرتے ، قارئین سالک ولی وہ ہوتا ہے جس کا ہر عمل شریعت کے مطابق ہو اور مجذوب ولی وہ ہوتا ہے جس پر حالت جذب طاری ہو جائے عشق کے اس مقام تک پہنچ جانے کے بعد اس کو دنیا کی ہوش نہ رہے۔ مجذوب وہ ہے جس کو دنیا سے کچھ مطلب نہیں، اس کو ہر جا محبوب نظر آتا ہے اُس کو صرف خدا اور خدا کے حبیب کا قرب مطلوب ہوتا ہے اور وہ جو فانی سے محبت کرے اور مجذوب ہونے کا دعویٰ کرے وہ مجذوب نہیں اللہ اسکو ہدایت دے۔

اللہ والوں نے صرف واعظ اور تقریروں سے ہی نہیں اسلام کو فروغ دیا ، اللہ والوں نے اپنے کردار اور عمل سے لوگوں کو دین اسلام کی روشنی سے روشناس کروایا۔ ماضی میں اللہ کے ایسے ولی بھی گزرے ہیں جنہوں نے اپنے کردار اور عمل کی بدولت بیک وقت حکم الٰہی سے لاکھوں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔

ایسا ہی ایک واقعہ گجرات کے ساتھ گاؤں جلالپور جٹاں میں پیش آیا۔ جلالپور جٹاں کے گرجا گھر کا پادری شہر کے نامی گرامی لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کر رہا تھا وہاں سے قاضی عبدالحق حضرت سائیں کرم الٰہی سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ اگلے دن بابا جی سرکارؒ وہاں پہنچ گئے لوگوں کا جمع غفیر جمع تھا۔ سرکار نے عیسائی پادری سے پوچھا تمہارے پاس کیا کرامت ہے؟ پادری خاموش، سرکارؒ نے اپنے

کانوں میں سے ایک کانا جس پر آپ ذکر کیا کرتے تھے گرجے کے اوپر رکھا گرجا کانپنے لگا اس کی دیواروں میں دراڑیں آ گئی پھر پادری سے پوچھا اگر کہو تو اللہ کے قلم سے گرجے کو زمین کے اندر دھنسا دوں یا پھر آسمان تک اُٹھا کر زمین پر پٹک کر ریزہ ریزہ کر دوں۔ پادری نے ہاتھ باندھے اور کہا آپ کی شان اونچی ہے۔ دین اسلام سچا دین ہے یہ دیکھ کر جو لوگ عیسائی ہوتے تھے دوبارہ دین اسلام قبول کیا اور وہاں پر موجود بے شمار غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر سرکارؒ نے پادری کو کہا کے میں تو نبیؐ کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں! آپ کا یہ بات کرنے کا مقصد یہ تھا کے پادری کو باور کروا دیا جائے کہ نبی پاک کا ادنیٰ سا غلام یہ کر سکتا ہے تو نبی پاکؐ کی کیا شان اور مرتبہ ہو گا۔

قارئین کرام! جناب محترم شریف فیاض صاحب نے سرکار حضرت کرم الٰہی سرکارؒ کی سوانح عمری کو نہایت ہی محبت اور عقیدت سے لکھا اللہ ربّ العزت ان کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول کرے اور اگر ان سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو اللہ معاف فرمائے۔ (آمین)

قارئین! اس کتاب کو نہ صرف پڑھیں بلکہ غور و فکر کیجئے گا کے وہ کون سے وصف تھے جن کی وجہ سے حضرت کرم الٰہی سرکار آج بھی زندہ و جاوید ہیں ان کا مزار اقدس ہمارے لئے باعث سکون ہیں اور سرکار میں کون سی ایسی صفات تھی جن سے وہ اللہ ربّ العزت کے انعام یافتہ لوگوں کی صف میں شامل ہوئے۔ آپ غور کرو تو معلوم ہو گا کہ سرکارؒ نے کوّے سے پیار کیا اور ہمیں اس عمل سے یہ درس دیا کہ لوگوں دیکھو میں تو جانوروں سے بھی پیار کرتا ہوں اور تم لوگ انسانوں کی جان تک لے جاتے ہوں۔ میرے دوستو! انسان سے

پیار کرو اللہ کا قرب حاصل ہوگا اللہ کے محبوب کا قرب حاصل ہوگا۔ اللہ کے پیاروں کا قرب حاصل ہوگا

دعا ہے! اللہ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے تمام امتِ مسلمہ پر کرم فرمائے۔ آمین

نگاہ فقیر میں شان سکندری کیا ھے

قدیم ترین شہر گجرات اولیاء اور صوفیا کرام کا گہوارہ ہے یہاں اللہ کے محبوبوں درویشوں اور بزرگان دین کے مزارات ہیں شہر کے مشرق کی جانب حضرت کبیر الدین شاہدولہ دریائی اور درویش شاہ جہانگیر مغرب میں شاہ حسین ملتانی اور شمال کی جانب سائیں کرم الٰہی المعروف سائیں کانواں والی سرکارؒ اپنا روحانی فیض عوام الناس میں بانٹ رہے ہیں غرض کہ شہر کے گردونواح میں فیض رسانی کا عمل جاری ہے یہ وہ نیک بندے ہیں جو کہ مشکلات میں بھی نفع نقصان کی پروا کیے بغیر صراط مستقیم پر قائم رہے ہیں دنیاوی نمود نمائش اُنکے لئے بے معنی تھی۔

ہے وہ زندگی اور موت کی کیفیت سے بالاتر ہوتے ہیں یہی وہ صفات ہیں جو کہ اولیا اللہ میں بدرجہ اُتم موجود ہوتی ہیں انہیں افراد کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت اور خدمت کی ذمہ داریاں سونپتا ہے تا کہ بھٹکی ہوئی مخلوق کو گمشدہ رستہ مل سکے۔

رشد و ہدایت کی تلاش میں لوگ ان برگیزیدہ ہستیوں کے مزارات پر حاضری دیتے من کی مرادیں پوری کرتے اور سکون قلب حاصل کرتے ہیں۔

شریف فیاض وزیرآبادی کا شمار بھی فقیروں اور درویشوں کے خادموں میں ہوتا ہے وہ کئی سالوں سے مرد قلندر حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ کے روضہ ء پر

پرنور پر حاضری دے رہا ہے اوراس نے سائیں صاحب کی حیات وکرامات پر کتاب لکھنے کا فیصلہ کیا۔ بڑی محنت سے اُنکی حیات کے بارے میں معلومات کا اکھٹا کر کے اشاعت کیا ہے کسی شخص بلخصوص بالخصوص اللہ والوں کے بارے میں تحریری کرنا انتہائی حساس اور ادب کے معاملات ہوتے ہیں اسمیں سچائی اور درست واقعات اور تاریخی راویوں کے بارے میں خاص محتاط روّیہ اختیار کرنا پڑتا ہے روحانیت اور صوفی ازم کے اپنے معاملات اور مسائل ہوتے ہیں جنکا تعلق دنیاوی اور عقلیت سے بالاتر ہوتا ہے اسکی فکری گہرائی میں باطنی آنکھوں کے سامنے صرف مرشد کا تصور ہوتا ہے جسکے روحانی تعلقات کے تار آل رسول ﷺ سے لیکر اعلیٰ ذات بالغیت کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں صوفی ازم کی کیفیات کے گزرنے والے اصل اور فراق کی معنوی کیفیت سے آشکار ہونے کیلئے یقیناً کسی باعمل ولی اور صاحب کرامت کی نظر التاف کے متمنی ہوتے ہیں اور اس گوہر نایاب کو حاصل کرنے کیلئے وفاداری کی شرط ضروری ہے شریف فیاض بھی یقیناً ان باطنی امتحانات کے کٹھن مرحلوں سے گزرے ہونگے جس نے انکے ایمان اور عقیدہ کو استحکامت بخشی ہے زیر تبصرہ کتاب بھی اُن فکری ہجری مشقتوں کا تجربہ جسمیں بہر صورت کامیاب دکھائی دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے گمشدہ گوہر نایاب کو حاصل کر کے خود کو دنیاوی امتحان خیز کیفیات سے آزاد کروالیا ہے جس سے دنیاوی معاملات اور مشکلات کی پرواکیئے بغیر امن آتشی اور سکون قلب حاصل کرنے میں کامیات رہے ہیں جو کہ فقراء کی سب سے بڑی دولت ہے اللہ تعالیٰ انکے تصوف کے روحانی سفر کو جاری رکھے۔ انکو باطنی طور پر حضرت کرم الٰہی سرکار کی رہنمائی حاصل رہی ہے جبکہ ظاہری طور پر وہ اُنکے بھتیجے سائیں رانجھا

صاحب سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں اور اپنی کتاب میں موجود مواد بھی سینہ بہ سینہ اُنکو منتقل ہوا ہے جس کو تحریروں کے خوبصورت نگینوں میں پرو دیا ہے یہ کتاب اصل تصوف اور بابا صاحب کی حیات کے بارے میں معلومات کا وسیع ذخیرہ رکھتی ہے جس جس میں ذاتی زندگی اور کرامات کا ذکر ہے ایک درویش کی ذاتی زندگی حرکات دسکنات انکے مریدین اور چاہنے والوں کیلئے تقلید کیلئے صوامت کا اہم سرچشمہ ہوتا ہے۔ میں بھی دنیاوی دولت سے منہ موڑ لینے والے صوفیا اور درویشوں کا ہمیشہ سے مداح رہا ہوں اور مجھے صوفی ازم کی تلاش مقدس ہستیوں کے درباروں اور درگاہوں پر لے جاتی ہے میرا یہ سفر ہفتہ وار سائیں کرم الٰہی سرکار اور سالانہ حضرت داتا گنج بخش اور بابا فرید الدین گنج شکر، پاکپتن شریف، کے آستانوں کے درمیان جاری رہتا ہے میرے بعض دانشور درست مستقبل قریب میں مجھے سبز پگڑی باندھتے ہوئے دکھائی دے رہیں ہے۔ مراد حانیت اور باطنی عشق کے معاملات کسی ناپ تول میں نہیں آتے ہیں اس لئے مجھے فیاض شریف اپنے مقلدین میں بھی شامل سمجھیں کیونکہ فراق اور وصل اور روحانی فیوض کو حاصل کرنے کیلئے کئی مراحل کو طے کرنا باقی ہے فقراء اور صبر کے معاملات کی معراج حاصل کرنا حاصا کٹھن کام ہے کیونکہ اسمیں کمرشل ازم کی بجائے صرف نفس کی قربانی اور دنیاوی مال و دولت کے لالچ سے باہر نکلنا لازمی ٹھہرتا ہے۔ حضرت کرم الٰہی سرکار بھی زندگی میں کئی روحانی کیفیات سے دوچار رہے ہونگے۔ جس نے انکے باطن کا تعلق ذاتِ الٰہی کے ساتھ جوڑ دیا تھا جہاں پر واحدت بوجود کے معاملات ہوتے ہیں خود انسان الٰہی ذات کا ایک حصہ بن جاتا ہے اسمیں کہیں فکری رضائی پوشیدہ پاک ہستیوں کی طرف سے اشاروں میں رہنمائی ہوتی ہے۔ اور اسکے

روحانی پس منظر میں مریدین کے معاملات کی گتھیوں کو سلجھایا جاتا ہے میرا سائیں صاحب کے ساتھ روحانی ناطہ تین دہائیوں سے قائم ہے پریشانی کی حالت میں میں درگاہ پر کھڑا ہو کر اُنکی معرفت ذات باری تعالیٰ سے دعا گو ہوتا اور فیض یاب ہوتا ہوں، شہر کے بڑے بڑے دانشور اور ادیب اُنکے روحانی فیض سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت شریف کنجاہی بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں وہ اپنی والدہ کے ہمراہ سائیں صاحب کے چوری کے ہمراہ حاضری کیلئے آتے تو سائیں صاحب کے تربوز پڑا ہوتا تھا میری خواہش تھی کہ مجھے تربوز دیں کیونکہ اسکو بار بار اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا تم راستے میں حاصی چُوری کھا چکے ہو یہ کنواں کا حصہ ہے اب تمہیں تربوز نہیں ملے گا مگر تم بڑے کتابی اور پڑھا کو ثابت ہو گے آج انہیں کا فیض بے کرہ ہے کہ مجھے پڑھے لکھے لوگوں میں دشمار کیا جاتا ہے ممتاز تاریخ دان خان محمد انور خان بیان کرتے ہیں اُنکے چچا کے ہاں نرینہ اولاد نہیں تھی اور انکا تعلق بھی دیو بند مسلک تھا میر چچی اکثر و پوشیدہ سائیں صاحب کے ہاں دعا کیلئے حاضری دیتی تھی، سائیں صاحب نے کہا اپنے میاں سے کہو کہ وہ رات کو ایک بجے کے بعد محلے کی مسجد میں جا کر سرسوں کے تیل کے چراغ روشن کرے اللہ تعالیٰ مہربانی کریگا۔ چنانچہ حسب ہدایت اُنکے چچا نے چراغ روشن کیئے اس زمانے میں بجلی نہیں تھی راتیں خاصی تاریک اور خوفناک ہوتی تھیں، اسلیئے وہ مشکل چار چراغ کی روشن کر سکا اللہ تعالیٰ نے چھ سال میں چار لڑکے عطا کیئے تو وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ مجھے سائیں صاحب کی حاضری کیلئے لے چلو جب حاضر ہوا تو سائیں صاحب نے دیکھتے ہی کہا خال صاحب ڈر گیئے کہ مجھے سائیں صاحب ڈر گیئے آپ سے صرف چار ہی

چراغ روشن کیے یہ تمام معاملات تصوف روحانیت اور باطنی روشنی کے ہیں جنکو سائنس اور عقلی اصولوں کی کسوٹی پر پرکھا نہیں جاسکتا ہے۔ ہر صورت سے ایسی حقیقت اور سچائی ہیں جن سے انحراف ہرگز ممکن نہیں سائیں کرم الٰہی اعدف سائیں کانواں والی سرکار ایسی زندہ و جاوید شخصیت ہیں جنکے فیضان میں وقت گزرنے کے ساتھ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ میری زندگی میں اُنکے عرسوں اور میلوں پر چند ہزار لوگ حاضری دیتے تھے۔ آج لاکھوں عقیدت مند ملک بھر سے آتے اور اپنی من کی مرادیں پوری کرتے ہیں فیاض شریف اور میں بھی فقیروں کے غلاموں میں شامل ہوں اور صراط مستقیم پر چلنے کا طلبگار ہوں جو کہ صرف صاحب کرامت درویشوں کے آستانوں سے بھی مل سکتا ہے سائیں صاحب کی حیات کے بارے میں لکھی جانے والی یہ پہلی کتاب ہے جو کہ یقیناً تصوف اور فرقہ واردیت کے لوگوں کیلئے روحانی تسکین کا باعث ہوگی

دعا گو!

خادم فقراء:

افتخار بھٹہ چیئرمین سینئر ن فرنٹ تھنکر ز فورم گجرات

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں:

عقیدت واحترام کی دنیا اسقدر رنگین ہوتی ہے کہ انسان نہ صرف جسمانی طور پر بلکہ روحانی طور پر بھی عام لوگوں سے کچھ زیادہ مطمعین زندگی گزارر ہا ہوتا ہے۔ اور اگر عقیدت مذہبی احترام سے تعبیر ہو تو پھر انسان کی راہ پہ چلو کہ جن پر میں نے انعام کیا اور مت چلو ایسے لوگوں کی راہ پر کہ جن پر میں نے غضب کیا!

پھر پاک کلام قرآن مجید میں خوب بتادیا کہ میں کن لوگوں سے راضی اور کن لوگوں سے ناراض ہوں۔ لہٰذا اللہ انہی بندوں پہ راضی ہے جو دوسرے بندوں کو اللہ ہی کی طرف بلائیں اور اسی کی بندگی کا درس دیں۔

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں:

مُرشد کامل پیرامام شاہؒ چنڈالہ شریف کے مرید خاص ولیِ کامل کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ ایک ایسی قابل احترام ہستی کہ جنکی درگاہ سے آج بھی فیض عام کا چرچا کانوں میں روحانی رس گھول رہا ہے۔ میرے ایک دوست جو قلمی حوالہ سے میرے انتہائی قریب ہیں جبکہ روحانی حوالہ سے اُن کا دل، دماغ اور ہر ہر سوچ مزارِ کرم الٰہی کے طواف میں محو رہتی ہے۔ میرے یہ شاعر دوست ہر دوسری مثال میں اپنے مرشد قبلہ کرم الٰہیؒ کی ذات بابرکت کو انتہائی عقیدت سے پیش کرتے ہیں۔ یقیناً میرے دوست کی حقیقی تلاش خالق حق ہی کی پاک ذات ہے۔ جی ہاں میرے اس قلمکار دوست کا نام ہے۔ (محمد شریف فیاض وزیر آبادی)

ولی کامل کرم الٰہیؒ: کا عرس مبارک دیسی مہنے ساون پہلے اتوار کو ہوتا ہے جو تین روز تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ ان دنوں محمد شریف فیاض وزیر آبادی عرس مبارک کی رونقوں میں گم رہتے ہیں۔ بابا جی کانواں والی سرکارؒ کا عرس مبارک بہت بڑے میلے میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ کہ پورے ملک سے عقیدت مند لاکھوں کی تعداد میں اپنی اپنی نئے رنگ بھرنے کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ عرس کے دنوں میں شہر میں تو جیسے عید کا سماں ہو! ہر طرف عقیدت مندوں کا ہجوم دکھائی دیتا ہے۔ اسی عقیدت مند زائرین کے ہجوم میں میرا یہ

دوست محمد شریف فیاض وزیر آبادی باباجی کے گیت سننے اور سنانے میں مصروف ہوتا ہے

ولی کامل کرم الٰہیؒ المعروف کانواں والی سرکار کا تعلق شہر گجرات کے محلہ کانیاں والا سے ہیں۔ جب کہ آپ کے مرشد پیر امام شاہ کا تعلق چنڈالہ شریف ضلع گجرات سے ہیں۔ باباجی کانواں والی سرکارؒ آرائیں گھرانے میں پیدا ہوئے باباجی کے مرید محمد شریف فیاض وزیر آبادی نے اپنے مرشد کے حوالے سے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ یقیناً زیادہ باتیں سینہ بہ سینہ چلتی عقیدت کے مختلف رنگوں کے نظارے ہونگے۔ اور کچھ محمد شریف وزیر آبادی کے قلم اور ذہن کا کمال ہے میری دعا ہیں کہ اللہ ربّ العزت میرے اس دوست کی سچی عقیدت کو قبول فرما کر ذریعے نجات بنادے۔ (آمین)

دعا گو! طاہر وزیر آبادی 0300-6203753

ولادت با سعادت سائیں رانجھا سرکارؒ

آپ کی پیدائش گجرات شریف اندرون شہر میں ہوئی آپ تقریباً 1900ء میں پیدا ہوئے ۔آپ کے والد صاحب کا نام مہر سردار تھا۔آپ نے روحانی تعلیم اپنے والد اور حضرت کرم الٰہی سرکار سے حاصل کی۔ آپ نے جوانی ساری حضور کرم الٰہی سرکار کے ساتھ گذاری۔ سائیں رانجھا صاحب کی شادی حضرت کرم الٰہی کانواں والی سرکار نے اپنی زندگی میں کروائی۔ حضرت سائیں رانجھا صاحب کی شادی غازی چک باباجی سرکار کی ہمشیرہ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی۔ باباجی سرکار فرماتے تھے، رانجھا سب کا سانجھا اور فرماتے تھے یہ میرا واگی ہے۔ واگی وہ ہوتا ہے جو سارے وگ کا راکھا ہو! آپ آخری دنوں میں کچھ بیمار ہوئے 2002ء 7 مئی 22 سفر 1424ھ بروز منگل جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ اور اپنے

خالقِ حقیقی سے جاملے۔آپ کی اولاد میں چار لڑکے، دولڑکیاں، سائیں ارشد مرحوم، سائیں انور عرف سائیں کالا مرحوم، سائیں طفیل مرحوم، آپ کے سجادہ نشین سائیں سرور سرکار ہے۔

شبھہ: آپ کی شکل بالکل حضور کرم الٰہی سرکار سے ملتی تھی۔آپ کا تقریباً ساڑھے 6 فٹ قد تھا۔آپ سر پر سفید دستار رکھتے تھے۔آپ کی داڑی مبارک بھی سنت رسول کے مطابق تھیں۔زلفیں بھی باباجی کے سر کے مطابق تھی۔

روحانیت: آپ کی روحانیت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے پاس تین آدمی بیٹھے ہوئے ہیں تو ان میں سے ایک بات سوچ رہا ہے دوسرے کا نام لیکر بات کرتے تھے، تو اس کو پتا چل جاتا تھا، کہ جو میرے ذہن میں بات تھی یہ اس کا جواب ہے۔آپ نے بتادیا ہے۔آپ کے منہ مبارک سے جو بات نکلتی تھی۔وہ پوری ہوجاتی تھی۔

لباس:آپ سفید تہبند اور سفید کُرتا پہنتے تھے،اور سر پر آپ سفید رنگ کی دستار رکھتے تھے۔اور ہاتھ میں ایک کھنڈی ہوتی تھی۔

خوراک: آپ بہت کم کھانا کھاتے سادی خوراک ہوتی روٹی سالن اور آپ گوشت بھی نہیں کھاتے تھے۔آپ کے ساتھ جاتے تھے تو آپ گوشت ہمیں دینا پسند کرتے تھے،فروٹ آتا تھا جتنے آدمی پاس ہوتے تھے اُن کو بانٹ دیتے تھے۔

آپ کی آخری آرام گاہ:

حضور کرم الٰہی سرکارؒ کے دربار کے مشرق کی طرف آپ کا مزار ہے۔7 مئی بروز منگل 2002ء بمطابق 1424ھ ہجری 22 صفر کو جہانِ فانی سے پردہ فرمایا۔

ولادت سائیں سرور سرکار

آپ کی پیدائش گجرات شریف میں ہوئی۔1949ء30 ستمبر کو پیدا ہوئے۔آپ سائیں رانجھا صاحب سرکارؒ کے چھوٹے بیٹے ہیں آپ کے سجادہ نشیں ہیں۔آپ کی خوراک سادہ ہوتی ہے۔روٹی اور سالن، چاول وغیرہ سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔

تعلیم روحانی:

آپ نے روحانی تعلیم اپنے والد صاحب جناب سائیں رانجھا صاحب سے حاصل کی۔آپ جناب سائیں رانجھا صاحب سے فیض یاب ہوئے۔آپ کے خلیفہ بھی ہیں بیعت کی بھی اجازت ہے2002ء5 مئی کو خلافت ملی۔

لباس :

آپ سفید شلوار قمیض پہنتے ہیں۔سر پر سفید رنگ کا صافہ ہوتا ہے۔سفید داڑھی مبارک سنت رسولؐ کے مطابق آپ کی طبیعت بھی بہت نرم ہے۔کا کی بات کرتے اور کم بولتے ہیں۔مریدوں سے بہت اچھا سلوک کرتے ہیں تقریباً ساڑھے 6 فٹ قد ہے آپ سرکار کا بہت کرم ہے۔

ڈبل شاہ سے بچانا:

چاچا محمد بشیر چیمہ بنکے چیمہ کا رہنے والا ہے۔آپ کا مرید ہے میلے میں تین دن بہت ڈیوٹی دیتا ہے۔وہ آپ کو پوچھتا ہے، سرکار میں ڈبل شاہ کے پاس رقم ڈبل کرنے کیلئے دے دوں۔سائیں سرور سرکار نے فرمایا چیمہ صاحب آپ ایک آٹھ پہر ٹھہر جائیں پھر بتائیں گے۔وہ آٹھ پہر سے پہلے ہی پکڑا گیا وہ اپنے نقصان سے بچ گیا وہ بہت خوش

ہوتا ہے۔ مجھے سرکار نے بچا لیا۔

خواجہ نعیم سرکار:

پیدائش:

خواجہ حضرت سائیں محمد نعیم سرور سرکار کی تاریخ پیدائش 9 دسمبر 1993 کو آستانہ عالیہ قادریہ رازقیہ کرم الٰہی کانوالی سرکار جناب حضرت سائیں سرور سرکار کے گھر گجرات میں ہوئی۔

روحانی تعلیم:

سرکار نعیم سرور سرکار کو فیض حضرت کرم الٰہی کانواں والی سرکار سے بھی ہے سائیں رانجھا صاحب سرکار سے، سائیں سرور سرکار کے سجادہ نشین بھی ہے۔ آپ نے جولائی 201524ء کو دستار بندی بھی کی روحانی فیض عطا کر کے خلافت بھی دی۔ تمام مریدین کو اپنی زندگی میں سائیں نعیم سرکار کے حوالے کر دیا۔ سنت رسولؐ کے مطابق داڑھی اور نورانی چہرہ اور مریدین کے ساتھ بہت اچھا پیش آتے ہیں۔

تعلیم:

نعیم صاحب پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ماسٹر ڈگری 14-20 میں حاصل کی۔

آپ ماشاءاللہ صوم وصلواۃ کے پابند ہے۔ آپ خطاب بہت اچھا کرتے ہیں۔

گُڑ سے کنڈا نکلنا والا ھے:

ایک دفعہ راقم کو سائیں رانجھا صاحب سرکار فرمایا، مدینہ کا ایک سیّد تھا، جس کا

نام فضل شاہ تھا۔آپ باباجی سرکار کی دعا سے لڑکا ہوا شاہ صاحب کی زوجہ محترمہ نے فرمایا شاہ جی آپ جائیں باباجی سرکار کے ان کو مبارک دے آئیں۔گڑ لے جائیں ان کا منہ میٹھا کرا کے آئیں شاہ صاحب گڑ لے کر باباجی سرکار کے پاس آئے باباجی کو گڑ پیش کیا۔ باباجی سرکار فرمایا شاہ جی گڑ سے کنڈا نکلنے والا ہے گھر واپس گئے تو بیگم صاحبہ نے فرمایا باباجی نے کیا فرمایا ہے۔شاہ فرماتے ہیں بیگم صاحب کو باباجی سرکار نے فرمایا کہ گڑ سے کنڈا نکلنے والا ہے، بیگم صاحبہ بہت ذہین تھیں، بیگم صاحبہ نے فرمایا شاہ جی جائیں باباجی کانواں والی سرکار کو کہہ دیں کنڈھے پرسٹ لگادیں جب باباجی کے پاس شاہ صاحب گئے تو باباجہ نے فرمایا کنڈا گڑ سے نقل چکا ہے۔شاہ صاحب واپس گئے تو لڑکا فوت ہو چکا تھا۔

جومیری جوہ سے گزر جائے بھشتی ھے:

سائیں رانجھا صاحب سرکار نے راقم کو بتایا، ایک دفعہ ایک آدمی نے کہا سرکار باباجی سے آپ بیٹھے ہوئے تھے۔کہ سرکار کہتے ہیں پاک پتن شریف میں جو بہشتی دروازہ سے جو گزر جائے وہ بہشتی ہو جاتا ہے۔

شرق پور شریف کا آدمی:

سائیں رانجھا صاحب نے راقم کو بتایا، باباجی سرکار بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آ گیا اور دیکھا سرکار کو زیارت کی آ چلا گیا اور جب مشرق پور شریف میاں صاحب کے سامنے گیا تو فرمانے لگا۔گجرات شریف میں ایک بزرگ ہیں صرف لنگوٹ بندھتا ہے۔ بغیر کپڑے کے ننگے درویش ہیں۔میاں صاحب فرمانے لگے آگے بات نہ کرنا ہم

دونوں اکٹھے بھرتی ہوئے تھے ہم سپاہی رہ گئے ہیں اور وہ آگے نکل گئے ہیں۔

لائل پور کے آدمی کو حکیم بنانا:

حضور سائیں رانجھا صاحب نے ایک دن راقم کو واقعہ بتایا۔ ایک دن لائل پور سے دو آدمی آئے سرکار باباجی کی زیارت کیلئے دونوں آدمی جب سرکار کے پاس آئے تو سرکار سوکھی ہوئی روٹی کھا رہے تھے آپ نے فرمایا آؤ بھائی جی لنگر کرلو! آدمی تو فوراً بیٹھ گیا سرکار کے ساتھ لنگر کھانے لگا دوسرا آدمی سوچنے لگا سوکھی روٹی ہے تازی روٹی ہوتی پراٹھا ہوتا۔

سرکار فرمانے لگے بھائی آپ کے لیے ابھی لنگر آجاتا ہے تو پھر کھانا کچھ عرصے بعد آپ ابھی کھانا کھا ہی رہے تھے تو ایک بی بی میٹھے پراٹھے لے کر آئی تو باباجی فرمانے لگے، بھائی آپ کا لنگر آ گیا ہے۔ جب دونوں شخص کھانے سے فارغ ہو کر جانے لگے تو، آپ باباجی نے فرمایا جس نے ساتھ کھانا کھایا تھا اسے فرمایا جا جوان آپ کو حکیم بنا دیا ہے۔ جو آدمی تازہ پراٹھا کھا رہا تھا وہ جیسے آیا ویسا ہی چلا گیا۔

جس آدمی کو آپ نے فرمایا تھا جا تجھ کو حکیم کر دیا ہے وہ جو دوا بھی دیتا تھا لوگوں کو آرام آجاتا تھا وہ حکیم لائل پور میں بہت مشہور ہو گیا۔

گندم کا ڈھیر بڑھ گیا:

راوی سائیں رانجھا صاحب

سیّد امیر حسین شاہ ساکن مدینہ نے راقم سے یہ واقعہ سائیں رانجھا صاحب سے سنا ہے۔ بیان کیا ہے کہ جس جگہ اس وقت سائیں صاحب کی خانقاہ ہے اس سے شمال کو میری زمین

ہے۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب گندم کی فصل تیار ہوگی اور گاہنے کا وقت آیا تو سائیں صاحب خود تشریف لائے۔اور مجھے کام سے روک دیا اور خود گاہنے اور پھلا چلانے لگے جب گندم صاف ہو کر دانے نکل آئے تو ایک آدمی کو بلالیا گیا تاکہ ٹوپے سے گندم کا حساب کرے، وہ ٹوپے بھر بھر کر بوریوں میں ڈالتا گیا۔گندم کے متعلق جتنا اندازہ تھا، اس سے تین گنا زیادہ ہوئی اور ابھی ختم نہ ہوئی تب اس شخص نے حیران ہو کر کہا کہ یہ کیا راز ہے کہ گندم ختم نہیں ہوتی اس کے بعد ایک مانی گندم اور ہوئی تب ختم ہوئی، سائیں صاحب نے فرمایا کہ تم چپ رہتے تو گندم کبھی ختم نہ ہوتی۔

رزقِ غیبی :

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سائیں سرکار پولیس گراؤنڈ میں بیٹھے ہوئے تھے۔تین نوجوان جو سائیں صاحب کے واقف کار تھے۔تھوڑے سے فاصلے پہ کھڑے تھے۔شام کے بعد کا وقت تھا ان میں رحیم بخش پہلوان بھی تھا۔ان تینوں نوجوانوں نے مشورہ کیا کہ سرکار سائیں صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں اس وقت گوشت روٹی کھلاؤ یہ مشورہ کر کے آپ کے پاس اس جگہ پہ چلے گئے، جہاں آپ تشریف فرما تھے۔

آپ کے پاس اس وقت کھانے کو کچھ بھی نہ تھا، انہوں نے جا کر کہا کہ سائیں صاحب ہمیں گوشت روٹی کھلاؤ، سائیں صاحب نے توجہ نہ دی آخر وہ بار بار اصرار کرنے لگے کہ ہم نے تو کھا کر ہی جانا ہے۔سائیں صاحب نے دیکھا یہ تو بضد ہوگئے ہیں تو وہ وہاں سے اُٹھے اور منہ دوسری طرف کیا اور چند قدم آگے بڑھے تو ایک دم ایک سفید پوش نامعلوم آدمی ظاہر ہوا اور اس نے حضرت کو گوشت کی ایک پلیٹ اور چار روٹیاں دے

دیں۔اور وہ سفید پوش اچانک غائب ہو گیا۔
سائیں صاحب نے ان کو بلایا اور کہا کہ یہ لو جو مانگتے تھے وہ آ گیا تینوں اور چوتھے سائیں صاحب بذاتِ خود نیچے بیٹھ گئے اور ایک ایک روٹی ان کو دے دی، اور اسے کھانے لگے کریم بخش بھی فوراً اپنی روٹی کھا کر سرکار سے کہنے لگا کہ مجھے اور دو تو سرکار نے اپنی روٹی سے جو وہ خود کھا رہے تھے چوتھائی حصہ روٹی اور دے دی۔آخر کار وہ تینوں کھانا کھانے کے بعد اپنی مراد پا کر واپس لوٹے اور سائیں صاحب یادِ الٰہی میں مستغرق ہو گئے۔

کشف کا واقعہ:

جناب سائیں رانجھا صاحب سرکار نے بتایا کہ محترمہ نواب بی بی جو نہایت ہی نیک اور عابدہ عورت تھی، وہ گجرات کی رہنے والی تھی جوانی کے عالم میں ان کے خاوند فوج میں بھرتی ہو کر چلے گئے تھے اور عرصہ دراز تک اُن کے خاوند کا پتہ نہ چلا۔آخر کار انہوں نے ایک دن سوچا کہ سائیں صاحب کے پاس جا کر دعا کرواتی ہوں تا کہ ان کا کچھ پتہ چلے۔ اور وہ واپس آ جائیں۔محترمہ نواب بی بی ایک دن یہ ارادہ کر کے آئی آپ کے ڈیرے پر بمعہ اپنی والدہ محترمہ تشریف لے گئیں۔ابھی تھوڑے فاصلے پر کھیتوں میں ہی تھیں کہ سائیں صاحب نے دور سے ہی فرمایا کہ جاؤ جاؤ وہ آ گئے ہیں وہ آگے نہ گئیں اور سائیں صاحب کے حکم کے مطابق وہیں سے واپس لوٹ آئیں اور جب گھر واپس آئیں تو ان کے خاوند کے آنے کی خبر بھی آ پہنچی اور ان کے شوہر محترم اللہ رکھا تشریف لے آئے اس واقعہ سے حضرت سائیں صاحب کے کشف القلوب کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کو غائبانہ باتوں کا بھی کتنا علم رکھتے تھے۔آپ کے کشف کے کئی ایک واقعات مشہور ہیں

ایک اور واقعہ ہے کہ ایک خاتون کرم بی بی جو حضرت سائیں صاحب کی قیام گاہ پہ اکثر جایا کرتی تھیں اور بہت زیادہ عقیدت مند تھیں وہ ڈھکی محلے کی رہنے والی تھیں، ایک مرتبہ وہ سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور ان کا بچہ بھی ساتھ تھا۔ بچہ بار بار اپنی والدہ سے اصرار کر رہا تھا کہ امّی جان مجھے گائے لے دو ان کا کہنا ہے کہ ہمارے گھر والوں کا ابھی کوئی ارادہ نہ تھا کہ ہم گائے خریدیں۔

سائیں صاحب بچے کی طرف پیار سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ جاؤ گھر گائے آ گئی ہے۔ کرم بی بی جب واپس آئیں تو واقعی بچے کے والد نے بلا ارادہ گائے لے کر گھر میں باندھی ہوئی تھی۔ کرم بی بی نے پوچھا کہ گائے آپ نے یک دم کیسے لے لی ہے حالانکہ ہمارا کوئی ارادہ نہ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اچانک ایک آدمی آیا اور وہ کہنے لگا گائے خرید لو میں نے کہا کہ جاؤ میں نے نہیں لینی لیکن وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کو دے کر جانی ہے، چنانچہ سستا سستا سودا ہو گیا اور میں نے گائے خرید لی۔

موت کی خبر:

راوی سائیں رانجھا صاحب

چوہدری لال خاں سائیں صاحب کے عقیدت مندوں میں سے تھے جو موضع گکیاں کے نمبردار تھے۔ وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں وہ جب سکول جو بارہ دری کے قریب واقع ہے جایا کرتے تھے۔ اور واپسی پر سائیں صاحب کے ڈیرے سے گزرتے اور سائیں صاحب کو اکثر سلام کرتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ لال خاں کو جب سکول سے چھٹی ہوئی اور اس کے ساتھ

بہت سے لڑکے تھے ان میں محمد شاہ سکنہ جمال پور بھی تھا۔ بچے سائیں صاحب کے پاس آئے اور معمول کے خلاف اس روز بچے کے ارد گرد دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے سائیں صاحب نے محمد شاہ کو فرمایا کہ تمہارے لئے اگلے جہاں میں پختہ مکان بن گیا ہے۔ یہ ایک کنایہ تھا۔ جس سے یہ مراد تھی کہ تم اللہ کو پیارے ہونے والے ہو کیونکہ سائیں صاحب کے بارے میں اکثر مشہور تھا کہ وہ بات رمز اور کنایہ میں کیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا اشارہ اور مفہوم کچھ اور ہوتا تھا۔ لال خاں بیان کرتے ہیں کہ تین روز کے بعد سائیں صاحب کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہوئے اور تین دن کے بعد وہ لڑکا مر گیا۔ (انا لله وإنا عليه راجعون)

مولا دھی باھمنی کا واقعہ :

آپ کے عقیدت مندوں میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو مرد اور عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔ اور ہندو عورتیں اکثر آپ کی قیام گاہ پر حاضری دیتی تھیں۔ ان ہندو عورتوں میں ایک عورت کا نام مولا دیہی تھا جو برہمن کی اولاد سے تھی۔ وہ اکثر آپ کے پاس بیٹھی رہتی اور بڑھاپے کی عمر میں پہنچ چکی تھی۔ وہ چونکہ ہندو تھی اس لئے اس کے ذہن پہ یہ بات چھائی رہتی تھی کہ جب میں اس دنیا سے مر جاؤں گی تو مجھے بھی جلایا جائے گا۔ اور اس خیال میں وہ اتنا مگن رہتی اور ڈرتی رہتی تھی، اور سائیں صاحب سے کہا کرتی تھی کہ سائیں جی مجھے آگ سے بچالیں۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد مولا دیہی باہمنی کا آخری وقت آ گیا تو وہ آچانک پانی میں ڈوب کر مر گی اور اس طرح آگ میں جلنے سے قدرت نے اسے بچالیا۔ یہ روایت سائیں رحمت اللہ رحمت نے بیان کی اور محمد خاں اور سائیں گلزار نے

اس کی تصدیق کی یہ واقعہ راقم کو سائیں رانجھا صاحب سرکار بھی بتایا کرتے تھے۔

کرامت ملک پیر بخش :

ملک پیر بخش صاحب مرحوم کو جناب سائین صاحب سے بڑی عقیدت تھی، ایک دفعہ حضرت سائیں صاحب سرکار نے اس سے فرمایا اگر تم کو میرے بعد کوئی ضرورت پیش آئے تو شاہدولہ صاحب کے مزار پر حاضر ہو کر عرض کرنا جب سائیں صاحب دنیا سے پردہ فرما گئے پانچ سال گزر گئے تو گجرات کے رہنے والے محمد بخش موچی نے ملک پیر بخش صاحب سے کہا کہ ایک شخص نے مجھ سے ایک سو روپیہ قرض لیا تھا اور وہ اب واپس دینے سے انکار کرتا ہے۔ تم شاہدولہ صاحب کے مزار پر جا کر عرض کرو، ملک صاحب آدھی رات کے وقت وہاں گے تو کیا دیکھا کہ سائیں صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ملک صاحب دہشت زدہ ہو گئے۔ سرکار نے فرمایا کہ تیری عادت ہے کہ بڑ بڑ بہت کرتے ہو یہاں قرآن مجید پڑھا جا رہا ہے اس لیے چپ رہو، میں چپ رہا تھوڑی دیر کے بعد پھر عرض کرنے کا ارادہ کیا تو فرمایا چپ رہو اور چلے جاؤ تب میں واپس چلا آیا۔ دوسرے روز شام کے وقت مقروض آیا اور معافی اس پیر بخش نے خود پیا اور بھی بہت سے لوگوں کو پلایا تھا۔
(بیان کردہ محمد بخش موچی گجراتی)

کرامت امتحان پاس :

شاہنواز خاں صاحب شیخوپوری نے بیان کیا کہ میرے چچا زاد بھائی نے میٹرک کا امتحان دیا تھا اس حساب کا پرچہ کمزور تھا، میں اس کو ساتھ لے کر جناب سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور امتحان میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کی، آپ نے اندر سے ایک مٹکا

منگوایا اس میں سوت کی بہت سی چھلیاں تھیں اس لڑکے کو جس نے امتحان دیا ہوا تھا فرمایا کہ ان چھلیوں کو گنو اس نے پچاس تک گنیں تو فرمایا کہ تم غلط گنتے ہو یہ تو سوا سو کے لگ بھگ ہیں جب امتحان کا نتیجہ نکلا تو وہ پاس تھا اور حساب کے نمبر اتنے ہی تھے جس قدر چھلیاں گنی گئی تھیں۔

کرامت پنجے کا نشان:

بابو اللہ دتہ نے مجھے بتایا کہ میری دادی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی وہ دعا کے لیے گئیں تو فرمایا کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور ماتھے، پر نشان ہوگا، جب میرے والد کی پیدائش ہوئی تو اس کے ماتھے پر آدمی کے پنجے کا نشان لگا ہوا تھا۔ پانچوں انگلیوں کے نشان صاف صاف لگے ہوئے تھے۔ میرے والد اور والدہ اکثر دعا کیلئے ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے ایک روز فرمایا کہ سو حکیم اور ایک جراح اور ایک میں بس چلے جاؤ اس کے بعد میرے والد نے مرہم پٹی کا کام شروع کر دیا ان کو اس قدر کمال حاصل ہو گیا نہ صرف جراحی کے کام میں لوگ فیض یاب ہونے لگے بلکہ ہر مریض شفایاب ہونے لگا، بانجھ عورتوں کے ہاں ان سے علاج سے اولاد ہوئی۔

کرامت مستری فضل کریم:

مستری فضل کریم صاحب نے بیان کیا کہ میرے والد صاحب ہر جمعرات کو ایک نمکین روٹی پکوا کر آپ کے پاس لے جاتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے میری والدہ نے جس ایندھن سے روٹی پکائی تھی وہ سرکاری باغ سے لیا گیا تھا۔ جب میرا باپ روٹی لے کر گیا تو آپ نے فرمایا کہ چوری کی لکڑیوں سے روٹی پکا کر مجھے کھلاتے ہو وہ واپس آ گے اور گھر

کے ایندھن سے روٹی پکا کر لے گئے۔

کرامت چار سکھ بری

جناب سائیں رانجھا صاحب سرکار جو راقم کے پیشوا تھے انہوں نے فرمایا۔ میرا چشم دید واقع ہے ایک سکھ کو جناب سائیں صاحب نے اس کو ڈنڈے مارنے شروع کر دیئے جب اس کو چار ڈنڈے لگ چکے تھے تو درد کی شدت سے بھاگ نکلا تو آپ نے فرمایا کہ پانچواں بیچ میں ہی چھوڑ گئے ہو اس کے بعد یہ ہوا کہ عدالت میں اس کے چار آدمی تو بری ہو گئے اور پانچواں کو پھانسی کی سزا ملی۔ اولیا کو خدا کی طرف سے قدرت ہوتی ہے وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لا سکتا ہے۔

کرامت زمین کا مل جانا :

میاں دین احمد صاحب ساکن مدینہ گجرات آپ کے خاص تعلق والوں سے تھے، ان کا زمین کے متعلق کچھ جھگڑا تھا سائیں صاحب نے ان کو ایک ہل عطاء فرمایا جس سے مراد تھی زمین مل جائے گی چنانچہ ان کو زمین مل گئی اور ہل اب تک ان کے گھر میں موجود ہے۔

کرامت مائی نور بیگم :

مائی نور بیگم صاحبہ ساکن مدینہ نے بتایا کہ میں سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بیٹے کی ملازمت کیلئے دعا کی درخواست کی تو جناب نے مجھے سولہ پیسے عطاء فرمائے چند روز کے بعد میرے بیٹے کو ملازمت مل گئی اور اس کی تنخواہ مبلغ سولہ روپے مقرر ہوئی (نوٹ) جس مدینہ کا ذکر آرہا ہے یہ گجرات تحصیل کا ایک گاؤں ہے جو سیدوں کے

گاؤں کے نام سے مشہور ہے۔ دربار کے ساتھ ہی ہے اور سائیں صاحب سے کوئی ایک آدھا میل دور ہوگا۔

معراج کا واقعہ سمجھانا:

حضور سائیں رانجھا صاحب سرکارؒ اس کے راوی ہیں۔ راقم کو ایک دن فرمارہے تھے، ایک آدمی آیا اور یہ سوچ رہا تھا۔

کہتے ہیں حضور پاک نبی کریمؐ معراج پر گئے، رات کا کچھ حصہ عرش پر رہ کر آئے اور بستر گرم تھا اور دروازے کی کنڈی حرکت میں تھی، بابا جی سرکارؒ نے فرمایا، جوان پہلے مچھلی لے کر آؤ پھر آپ کو مسئلہ سمجھاتے ہیں۔ وہ مچھلی لینے کے لیے گجرات شہر میں آیا اور تمام دکانوں سے مچھلی کا پتہ کیا کہی نہ ملی۔

اس نے سوچا کہ سرکارؒ نے کہا ہے اس لیے مچھلی ضرور لیکر جانی ہے۔ وہ وزیر آباد چلا گیا وزیر آباد سے اس نے جب مچھلی خریدی گجرات کو جانے لگا تو اس نے ٹائم دیکھا 1 بجے کا ٹائم تھا۔ جب سرکار کے پاس پہنچا تو سرکار پوچھتے ہیں جوان اتنی دیر کردی۔ سرکار مچھلی گجرات شہر میں سے نہیں ملی تھی۔ تو میں وزیر آباد سے لیکر آیا ہوں۔

بابا سرکارؒ فرماتے ہیں جب وزیر آباد سے چلا تھا تو کیا ٹائم تھا۔ تو اس نے کہا 1 بجے کا ٹائم تھا۔ آپ فرماتے ہیں اب کیا ٹائم ہے۔ گھڑی میں دیکھتا ہے تو 1 بجے کا ٹائم تھا۔ وہ آدمی ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا، وہ کہتا ہے سرکار میرا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

=☆☆☆☆=

ولی کے لیے زمین ڈھائی قدم :

حضور سائیں رانجھا صاحب سرکارؒ نے فرمایا ایک آدمی آیا اور اس نے کہا بابا سرکارؒ سنا ہے کہ ولی کے لیے زمین ڈھائی قدم ہوتی ہیں۔ بابا جی سرکارؒ نے فرمایا میں نے تو ساری زمین اپنے نیچے رکھی ہوئی ہے۔

کانواں والی سرکار توجاں صدقے

کانواں والی سرکار توں جاں صدقے جہنے دلاں اندر جھگی پائی ہوئی اے
اوندے پے پتنگ ملنگ شوقوں شمع عشق عرفان جگائی ہوئی اے
شاہ دولہ دے شہر گجرات اندر سائیں کرم الٰہی دھونی لائی اے
کانواں والی سرکار مشہور جگ تے کانواں سنگت پریت لگائی ہوئی اے
سن کے بانگ الست مست ہوکے پنڈ کالو بلا دی چائی ہوئی اے
اپنے طالباں عاشقاں صادقاں نوں کر کے شرع دی شرع سمجھائی ہوئی اے
ایس مست قلندر دی شان اُوچی عرش عظم تک ایدی رسائی ہوئی اے
کر کے نفس ذلیل بنا کوڑا دے لگام اُوہنوں کاٹھی پائی ہوئی اے
اُوتے حرص پلیت نوں کر قابو نک وچ پاکے نتھ نچائی ہوئی اے
دنیا ایہہ مردار حرام کھانی سائیں پیراں دے وچ رولائی ہوئی اے

جھنڈا جھلدا رہوے گا خشر تیکر سائیں فیض دی ندی چلائی ہوئی اے
فنا فیلا والی منزل سر کر کے بانگ عشق دی بول سنائی ہوئی اے
پراں سُڑ کے گرم نہالیاں نوں اُپر کنڈیاں سیج سجائی ہوئی اے
دنیا نام پائی جپدی پہر اٹھے کانواں والے دی شان سوائی ہوئی اے
دیوا عشق عرفان دا بالیا اے مستی مست الست چڑھائی ہوئی اے
ایس عشق میخانوں سائیں ہوراں جنہوں گھٹ دو گھٹ پلائی ہوئی اے
اوا وہی بن گے ولی کامل آکھ جناں دے نال ملائی ہوئی اے
لنگر پکدے نیں ڈھول وجدنیں حسن عشق دی کھیڈ رچائی ہوئی اے
گوراں دت بابا ٹھٹھے عالیے دا جنہوں غیب نگروں چٹھی آئی ہوئی اے
ہم عصر دونویں بیلی یار سجن یاری لا کے دو ہاں نبھائی ہوئی اے
ننگی تیغ دے وانگراں کراماتاں خلقت ایناں دی تاں شیدائی ہوئی اے
ہر ویلے دربار تے رہوے میلا کانواں والے نے دھم مچائی ہوئی اے
لوک آندے جاندے فیض پاندے روضے والڑے حد مکائی ہوئی اے
کانواں والے دے پاک دربار اُتے ناطق عجز تھیں دھون نوائی ہوئی اے

بشیر ناطق قادری

0306-4292541

تیریاں دیوانیاں دے خیر کانواں والیا

کیہ شہر گجرات دی گل دساں چارے کونے والیاں نال بھرے ہوئے نیں
شاہدولہ تے شاہ جہانگیر ایتھے جام کوثر دے تلی دھرے ہوئے نیں
شاہ پھول ولی شاہ حسین ایتھے صدقے ایناں دے بڑے ای ترے ہوئے نیں
سائیں کانواں والے دربار بالن اُتھے کھوٹے وی سکے کھرے ہوئے نیں

وسے گجرات تیرا شہر کانواں والیا

تیریاں دیوانیاں دی خیر کانواں والیا
نچدے ملنگ تیرے چک کے گھڑولیاں
اوندے نیں ملنگ تیرے بن بن ٹولیاں
ایناں وچ اک نیوں غیر کانواں والیا
وسے گجرات تیرا شہر کانواں والیا
بڑی بڑی دوروں ایہہ ملنگ تیرے آئے نیں
لال ہرے کپڑے تے گھوٹے اُتے لائے نیں
ویکھ دے نہیں دھپ تے دوپہر کانواں والیا
وسے گجرات تیرا شہر کانواں والیا

شہر گجرات وچ سائیں موجاں لائیاں نیں
لوکاں کنداں کوٹھیاں تے بتیاں سجائیاں نیں
ہر پاسے رنگاں دی ایہہ لہر کانواں والیا
وے گجرات تیرا شہر کانواں والیا
حیدری ملنگ نے پے نعرے تیرے ماردے
آکے بیٹھے بوہے تیرے سخی سرکار دے
بھاویں گڑ پادے بھاویں زہر کانواں والیا
وے گجرات تیرا شہر کانواں والیا
بابا اقبال بالم گجراتی

☆☆☆☆☆

منقبت حضرت کانواں والی سرکارؒ

نشہ ء اے عشق میں سرشار تھے کانواں والے
عاشقِ حیدر کرّارؓ تھے کانواں والے
تھا کرم ذاتِ الٰہی کا فراواں اُن پر
اس کرم کا ہمہ اظہار تھے کانواں والے
جذب و مستی کی تجلّی کے امیں تھے حضرت
اس لیے مظہر ِ انوار تھے کانواں والے
جو زیارت کا شرف رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں
گلشن ِ فقر کی مہکار تھے کانواں والے
اک نظر ڈال کے حالات بدل دیتے تھے
ایسے دربارو گہر بار تھے کانواں والے
جب بھی دیکھو در دولت پہ کریمی خو سے
جھولیاں بھرنے کو تیار تھے کانواں والے
صاحبِ نعمت ِ اخلاص ، مجسّم احسان
حامل دولت ایثار تھے کانواں والے
گو تصوف میں بلند اُن کا ہے نام اور نشاں
بے نشانی کا بھی معیار تھے کانواں والے
لکھی فرمائش فیاض وزیر آبادی
مجھ پر فیضان کرم بار تھے کانواں والے

پروفیسر فیض رسول فیضان (گوجرانوالہ)

منقبت کانواں والی سرکار

اُوچا تیرا رتبہ کانواں والڑیا
سچا تیرا درجہ کانواں والڑیا
اسم گرامی سوہنا کرم الٰہی اے
جلوہء من موہنا کانواں والڑیا
پاک نبیؐ تے مولا علیؓ دی رحمت نال
توں لج پال ہمیشہ کانواں والڑیا
خالی جان کدے نہیں دیتا داتا نیں
تیرا کوئی منگتا کانواں والڑیا
میراں نیں بھر چھڈیا خشر دیہاڑے تک
تیرا فیض خزانہ کانواں والڑیا
چارے پاسے تیرے جھنڈے جھلدے نیں
تیرا شان اوچیرا کانواں والڑیا
منگتیاں دی تقدیر سواری جاندا ایں
تیرا پاک دوارہ کانواں والڑیا
تیرا چہرہ تیرا نقشہ رات دِنے
میرا ورد وظیفہ کانواں والڑیا
جھات کرم دی پا فیضان دے ہنجواں تے
ایہوا ے نذرانہ کانواں والڑیا

پروفیسر فیض رسول فیضان (گوجرانوالہ)

کانواں سرکار دیے حضور نذرانہ

وچ گجرات دے فیض خزینہ کانواں والی سرکار
فقر دی مالا دا نگینہ کانواں والی سرکار
زہد دے اندر عمر لنگھائی
عیش تے عشرت سب بھلائی
چھڈی جگ دی کوڑ کمائی
مانج مکھو چمکایا سینہ کانواں والی سرکار
وچ گجرات دے فیض خزینہ کانواں والی سرکار
ساری عمر ریاضت کرکے
دامن نال قناعت بھر کے
زہددے شوہ جھناں تر کے
لایا کنڈھے فقر سفینہ کانواں والی سرکار
وچ گجرات دے فیض خزینہ کانواں والی سرکار
کانواں اتھے کاں کاں لائی
کھاندے آکے روز مٹھیائی
چوری پاندے آلوکائی
دسیاں کانواں نوں اُڈنا جینا

وچ گجرات دے فیض خزینہ کانواں والی سرکار

کرم الٰہی ایہہ نام پیارا
چھڈ کے آگے ٹبر سارا
کیتا جنگل وچ گزارا
نئی بھلا یا کھانا پینا کانواں والی سرکار
وچ گجرات دے فیض خزینہ کانواں والی سرکار

چھڈی دنیا دی ایس یاری
فقر پیچھے ہر شہ واری
تاں پئی مندی دنیا ساری
رکھیا عشق نبیؐ چ روشن سینہ کانواں سرکار
وچ گجرات دے فیض خزینہ کانواں والی سرکار

آ شافی گجرات چ جائیے
چل بابے ہوراں دا درشن پائیے
چوری دے نال کاں رجائیے
وکھاوے معرفت فیر زینہ کانواں والی سرکار

شاعر عقیل شافی (لاہور)

رباعیاں کرم الٰہی کانواں والی سرکار

رباعی

کرم الٰہی سرکار دیاں کیا باتاں جس مرشد دا ادب کمال کیتا
کدی مرشد دے ول نیں کنڈ کیتی ایسا پیار مرشد دے نال کیتا
جھوٹے ایس جہان نوں چھڈ کے تے پاک ربّ دا بس خیال کیتا
محبوب دنیا دا مال کرپراں کٹھا رحمت والا مال کیتا

رباعی

امام صاحب دے ایس مرید دیاں دھماں سارے جگ وچ پئے گئیاں
عرشی فرشی کرن تعریف ایدی حوراں ہکیاں بھکیاں رہ گئیاں
جناں آن کے پیر توں خیر منگی جھولی بھر سوالنا لے گئیاں
محبوب اوناں سیاں دے بڑے نصیب چنگے جہڑیاں مرشد دے در تے بہہ گئیاں

☆☆☆☆☆

رباعی

آیا در تے گیا نہ کدے خالی اے شان میری سرکار دا ایہہ
اوسوالیوں کر سوال پورا دریا رحمت والا ٹھاں مار دا ایہہ
جنت نالوں یار کوئی گھٹ نیں دربار کرم الٰہی سرکار دا ایہہ
محبوب کانواں والی سرکار دا مرید سوہنا کیا شان سائیں گلزار دا ایہہ

رباعی

کرم الٰہی سرکار دے چمن اندر رانجھا پھل کھڑیا بڑی شان والا
واگی کانواں والی سرکار دے وگ دا ایہہ رستہ دسیا جس رحمان والا
کشتی پھڑ کے بنے او لادیو ے پہچان حق دی او کروان والا
محبوب شریف فیاض دا پیر سوہنا رانجھا لکیاں توڑ نبھا ن والا

شاعر: سائیں محبوب علی محبوب (مٹواں)

راوی فضل محمد علی (ریل بازار وزیر آباد)

چاچا بوڑھا

کرم الٰہی کے سامنے کرم الٰہی کانواں والی سرکار کے پاس انہیں کے محلے کا ایک آدمی آیا کرتا تھا، جس کا نام کرم الٰہی تھا۔ اس کی پچھلی عمر میں شادی ہوئی تھی۔ گھر میں غربت کا راج تھا۔ اس کی چار بیٹیاں تھیں۔ ایک دن وہ شخص جس کا نام کرم الٰہی تھا، باباجی کے پاس حسب معمول بیٹھا تھا تو اس سے باباجی نے پوچھا کیا حال ہے تمہارا کرم الٰہی بولا کیا حال ہونا ہے گھر بیٹیوں سے بھرا ہوا ہے اور کام دھندا بھی نہیں تو باباجی نے فرمایا اٹھو اور وہ تھیلا لیکر آؤ کرم الٰہی نے دیکھا یہ تو کوئی عورت ابھی تھوڑی دیر پہلے آئی تھی وہ انہیں دیکر چلی گئی تھی۔ کرم الٰہی نے کہا جناب اس میں آلو ہیں تو باباجی نے فرمایا اُدھر بیٹھ جاؤ اور انہیں گنو جب اس نے گینے تو بتا کہ گن لیئے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا انہیں بار بار گن کرم الٰہی کہتا ہے، کہ ہر دفعہ دو چار آلو بڑھ جاتے، تھوڑی دیر میں آلو کافی مقدار میں ہوگے، تو باباجی نے فرمایا جا انہیں لیجا اور پکوڑے بنا کر بیچا کر، وہ گھر چلا گیا اور ایک دکان سے ادھار بیسن لیا پکوڑے بنائے، اس کرم الٰہی کو لوگ چاچا بوڑھا کہا کرتے تھے۔ اور اپنے محلے کانیاں والے میں اسی نام سے مشہور تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ چاچے بوڑھے نے پکوڑے لگائے ہوئے ہیں۔ تو کہتے چاچا بوڑھے سے ایک ٹکے کے مجھے بھی دے دو پیسے کے مجھے بھی دے دو دیکھتے دیکھتے سارے پکوڑے ختم ہوگے پھر

بنائے پھر ختم ہو گے۔ الغرض اس کا نام اپنے پکوڑوں کی وجہ مشہور ہو گیا۔ جس میں لڑکیاں بھی جو سارا دن بیکار رہتی تھی اب سارا دن سامان کی تیاری میں لگی رہتی۔ آلو بڑھتے جا رہے تھے۔ مگر دنیا کو دیکھانے کے لیے دو چار کلو بازار سے بھی لے آتے پھر آہستہ آہستہ ساتھ میں متھائی کا کام بھی شروع کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے چاچا بوڑھے کی حلوائی کی دکان مشہور ہو گی۔ اس آدمی کا ایک لڑکا تھا جس نے بعد میں باقاعدہ دکان چلائی اور بہت سے کاری گر اس کے پاس کام کرتے تھے۔ اس بات کی تصدیق اس علاقے سے بھی ہو سکتی ہے۔ فضل محمد علی کا پڑنانا تھا۔

مجذوب

راوی زیڈ اے زلفی

یہ جو کرامات، کمالات قلم کے سپرد کر رہا ہوں یہ میرے والد محترم حاجی سخی محمدؒ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں دوست شیخ القرآن جناب عبدالغفور ہزارویؒ صاحب کے پاس بیٹھا تھا اور اپنے حضرت گوہر دین احمدؒ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ہزاروی صاحب کہتے ہیں کہ میں جینڈر شریف جا رہا تھا۔ جیسے ہی بھمبر سے آگے جینڈر شریف والی سڑک پر چڑھا تو میرے والے تانگے میں لنگوٹ پہنیں ایک شخص تانگے کے ہودے میں آ کر بیٹھا جس کا جسم باقی کپڑوں سے مبرا تھا اور مٹی سے لت پت تھا، میں تانگے کی سیٹ پر بیٹھا اپنے کپڑے سمیٹنے لگا کہ کہی اس شخص کے جسم کے ساتھ نہ لگ جائے۔ اور ناپاک نہ ہو جائیں یہ کوئی مجذوب سا شخص ہے جسے اپنا ہوش ہے نہ دنیا کا۔ وہ تھوڑی دیر تانگے میں بیٹھا رہا اور گاؤں آنے سے پہلے ہی اُتر گیا۔ جب وہ اُتر کر چلا گیا میرے دل میں خیال میں آیا کیوں نہ میں جینڈر شریف جا کر یہ جو مجذوب لوگ ہیں ان کے بارے میں حضرت گوہر دین احمدؒ سے پوچھو!

میں جا کر حضرت صاحب سے ملا وہ برگد کے درخت کے نیچے اپنی چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب (شیخ القرآنؒ) کہتے ہیں میں اسلام کر کے بیٹھا گیا گفتگو شروع ہوئی تو میں نے حضرت صاحب سے پوچھا آپ یہ بتائیں کہ تصوف میں

مجذوب کا کیا مقام ہے۔ آپ نے فرمایا تم مجذوب سے بچتے بچتے تو میرے پہنچے ہو۔ میں نے سوالیا نظروں سے حضرت صاحب کی جانب دیکھا تو آپ نے فرمایا تمہارے ٹانگوں میں بیٹھا تھا اور جس سے تم کپڑے بچاتے رہے ہوں۔ وہ کرم الٰہی سرکارؒ تھے۔ یہاں یاد رہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تھا سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار کا انتقال ہوئے تیرہ 13 سال ہو چکے تھے۔ اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ یہ جو لوگ راہ حق کے مسافر ہوتے ہیں۔ کس کمال کو پہنچے ہوتے ہیں۔

زیڈ اے زلفی 0300-747849

حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ

حضرت سائیں کرم الٰہی سرکارؒ 13 اپریل 1838 نوں مہر غلام محمد کے گھر پیدا ہوے آپ دا جنم گجرات کے محلے کانیاں والی وچ ہویا۔ آپؒ دے ماپے نیک بزرگ ہستیاں تے پیراں فقیراں نوں منن والے سن ۔ اوہ حضرت امام شاہ چنڈالہ دے مرید سن ۔ آپ دا جنم ایک فقیر کامل دی دعا پاروں ہویا۔ اوس آکھا سی کہ ایس گھر جو بال جنم لوے گا اوہ ربّ دا محبوب تے منکھتا دا پیارا ہووے گا۔ آپ جماندرو ولی سن ۔ مڈھلی دھارمک تعلیم میاں منشا جی توں پراپت کیتی، اوہناں آپؒ بارے پیش گوائی کیتی کہ ایہہ جا تک وڈا ہو کے ربّ دا ولی بنے گا۔

روحانی تعلیم لئی حضرت امام شاہ پیر کوٹ سدھانہ ضلع جھنگ رجوع کیتا۔ اوہناں آپؒ دی باطنی حالت دیکھ کے اک پاستہ آپؒ دے مونہہ وچ پایا، جس نال آپ نوں شانتی ملی ۔ مرشد دے حکم تے آپؒ نے گھر چھڈ کے سیر و ساحت لئی ٹرپئے دلی تے کشمیر دی پیدل یاترا کر کے پرتے پر حکم ہویا کہ حالے ہور روحانی منزلاں طے کرنیاں ہن ۔ ایس لئی نویں اُسر دے پل تے جا کے مزدوری کرو۔ آپ اوتھے مزدوری کرن لگ پئے اک دن ٹھیکدار تکیا کہ آپ نے سر تے ٹوکری چکی ہوئی اے پر اوہ آپ دے سر توں اُچی اے ۔ ڈیڑھ ورھے دی ریاضیت عبادت، محنت مشقت تے مجاہدے توں بعد آپ دے مرشد آپ دی زمین وچ بنی اک جھگی اندر واس دا حکم دِتا۔ مخلوق روحانی

مسئلیاں دے حل لئی ایتھے آون لگ پئی۔ آپ اُتے اکثر جذب دی حالت طاری رہن لگ پئی۔ آپ نوں کانواں نال بوہت پیار سی جو نذر نیاز آندی اوہ کانواں اَگے پا دیندے۔ ایسے پاروں آپؒ نوں کانوانوالی سرکار آکھیا جاندا اے۔

آپؒ توں بے شمار کرامتاں ظاہر ہویاں۔ مسلماناں توں وکھ ہندو سکھاں وی آپ توں روحانی فیض لیا اے۔ اک سکھ جناب دی خدمت وچ آیا، اوس دے پنج بندے قتل دے مقدمے وچ پھڑے ہوئے سن۔ آپؒ نے اوس نوں ڈنڈے نال مارنا شروع کر دیتا۔ حالے اوس نوں چار ای ڈنڈے لگے سن کہ اوہ ڈنڈیاں دی پیڑ تا پاروں نس گیا۔ آپؒ نے اس آکھیا پنجواں وچکار چھڈ گیا ایں۔ جدوں ایس مقدمے دا فیصلہ ہویا تاں چار بندے بری ہو گے تے پنجویں نوں پھانسی دی سزا ملی۔ آپؒ دی عمر لگ بھگ 90 ورے سی۔ 20 جولائی 1930ء بمطابق 1349 ہجری نوں آپؒ دا اکال چلانا ہویا تے گجرات وچ آپ نوں دفن کیتا گیا۔ ساون دی پہلی جمعرات نوں آپ دا عرس منایا جاندا اے جو تن دناں تائیں جاری رہندا اے تے بوہت وڈھی گنتی وچ منگھتا ایس وچ لیندی اے۔ پیر فضل گجراتی نے گجرات دے ایس ولی اللہ نوں خراج عقیدت پیش کردیاں ہویا دسیا اے کہ آپؒ ورگے ولّی اللہ روز روز ایس دھرتی اُتے پیدا نہیں ہوندے۔ تے جہڑے آپ دے ہتھوں توحید دا جام پی گئے نیں اوہ توحید دے نشے وچ مست رہندے نیں۔ آکھدے نیں!

سائیں کرم الٰہی دا ہجر دل تے کیوں نہ غم دے کرے ناسور پیدا
روز روز جہاں تے نئیں ہوندے مرد ایس دے وانگ مشہور پیدا
مینا قلقوں ہچکیاں بنھ رووے ایس مست دی نئیں تمثیل ملنی
بزمِ ساقی خمر توحید اندر ہوندے رہن گے مست ضرور پیدا
تیراں سو انونجاسی سال ہجری چوی صفر نوں صفر تیار ہوئے
اوسے نور اندر فضل نور ملیا جیہڑے نور وچوں ہویا نور پیدا

☆☆☆☆☆

پڑھ بسم اللہ ہتھ قلم کیتا شعر لکھن سرکار دے بہہ گیا میں
شعر لکھدیاں فیر نئیں قلم رُکیا جدوں بوہا مل دربار دے بہہ گیا میں
فیر ون سوّنے خیال آئے جدوں نال پیار دے بہہ گیا میں
ایہہ نفس لعین فیاضؔ نوں کج ماردے بہہ گیا میں

☆☆☆☆☆

کرم الٰہی دا جدوں سی کرم ہویا فیر مشکل فقیر تے اڑی کوئی نئیں
انج مشکلاں فیر نیں حل ہویاں، میرے سامنے فیر تے کھڑی کوئی نئیں
جدوں تھاپڑا مینوں سرکار دِتا مشکل آئی فیر گھڑی دی گھڑی کوئی نئیں
ہتھ جوڑ مصیبتاں نس گئیاں ہتھ فیر فیاضؔ دے چڑھی کوئی نئیں

ہر پاسیوں فتح نے پیر چمے ہر پاسیوں بیڑے نوں پار کیتا
کم جیہڑا وی ذرا میں سوچیا سی اک پل وچ میری سرکار کیتا
میرے سر تے ہتھ سرکار رکھ کے وڈیاں شاعراں وچ شمار کیتا
جیہڑی جیہڑی سی عرض فقیر کرنی شعراں وچ فیاضؔ اظہار کیتا

☆☆☆☆☆

امام صاحب نے ولی دی مہر لا کے ڈیرہ وچ گجرات لوا دتا
جتھے مشکلاں وچ ہزار پاتھے اوتھے مشکل کشا بٹھا دتا
پھانسی لگدے بری کرا دتے پانی کھوہ دا دُودھ بنا دتا
فیاضؔ جیئے بے علم نکمیاں تے کیتا دان تے شاعر بنا دتا

☆☆☆☆☆

اَکھیں ویکھیا نئیں میں سُنیا اے خلافت نعیم سرور نوں مل گئی اے
سائیں سرور نے پگ دے چھڈی گل عام مریداں وچ ہل گئی اے
کرم الٰہی سرکار دے باغ دے وچ نویں کلی توحید دی کھل گئی اے
محبوبؔ نوں شریف فیاضؔ دسیا ایہہ بیڑی ہور توحید دی ٹھل گئی اے

کرم الٰہی دے بھائی دا پڑپوتا نام سرور تے سخی دل دا اے
مرید کوئی وی سرکار دے کول جائے بڑے پیار دے نال اوہ مل دا اے
مشکل بہت سرکار دے نال مل دی فرق نہ جاپے اک تل دا اے
محبوب کرم الٰہی دے دور دے وچ کوئی ولی نہ اس دے ٹِل دا اے

☆☆☆☆☆

مرید کرم الٰہی دے ہیں لکھاں کوئی مرید نئیں سائیں بشیر ورگا
بادشاہ نوں جیویں اس منیا ایں کوئی وزیر نئیں ایس وزیر ورگا
مرشد اپنے دی سب کرن سیوا گھٹ ہے کوئی ایس فقیر ورگا
آیا در تے سوالی کوئی موڑ دا نئیں کوئی سخی نئیں۔ ایس امیر ورگا

☆☆☆☆☆

ندیم سلیم نعیم دے وڈے بھائی پُتر اے وی سرور سرکار دے نیں
ماں باپ دے تابع فرمان دونویں پھل اے وی سُنی بہار دے نیں
محفل ولیاں دی وچ بہن والے نام رب دا چت پکار دے نیں
محبوب جو سنیا ایں او ای لکھ چھڈیا اگے بھید ربّ غفار دے نیں

☆☆☆☆☆

سائیں گلزار نے پھڑ گلزار کیتا جیہڑا در اوہدے تے آیا اے
جنھے صدق یقین دے نال منیا بیڑا اس دا بنّے لایا اے
جدوں آئے نیں اپنی موج وچ چور پھڑ کے قطب بنایا اے
محبوب کیتی کرم دی نظر سرکار جس دم جٹ اصغر نوں پیر بنایا اے

☆☆☆☆☆

سائیں گلزار دے سب مرید سوہنے جتھاں مرشد دا ڈیرہ آباد کیتا
مائی ریحانہ سیوا دے وچ رہندی کم بڑا اے سائیں ارشاد کیتا
نوید نصراللہ تے طالب بھگت تائیں ہر غم تھیں مرشد آزاد کیتا
محبوب سائیں گلزار سرکار دے جاں صدقے جتھاں چوراں نوں سعد کیتا

☆☆☆☆☆

شجرہ کانواں والی سرکار

رُتبہ ولیاں توں یگانا ایں کانواں والی سرکار دا
شان سب توں شہانا ایں کانواں والی سرکار دا
نجمی کی دساں میں اوہدی شان تے اِک پاسے
کلمہ عیسائیاں نوں پڑھاندا اے کانا ایں کانواں والی سرکار دا

☆☆☆☆☆

کرم ہویا اے کرم الٰہی اُتے ایسا سوہنا اوہدی ذات دا
کانواں والا وی ہو مشہور گیا ڈنکا وجیا اوہدی صفات دا
اوہدے صدقے ای سارا اے کرم ہویا مُل پے گیا اوہدی بات دا
سچ پچھیں تے نجمی نال اوہدے ہویا جگ تے ناں گجرات دا

☆☆☆☆☆

سید خوشحال نجمی کرامتی نقیبی پیر جگی موڑ تحصیل کوٹ ادو مظفر گڑھ 0347-2511925

ہویا ولیاں وچ ناں کوئی ہونا ایں جویں کانواں والی سرکار ہوئے
جہدے تے کرم دی نگاہ کیتی منظور نظر اوہ پروردگار ہوئے
ایہدا دیوانہ نہ کوئی شریف فیاض ورگا جنڈو سائیاں چ کوئی گلزار ہوئے
اوہناں حق دی نجمی دید کیتی جنہاں نوں اوہناں دے آ دیدار ہوئے

☆☆☆☆☆

ہر پاسے پیا گونجدا اے ناں کانواں والی سرکار دا
ہر ولی وی یار دیوانہ اے ہاں کانواں والی سرکار دا
کفر اج وی تھر تھر کنبدا اے جے ناں لواں کانواں والی سرکار دا
نجمی ہر کوئی ناں جپدا اے تاں کانواں والی سرکار دا

☆☆☆☆☆

جملہ حقوق بحق راقم محفوظ ہیں

نام کتاب: سیرت حضرت سائیں کرم الٰہیؒ
المعروف کانواں والی سرکار

راقم: شریف فیاضؔ وزیرآبادی

قانونی مشیر: خواجہ آفتاب عالم ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

راوی: سائیں رانجھا سرکار

پروف ریڈنگ: صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی

نظرثانی: پروفیسر سید غلام مجتبیٰ

بااہتمام اشاعت: جناب محترم سائیں سلیم صاحب
جناب محترم سائیں ندیم صاحب

باراول: جون 2016

تعداد: 500

ہدیہ: 400/.

ملنے کا پتہ

شریف فیاضؔ وزیرآبادی

کرم الٰہی پرنٹنگ پریس بلمقابل سیشن کورٹ وزیرآباد

0304-6158229 0331-9625887 0346-6194811

Sheeeffiyaz@yahoo.com

مرشد لجپال حضرت پیر سید

امام شاہ گیلانی رح

صاحبزادہ سائیں
وسیم صاحب سرکار

حضرت

جانشین صاحبزادہ سائیں سرور سخی سرکار

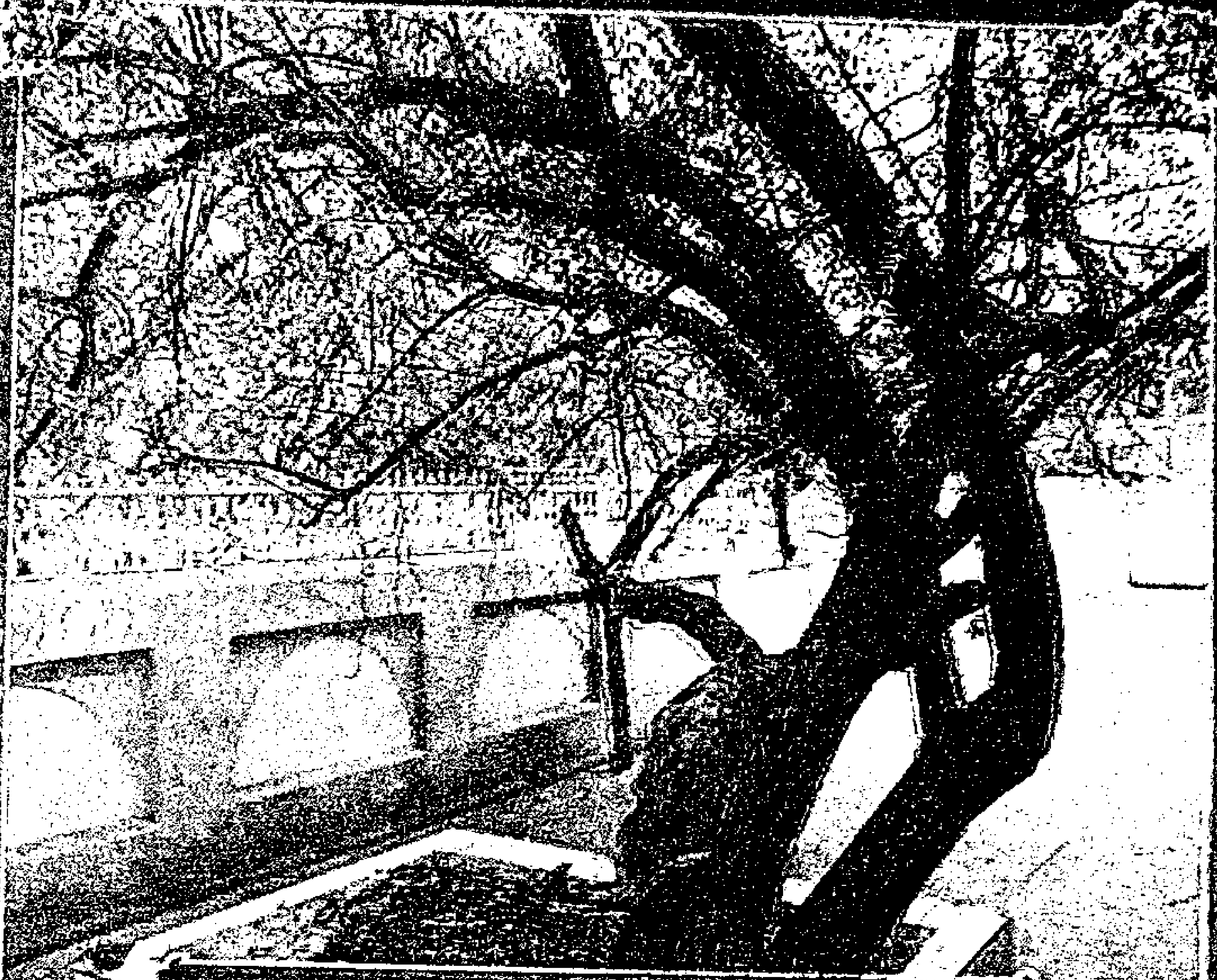

سو سال سے قدیم بابا جی سرکار کی بیری شریف جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے

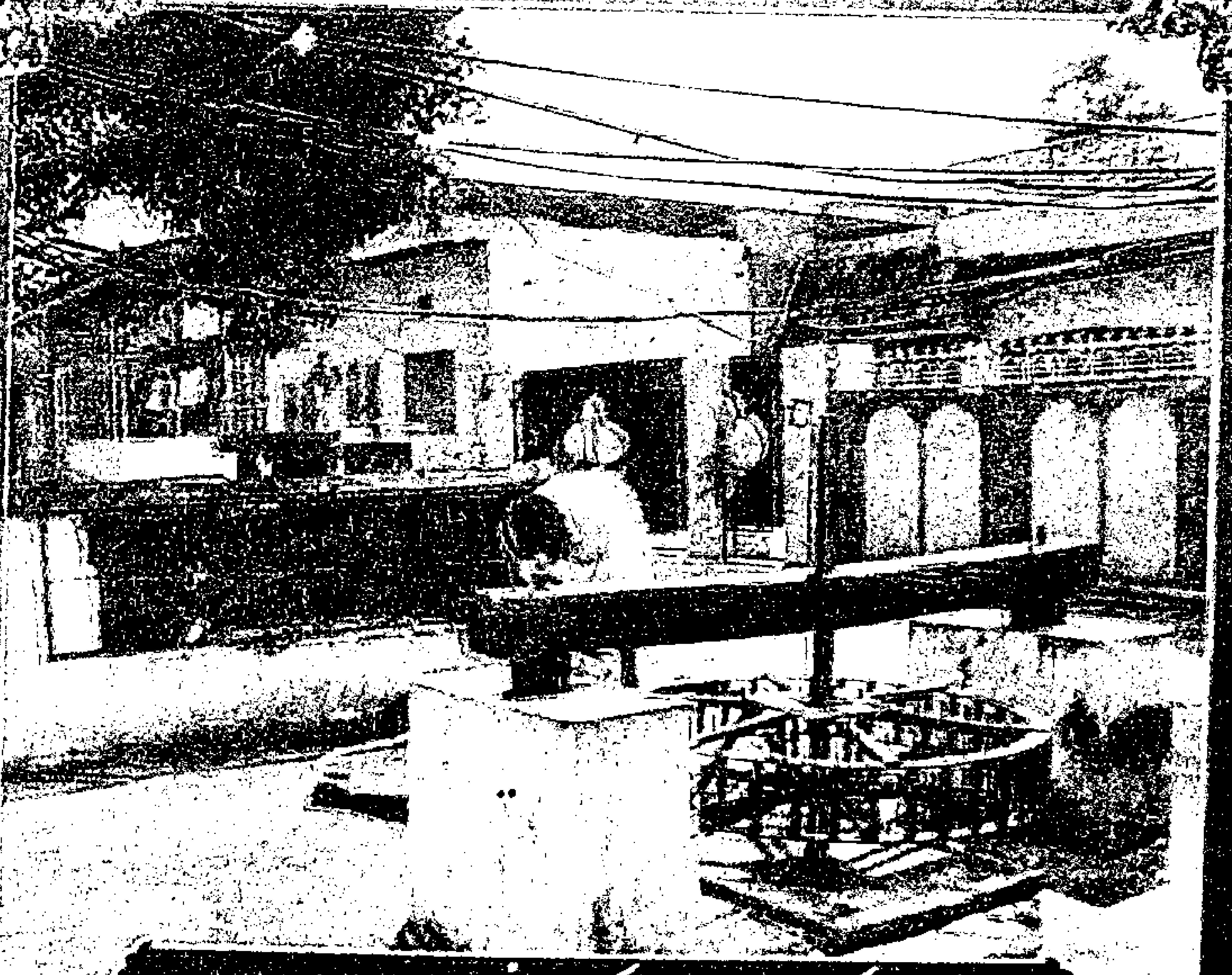

کھو شریف جس کھو کا پانی دودھ بنا تھا

مزار اقدس حضرت سائیں بابا جی رانجھا صاحب سرکار

مردِ قلندر حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف باباجی کانواں والی پچی سرکارؒ

حج روانگی پر بابا جی رانجھا سرکارؒ حاجی عبدالغنیؒ اور راقم شریف فیاض وزیرآبادی بیٹھے ہیں

کانواں والا کرم کرے تے کاگ بنیرے بولن
جہناں دے سک لگی ہووے بووے آن کھلون

مردِ قلندر مرشد لجپال
حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف بابا جی کانواں والی سرکارؒ

خادم دربار آستانہ عالیہ حضور کرم الٰہی بابا جی کانواں والی سرکارؒ
راقم شریف فیاض وزیرآبادی

ملنے کا پتہ کرم الٰہی پرنٹنگ پریس نزد اے سی عدالت سیالکوٹ روڈ وزیرآباد
0346-6194811- 0331-9625887
f- Shraefiyaz@yahoo.com
ٹائٹل ڈیزائنر ڈاکٹر عبدالقدیر 0301-6230023